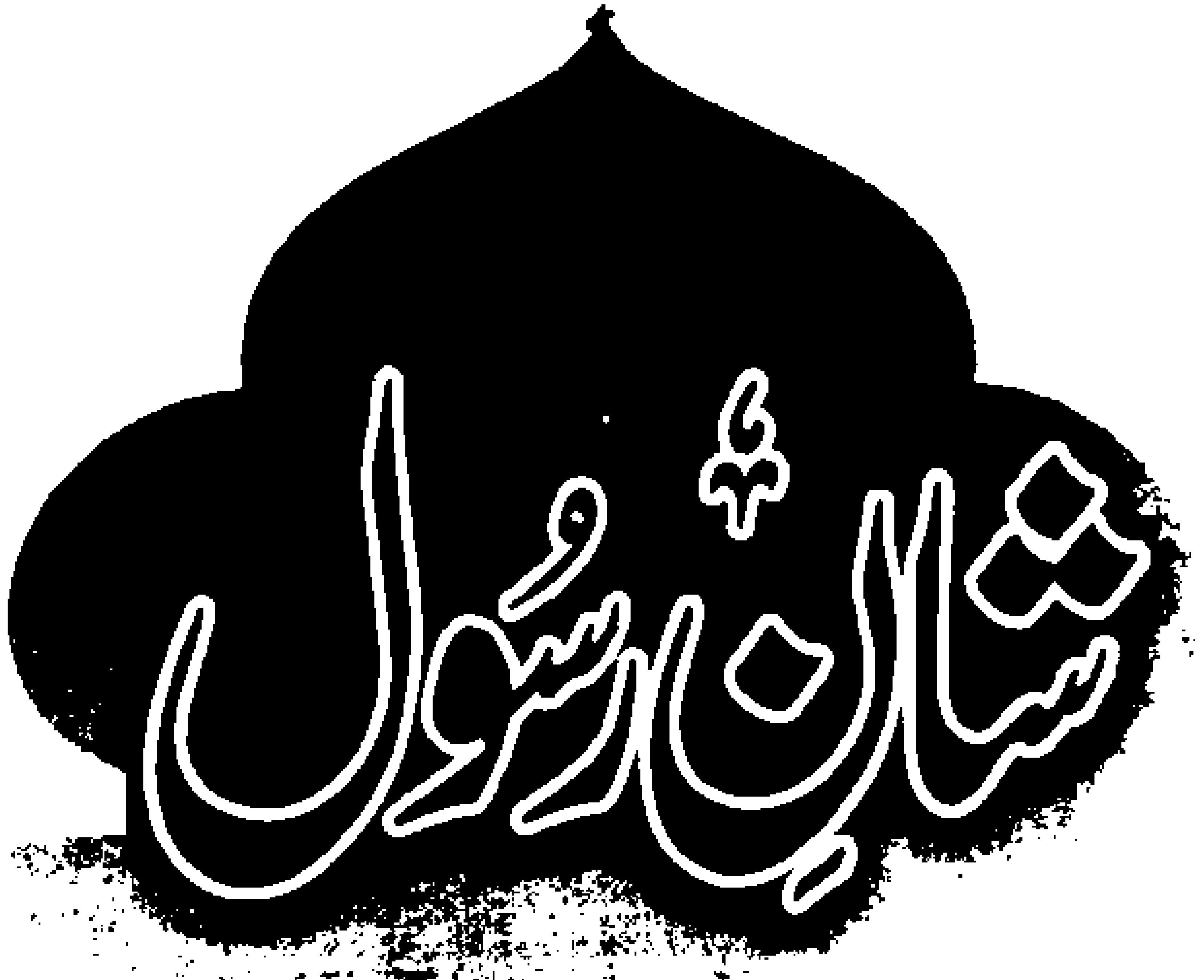
شانِ رسول ﷺ

عقائد صحابہ کی روشنی میں

علامہ غلام مصطفٰے مجددی ایم اے
مدیر مسئول مجلہ التحقیق پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور



عقائد صحابہ کی روشنی میں





تحقیق
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
مدیر مسئول مجلہ العقیدہ پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ

اشاعت نمبر 18

نام کتاب ________ شان رسول ﷺ عقائد صحابہ کی روشنی میں

مصنف ________ علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

پروف ریڈنگ ________ محمد صلاح الدین سعیدی

تاریخ اشاعت ________ اپریل 2003ء

صفحات ________ 223

ناشر ________ چوہدری عبدالمجید قادری

کمپوزنگ ________ جاوید انجم گورائیہ

قیمت ________ 75 روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن ۱۴ انفال پلازہ ۱۰ اردو بازار کراچی

☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

حسنِ ترتیب

مقام صحابہ

اس سے پہلے کہ صحابہ کرام کے عقائد کا تفصیلی جائزہ لیں، ہم یہ بتانا ضروری محسوس کرتے ہیں کہ صحابہ کون ہیں اور قرآن وحدیث کی نظر میں ان کا مقام رفعت کیا ہے۔

صحابہ کرام کون ھیں:۔

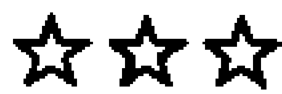
صحابہ، جمع ہے صحابی کی۔ امام ابوبکر باقلانیؒ فرماتے ہیں "صحابی مشتق من الصحبۃ،" صحابی صحبت سے مشتق ہے۔ (الکفایہ صفحہ ۱۰۰)

صحابی کی تعریف میں حضرت امام ابن حجر فرماتے ہیں من لقی النبی ﷺ مومناً به ومات علی الاسلام ، جس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مومن کی حیثیت سے ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا۔ (نخبۃ الفکر ص ۱۷۶) امام بخاری قدس سرہ فرماتے ہیں من صحب النبی ﷺ اوراه من المسلمین فهو من اصحابه جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی، یا انہیں اسلام کی نظر سے دیکھا، وہ ان کے صحابہ میں سے ہے۔ (صحیح بخاری) امام باقلانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے۔

وافضل الناس بعد هولاء اصحاب رسول ﷺ القرن بعث الذی، بعث فيهم كل من صحبه سنةً اوشهراً او يوماً اوساعة

اوراہ فھو من اصحابہ لہ من الصحبۃ علی قدر ما صحبہ و کانت سابقتہ، معہ و سمع منہ، و نظر الیہ یعنی ان کے بعد حضور کی صحبت اختیار کی خواہ ایک سال، ایک مہینہ، ایک دن، ایک ساعت کے لیے سہی یا ان کو دیکھا، وہ ان کے صحابہ میں سے ہے اور اس کے لیے فیضان صحبت قدر صحبت کے مطابق ہے۔ سو جوان کے ساتھ رہا، جس نے ان سے کچھ سنا اور جس نے ان کو دیکھا وہ صحابی ہے۔ (الکفایہ ص ۹۹)

امام ابن حزم علیہ الرحمہ کا قول ہے۔ اما الصحابۃؓ فھو کل من جالس النبی ﷺ ولو ساعۃ و سمع منہ ولو کلمۃ فما فوقھا او شاھد منہ علیہ السلام امرا ولم یکن من المنافقین الذین اتصل نفاقھم و اشتھر، صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے حضور کی مجلس اختیار کی، اور ان سے کچھ سنا اگر چہ ایک کلمہ سہی، یا زیادہ، اور ان سے کوئی کام دیکھا اور وہ منافقین میں ہرگز نہ ہو جن کا نفاق اسی دور سے متصل و مشہور تھا۔ نیز فرماتے ہیں کلھم عدل امام فاضل رضی فرض علینا توقیر ھم و تعظیمھم، تمام صحابہ عدل، امام، فاضل اور رضی ہیں، تمام صحابہ کی توقیر و تعظیم ہم پر فرض ہے۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ص ۸۶۶)



قرآن کی نظر میں

ا۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی بلند پایہ نسبت اور صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی دینداری کی تعریف فرمائی اور ان کو اجر و مغفرت کی بشارت سنائی، مثلاً۔

☆ فرمایا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے ان کو جگہ دی اور مدد کی، سب سچے ایمان دار ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور عزت کا رزق ہے۔ (سورۃ ۸ آیت ۷۴)

☆ فرمایا۔ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا، ہم انہیں ضرور دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور بلاشبہ آخرت کا اجر، ''اس سے بھی'' بہتر ہے اگر وہ مانیں۔ (سورۃ ۱۴ آیت ۴۱)

☆ فرمایا۔ مہاجرین اور انصار میں آگے بڑھنے والے، پہلے اور جنھوں نے ان کی احسان کے ساتھ اطاعت کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ ۹ آیت ۱۰۰)

۲۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کو تقویٰ وللّٰہیت کے لیے چنا گیا اور ان پر سکینت سرمدی اور رحمت ابدی کا نزول ہوا، مثلاً

☆ فرمایا۔ جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، ان کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن لیا، انہی کے لیے بخشش اور ثواب عظیم ہے۔ (سورۃ حجرات آیت ۳)

☆ فرمایا۔ بے شک اللہ راضی ہوگیا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے (اے محبوب) تیری بیعت کررہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو (ایمان) تھا وہ اسے معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینہ نازل فرمائی اور فتح قریب سے سرفراز فرمایا۔ (سورۃ ۴۸ آیت ۱۸)

☆ فرمایا۔ اور اعراب میں سے جو لوگ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے قرب اور رسول کی دعاؤں کا سبب قرار دیتے ہیں، خبردار ان کے لیے قرب کا سبب ہے، اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ ۹ آیت ۹۹)

۳۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دل و نگاہ میں ایمان کی محبت اور کفر و عصیاں کی نفرت کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ مثلاً

☆ فرمایا۔ اور جان لو تم میں اللہ کا رسول جلوہ گر ہے اگر وہ بہت سے کاموں میں تمھاری بات مان لے تو تم ضرور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ۔ لیکن اللہ نے ایمان کو تمھارا محبوب بنا دیا اور اسے تمھارے دلوں کی زینت بنایا، اور کفر و بدکاری اور نافرمانی سے نفرت سکھائی، یہی لوگ راہ راست پر ہیں۔ (سورت ۴۹ آیت ۷)

☆ فرمایا۔ جب ایمان والوں نے لشکر احزاب کو دیکھا تو پکار اٹھے یہ وہی ہے۔ جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا، اس بات نے ان کے ایمان اور اطاعت کو بڑھا دیا۔ (سورت ۳۳ آیت ۲۲)

۴۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر پاک سابقہ کتابوں میں بھی درج ہے مثلاً۔

☆ فرمایا۔ محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجود کرتے، وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان

کے چہروں پر علامت ہے۔ یہ تورات میں ان کی مثال ہے اور انجیل میں ان کی مثال اس کھیتی کی ہے جس نے سوئی نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہو کر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کہ کاشتکار کو اچھی لگتی ہے، اس لیے کہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (سورت ۴۸ آیت ۲۹)

۵۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایمان اور حسن اعتقاد کو تمام امت مسلمہ کے لیے قابل تقلید قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً

☆ فرمایا۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے (یہ) لوگ ایمان لائے ہیں تو بولے کیا ہم ایسے ایمان لائیں جیسے یہ بیوقوف ایمان لائے خبردار وہ خود بیوقوف ہیں لیکن علم نہیں رکھتے۔ (سورت ۲ آیت ۱۳)

☆ فرمایا۔ پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسے تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ (سورت ۲ آیت ۱۳۷)

۶۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ حسن آخرت کا وعدہ ہے مثلاً

☆ فرمایا۔ تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا، اور اللہ ان سب سے حسن آخرت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ تمھارے کاموں سے باخبر ہے (سورۃ ۵۷)

۷۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ کریم کی رحمتوں کے سایہ میں رہتے ہیں۔ مثلاً

☆ فرمایا۔ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اس غیب کی خبریں بتانے والے پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا، اس کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان ہے (سورت ۹ آیت ۱۱۷)

۸۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ کریم نے معافی عنایت فرمائی۔ مثلاً

☆ فرمایا۔ اور بے شک اللہ نے تمھیں معاف کر دیا اور اللہ مومنوں پر فضل کرتا ہے۔ (سورت ۳ آیت ۱۵۲)

☆ فرمایا۔ اور بے شک اللہ نے ان کو معاف فرمایا بے شک اللہ مغفرت اور حلم والا ہے۔ (ایضاً آیت ۱۵۵)

۹۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایثار و قربانی کو بڑے خوبصورت انداز میں سراہا گیا ہے۔ مثلاً

☆ فرمایا۔ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں اور جنھوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا، دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔ اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اس چیز کی جو انہیں ملی۔ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر چہ ان کو شدید محتاجی ہو۔ اور جو

اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا وہ کامیاب ہوا۔ اور جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب، ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔
(سورت ۵۹ آیت ۸ تا ۱۰)

۱۰۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ نہایت غیرت وحمیت کے مالک ہیں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے، وہ اللہ کے خصوصی انعامات کے مستحق ہیں اور اللہ کی جماعت ہیں، مثلاً

☆ فرمایا۔ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھیں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہیں، وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی، اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں کہ ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، خبردار بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (سورت ۵۸ آیت ۲۲)

☆☆☆

حدیث کی نظر میں

☆ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لاتسبوا اصحابی، میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی صرف کرے تو بھی ان کے ایک (درہم) کے برابر نہیں۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۲)

☆ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول معظم ﷺ نے فرمایا میری امت میں بہترین میرا گروہ ہے، پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں۔ پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔ (ایضاً، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۲۴)

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور شفیع اعظم ﷺ نے فرمایا **لاتمس النار مسلما رانی اور ای من رانی**، اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا، یا دیکھنے والے کو دیکھا۔ (ترمذی مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۲۴)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور مخبر صادق ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا، جو میرے بعد ہوگا۔ تو مجھے وحی ہوئی کہ اے محمد ﷺ تمھارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں۔ ان کے بعض، بعض سے قوی ہیں۔ اور سب میں نور ہے۔ جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا، جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (رزین مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۲۵)

انہی سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو **لعنة الله علی شرکم**، تمھارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ترمذی مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۲۵)

☆ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اکرموا اصحابی فانھم خیارکم میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمھارے بہترین ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد۳ ص ۳۲۴)

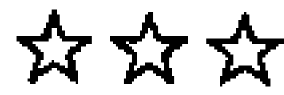
☆ حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضور ہادی کل ﷺ نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے رکھا۔ جس نے انہیں ستایا، اس نے مجھے ستایا۔ جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے اللہ اسے پکڑے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ جلد۳ ص ۳۲۴)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ختم رسل ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی مثال میری امت میں کھانے میں نمک کی سی ہے۔ کھانا نمک کے بغیر درست نہیں ہوتا، حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا نمک تو چلا گیا ہم کیسے درست ہوں۔ (شرح سنہ، مشکوٰۃ جلد۳ ص ۳۲۴)

☆ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور رحمت کونین ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کو برا نہ کہو، ان میں کسی ایک کا ایک لمحے کے لیے قیام کرنا تمھاری چالیس سال کی عباوت سے بہتر ہے۔ (فضائل الصحابہ از احمد بن حنبل ص ۶۱)

☆ حضور جان دارین ﷺ نے فرمایا جس نے صحابی کے بارے میں میری حفاظت کی قیامت کے دن اس کے لیے ایک محافظ ہوگا، اور جس

نے صحابی کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت۔ (ایضاً ص ۵۴)



فضائل خلفا راشدین

ذیل میں ہم خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضٰی سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کے خصوصی فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سارے انسانوں میں اپنے مال وصحبت کے حوالے سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والے ابوبکر ہیں اور امام بخاری کی روایت میں ابا بکر ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور دوستی کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا کوئی کھڑکی نہ رکھی جائے۔ اور روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (بخاری ومسلم)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس اپنے والد اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے، یا کہنے والا کہے کہ میں، لیکن اللہ اور مومنین! ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے۔ (مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم میرے غار کے ساتھی اور حوض کے ساتھی ہو۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے، میری امت میں عمر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا۔ (ترمذی)

☆ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

☆ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو۔ (ترمذی)

☆ حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں۔ (ترمذی)

☆ حضرت عبد الرحمان بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل انہیں نقصان نہیں دے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عثمان مظلوم قتل کیے جائیں گے۔ (ترمذی)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا۔ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم و بخاری)

☆ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا علی مجھ سے ہے، میں علی سے ہوں۔ اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔
(ترمذی)

☆ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ (احمد و ترمذی)

☆ حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن ابن علیؓ ان کے کندھے پر تھے، حضور فرمارہے تھے الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا (حسن مجتبیٰ) سید ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔ (بخاری)

☆☆

باب اول

عشق رسول

اللہ کریم نے اپنی کتاب کریم میں اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت کو اہل ایمان کا نشان امتیاز قرار دیا ہے۔فرمایا۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (سورۃ الاحزاب)

اس آیت مبارکہ میں لفظ اولیٰ کے تین معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ اولیٰ بمعنیٰ اقرب۔اولیٰ بمعنیٰ املک۔اولیٰ بمعنیٰ احب۔اول الذکر مراد ہوتو آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں ہوگا،"نبی اکرم مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں" ثانی الذکر مراد ہوتو ترجمہ یوں ہوگا "نبی اکرم مومنوں سے زیادہ ان کی جانوں کے مالک ہیں۔ثالث الذکر مراد ہوتو ترجمہ یوں ہوگا"نبی اکرم مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں"

پہلے دو ترجمے اپنے مفہوم وموضوع کے اعتبار سے نہایت وسیع مباحث اور وقیع افکار سے لبریز ہیں۔اس باب میں ہمارا عنوان بحث اور موضوع فکر عشق رسول ہے،لہذا ہم آخری ترجمے کو سامنے رکھتے ہیں۔اس ترجمے کو ہم اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں کہ ایمان والے وہی ہیں جو نبی اکرم کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب جانتے ہیں۔اس کے ضمن میں حدیث بخاری نقل کی جائے تو مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔"ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

لانت احب الی من کل شی الا نفسی التی بین جنبی فقال له النبی ﷺ لن یومن احد کم حتی اکون احب الیه من نفسه فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الی من نفسی التی بین جنبی فقال له النبی ﷺ الان یا عمر۔(رواہ البخاری عن عبداللہ

ابن ہشام)

بے شک آپ مجھے میری جان جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان پوشیدہ ہے کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بے شک آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عمر! اب بات بنی ہے،

بخاری شریف میں ایک اور بھی مشہور و معروف حدیث ہے جسے تقریباً تمام اہل صحاح نے درج کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہٖ و ولدہٖ والناس اجمعین ،تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (کتاب الایمان) اس ارشاد مبارک نے بھی عشق رسول کی اہمیت وضرورت کو واضح کر دیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

''اے محبوب فرما دیجئے اگر تم اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں، کمائے جانے والے مالوں، تجارت جس میں تمہیں نقصان کا خوف ہوتا ہے اور پسندیدہ مکانوں کو اللہ اس کے رسول اور اللہ کے راستے میں کیے جانے والے جہاد سے محبوب جانتے ہو، انتظار کرو اللہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، اور اللہ فاسقوں سے محبت نہیں کرتا'' (سورۃ

التوبہ ۲۴)

اس آیت مبارکہ نے تو بات ہی ختم کر دی کہ جسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں وہ زمرہ فاسقین میں شامل ہے، اور یہاں فسق سے مراد کفر ہے۔ نیز اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلام کے جملہ عقائد و اعمال کو مان لینے اور تمام رشتہ داروں کے حقوق پہچان لینے کے باوجود دل میں یہ جذبہ کارفرما نہیں تو کچھ بھی نہیں، بقول اقبال

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدۂ تصورات

ہاں ہاں اسی لیے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے،

''تم میں سے کوئی شخص بھی حلاوت ایمان سے سرشار نہیں ہوسکتا ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کو ہر چیز سے محبوب نہ سمجھے، (بخاری کتاب الایمان)''

مذکورہ صدر آیت مبارکہ اور حدیث مبارک نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت، ایک ہی محبت ہے۔ اس میں فرق کرنا، منافقوں کے بارے میں نازل ہونے والے اس ارشاد قرآنی کا مصداق ہونا ہے۔ ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق ڈالتے ہیں، ایک حدیث مبارک بھی دیکھیے۔ ''ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھنے لگا، حضور! میں مومن کب ہوں گا؟ فرمایا اذا احببت اللہ، جب تو اللہ سے محبت کرے گا، عرض کی میں اللہ سے کب محبت کروں گا، فرمایا اذا احببت رسول اللہ جب تو اللہ کے رسول سے محبت

کرگا" (مقدمہ دلائل الخیرات)

عشق رسول باعث فخر ہے:۔

حضور ﷺ کے عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، عدل و انصاف، خلوص وللٰہیت، جیسے اعلیٰ اخلاق سے مزین تھے، بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مجھے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے) کی شان والے محبوب کریم ﷺ کی نظر رحمت نے ان کے دل و دماغ کو تزکیہ و تصفیہ کی دولت سرمدی سے مالا مال کر دیا تھا، جن کے رکوع و سجود کا ذکر قرآن پاک فرمائے بھلا ان سے بڑا نمازی کون ہوگا۔ لیکن انہیں اپنی نماز پر فخر نہیں تھا۔ بلکہ کسی بھی عمل پر بھروسہ نہیں تھا، مگر فخر تھا اور بھروسہ تھا تو بس عشق رسول پر تھا، ایک حدیث مبارک دیکھئے۔

"ایک شخص نے پوچھا متی قیام الساعة، قیامت کب آئے گی۔ حضور نماز کے لیے چلے گئے، نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے، اس نے کہا، "میں ہوں یارسول اللہ" آپ نے فرمایا "ما اعددت لھا تو نے اس کے لیے کیا کیا؟" کہنے لگا، یارسول اللہ میں نے زیادہ نمازیں، روزے اور صدقے ادا نہیں کیے، الا انی احب اللہ و رسولہ، ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، حضور نے فرمایا، المرء مع من احب و انت مع من احببت، آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے اور تو بھی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے، (رواہ الترمذی والبخاری)

اس حدیث مبارک کے ڈانڈے اس حدیث مبارک سے بھی ملتے ہیں

جس میں مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا من احبنی کان معی فی الجنه، جس نے میرے ساتھ محبت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ گویا عشق رسول وہ جذبہ ہے، وہ ولولہ ہے جو ہر عمل کی جان ہے، ہر عقیدے کی روح ہے، یہ انسان کی رگ رگ میں سمایا ہے تو اس کے پاس کونین کی نعمتیں ہیں۔ بقول اقبال۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بحر و بر در گوشہ دامان اوست

یاد رہے کہ عمل کی کمی قابل معافی ہے لیکن محبت کی کمی قابل معافی نہیں، جیسا کہ ایک شخص پر شراب کی حد جاری ہوئی لوگ اس پر لعنت برسانے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لا تلعنه فانه یحب الله و رسوله، اس پر لعنت نہ بھیجو وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (رواہ البخاری عن عمر ابن الخطاب)

عشق رسول معیار درجات ہے:-

یہ امر بھی نہایت اہم ہے کہ اگر آپ کسی بھی انسان کے درجات و مقامات کا جائزہ لینا چاہیں تو سب سے پہلے دیکھیں کہ اس کے دل میں عشق رسول کا جذبہ کس قدر موجزن ہے۔ کسی میں عشق رسول کا جذبہ جتنا زیادہ ہو گا اتنا ہی وہ بلند مقام پر فائز ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا،

"یتفاوت الناس فی الایمان علی قدر تفاوتهم فی مجتی و یتفا و تون فی الکفر علی قدر تفاوتهم فی بغضی الا لا ایمان لمن لا محبت له" (مقدمہ دلائل الخیرات)

لوگ ایمان کے مختلف درجات پر ہوں گے جس طرح میری محبت کے مختلف درجات پر ہوں گے اور کفر کے مختلف درجات پر ہوں گے جتنے میرے بغض کے مختلف درجات پر ہوں گے خبردار جس میں محبت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

دیکھئے سب کا اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تمام صحابہ کرام سے زیادہ ہے، ایسا کیوں ہے، آپ آثار صحابہ پڑھ کر دیکھ لیں تمام صحابہ کرام آپ ﷺ سے دل و جان سے محبت کرتے تھے مگر اس پروانہ الفت، کشتہ محبت کا رنگ ہی نرالا تھا۔ پھر اس نرالی محبت کے مالک کو مقام بھی نرالا ہی نصیب ہوا۔ اسی طرح حضور غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضور مجدد اعظم شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کا اولیائے کرام میں منفرد مقام ہے، ذرا ان کی سوانح بے بہا کا مطالعہ کر کے دیکھیں انھوں نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت بھی منفرد انداز سے کی ہے۔ اس کے برعکس جن ظالموں نے حضور ﷺ سے جتنا جتنا بغض رکھا اتنا ہی وہ کفر و طغیان میں غرق ہوتے گئے، حدیث مبارک کے آخری الفاظ تو تازیانہ عبرت بن کر ان مغرور زہد پرستوں اور متکبر عبادت گزاروں کے زہد و عبادت پر برس رہے ہیں جن کے سینے اس محبوب کی محبت کے گنجینے نہیں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

(حفیظ جالندھری)

عشق رسول کے تقاضے:۔

عشق و محبت کی دنیا کے باسی جانتے ہیں کہ اس جذبے کے اپنے تقاضے ہیں، ان تقاضوں کے بغیر عشق و محبت کا دعویٰ بلا دلیل ہو جاتا ہے۔ پھر عشق رسول! اس سے بڑھ کر تو کوئی جذبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ سو اس کے تقاضے سامنے رکھنے چاہیں تاکہ ایمان و اسلام کی لذت و حلاوت نصیب ہو۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع و اطاعت کرنی چاہیے۔ (المحب لمن یحب مطیع)

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ (من احب شیئا اکثر ذکرہ)

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے پیاروں سے پیار کرنا چاہیے یعنی صحابہ کرام اور آل اطہار سب حضور کے پیارے ہیں۔

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی چاہیے۔

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا احترام کرنا چاہیے۔

۶۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے دیدار کی طلب میں تڑپنا چاہیے۔

۷۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو پسند کرنا چاہیے۔ مثلاً حضور کو دودھ، شہد، کدو نہایت مرغوب تھے محب صادق کو بھی ہر حال میں مرغوب ہونے چاہیں۔

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم اور مذہب اسلام سے محبت کرنی چاہیے۔

۹۔ حضور ﷺ کی امت مرحومہ کی خیر خواہی میں نمایاں کردار ادا کرنا چاہیے۔

۱۰۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو ہر عیب سے منزہ اور ہر کمال کا شہکار تصور کرنا چاہیے (حبک شیئًا یعمی و یصم)

☆☆☆

اسلامی تہذیب سے محبت

موجودہ دور ہی کیا ہر دور میں مسلمان کی کامیابی و کامرانی کا راز اپنے محبوب ﷺ کی لائی ہوئی اسلامی تہذیب کی محبت میں پوشیدہ ہے۔ جب مسلمان اس تہذیب کے اعتقادی، عملی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، تعلیمی پہلوؤں پر پوری طرح کار بند تھے، تھوڑے تھے مگر قیصر و کسریٰ پر غالب آ گئے، ہند و چین کو للکارتے رہے، مصر و شام کو روندتے رہے۔ اندلس و فرانس کے میدانوں میں گھوڑے دوڑاتے رہے، مگر جس دور میں بھی اندرونی یا خارجی محرکات و سازشات کی وجہ سے اپنی تہذیب کو فراموش کر گئے، رسوا ہو گئے، مغلوب ہو گئے۔ احساس کمتری کا شکار ہو گئے، موجودہ دور میں بھی کچھ یہی صورتحال ہے، انگریزوں نے مسلم علاقوں پر تسلط جما کر اس قوم کی اخلاقی و اعتقادی، معاشرتی و معاشی خوبیوں کو گہنا دیا ہے، اپنی تہذیب کے گہرے اثرات چھوڑ کر ان کی سیرت و کردار کا جنازہ نکال دیا ہے، آج ہمارا نوجوان انگریزی لباس، زبان اور عادات میں پناہ ڈھونڈتا ہے، لاہور، اسلام آباد اور کراچی جیسے شہروں کی تہذیبی حالت دیکھ کر دل روتا ہے کہ کیا یہ مملکت خداداد پاکستان کے شہر ہیں۔ کیا اسی فرنگی تہذیب کے

فروغ کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا، انگریز ہمارے علاقے سے تو نکلا ہے لیکن دل و دماغ سے کیوں نہیں نکلا؟

پاکستان میں ایسے ادارے اشاعت تعلیم کے نام پر معرض وجود میں آ چکے ہیں جہاں مسلمان بچوں اور بچیوں کو ڈانس سکھایا جاتا ہے، موسیقی کی تعلیم دی جاتی ہے، ویڈیو، ٹی وی، تھیٹر اور سینما ہال جنسی جذبات کو بھڑکانے میں مگن ہیں۔ اخبارات میں اسلامی رسومات و رواجات اور شرم و حیاء کی دھجیاں اڑانے والی عورتوں اور مردوں کی نیم عریاں تصاویر شائع ہوتی ہیں، انٹرویوز چھپتے ہیں۔ ان کی زندگی کے مقاصد سے متعلق فیچر لکھے جاتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ اور غضب تو یہ ہے کہ حکومتی سطح پر مسلم نسل کی تباہی و بربادی کے ان اسباب کی روک تھام کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار نہیں، بلکہ حکومت تو خود اس بے راہروی کے فروغ کے لیے کوشاں ہے کہ ان کی جمہوری اقدار کو نقصان نہ پہنچے، اور ستم تو یہ ہے کہ ہمارے خواص و عوام کو اپنی اولاد کی دین دشمنی کا احساس نہیں، والدین کی یہ خواہش تو ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا یا بیٹی ڈاکٹر بنے، انجینیر بنے، منہ ٹیڑھا کر کے انگریزی بولے، پتلون، شرٹ پہن کر بازاروں کی رونق بنے، نائٹ کلبوں میں گھومے پھرے۔ جدید ذہنوں سے استفادہ کرے مگر اسلام کا سپاہی، قرآن کا محافظ بنے یہ گوارا نہیں۔ ہم دنیوی تعلیم کے حصول کے خلاف نہیں، لیکن دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب کے مطابق عمل اور کردار تو بنانا چاہیے، کیا آپ نے سکھوں کو نہیں دیکھا ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں کا مشاہدہ نہیں کیا، وہ جدید تعلیم حاصل کر کے، سائنس اور ٹیکنالوجی میں میدان مار کے بھی مذہب

اور تہذیب کا دامن نہیں چھوڑتے، سکھ کیوں نہیں پگڑی اتارتا، داڑھی منڈواتا، اور دیگر اپنی مذہبی رسومات سے فرار اختیار کرتا، اس لیے کہ اپنے مذہب وتہذیب سے مخلص ہے۔ اپنے گرو سے سچی محبت کرتا ہے اور اس کی محبت کے تقاضوں سے آشنا ہے۔ وائے قسمت! مسلمان کو کیا ہو گیا، سب سے بہتر دین، سب سے اعلیٰ کتاب اور سب سے اونچے رسول کو مان کر بھی ان کے فیضان سے محروم ہے۔ سرابوں کے پیچھے بھاگتا ہے، سرمدی حقیقتوں سے آنکھیں چراتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اسکے خالق ومعبود نے اپنے محبوب ﷺ کی تہذیب کو ظاہری وباطنی حسن عطا فرمایا ہے، کیا اس کا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پر ایمان نہیں، اگر ایمان ہے تو ماننا چاہیے کہ کھڑے ہو کر کھانا کھانے میں حسن نہیں بیٹھ کر محبوب کی سنت کے مطابق کھانے میں حسن ہے، داڑھی منڈانے یا فرنچ کٹ رکھنے اور کلین شیو بنانے میں حسن نہیں، محبوب کی سنت کے مطابق ایک قبضہ داڑھی رکھنے میں حسن ہے، پتلون اور شرٹ جیسے حیا سوز لباس میں حسن نہیں، محبوب کی سنت کے مطابق لباس پہننے میں حسن ہے۔ الغرض ہندی، یہودی اور انگریزی کلچر کی ایک ایک ادا پر مرمٹنے میں حسن نہیں، محبوب کی ایک ایک ادا پر عمل کرنے میں حسن ہے۔ آہ، خدائے مہربان اور رسول ذیشان، ہر فرد مسلم کو خوبصورت بنا رہے ہیں، حسن کے خزانے عطا کر رہے ہیں مگر وہ بدصورتی اور تہی دامنی پر قربان ہے۔ اس سے بڑی نادانی اور کیا ہو گی، اور پھر یہ بھی ایمان ہے کہ قبر میں جانا ہے، حشر میں اٹھنا ہے، قیامت کا سامنا کرنا ہے، میزان وصراط پر پہنچنا ہے، کاش یہ بھی احساس ہوتا کہ اپنے محبوب کو کیا منہ

دکھائیں گے، اگر رحمۃ للعالمین نے چھوڑ دیا تو کس کی پناہ تلاش کریں گے، اور یاد رہے کہ وہاں اس محبوب کے سوا کوئی سہارا نہ ہوگا جس کے اسلام پر آج کلمہ پڑھ کر تیشہ زنی کر رہے ہو، کیا یہ افسوس نہیں کہ جہاں تمام طاغوتی طاقتیں، اسلام دشمن قوتیں اپنے اصولی اختلافات ختم کر کے اسلام کو مٹانے پر کمر بستہ ہیں وہاں مسلمان بھی اپنی بدکرداری، آزاد خیالی اور بے عملی کے سبب اسلام کو برباد کر رہے ہیں۔ اپنی تہذیب اور تمدن کی رگیں کاٹ رہے ہیں۔ اپنے افکار و تعلیمات کو ڈس رہے ہیں۔ باہمی انتشار و افتراق کی خلیج کی گہرائی اور گیرائی کو بڑھا کر اسلام کے لیے ہر سطح پر مسائل کھڑے کر رہے ہیں۔

اے عشق رسول کے داعیو! اے حسن رسول کے پروانو، اے بارگاہ رسول کے محتاجو! اپنے آپ کو تبدیل کرو اسلام کی حالت زار کو دیکھو، اپنی کی دوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دو، قرآن کی لاہوتی صدا پہ کان دھرو، کچھ سوچو! اسلامی تہذیب سے محبت کرو۔

بقول اقبال

عصر ما، ما راز ما بیگانہ کرد   از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد
در دل مسلم مقام مصطفیٰ   آبروئے ما ز نام مصطفیٰ

میرے دور نے مجھے مجھ سے بیگانہ کر دیا ہے کیونکہ مجھے جمال مصطفیٰ سے بیگانہ کر دیا ہے، مسلمان تو وہ ہے جس کے دل میں مقام مصطفیٰ کا عرفان ہے، اور جو اپنی آبرو نام مصطفیٰ کی بدولت تصور کرتا ہے۔

محبت کیوں ہوتی ہے:۔

اے مرد مسلم تیرے دل میں محبت کا کیا معیار ہے؟

کسی کے حسن و جمال کو دیکھا تو محبت ہو گئی، مجھے بتا، ازل سے لے کر ابد تک خلاق کائنات نے کس کو ہمارے محبوب ﷺ جیسا حسن و جمال دیا ہے۔کون ہے جس کا رخ انور، والضحی ہے، جبین اطہر، والفجر ہے، زلف عنبریں واللیل اذا سجٰی ہے، صدر اقدس الم نشرح ہے شہر مکرم لا اقسم بھذا البلد ہے کون ہے جس کی زبان کوماینطق عن الھوی کہا ہو، جس کے دھن کو غنچہ او حــــی قرار دیا ہو، جس کی عمر رواں کی قسم اٹھائی گئی ہو، جس کی عرش وفرش پہ دہائی ہو، جس کی مدحت سرا ساری خدائی ہو، اگر حسن و جمال کی وجہ سے محبت کرنی ہے تو پھر بھی اس شہکار حسن کی صورت وسیرت سے محبت کر، یہ کائنات کی عظیم حقیقت ہے کہ حضور کی کوئی مثال نہیں، حضور کا کوئی جواب نہیں اور اس عظیم حقیقت کا اقرار کرنا تیرے ایمان کے لیے شرط اول ہے۔محدث عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، وقد صرحو ابان کمال الایمان اعتقاد انه لم یجتمع فی بدن انسان من المحاسن الظاهرة ما اجتمع فی بدنه تمام علمائے امت نے صراحت سے لکھا ہے کہ کسی بھی انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ جو خوبیاں آپ میں موجود ہیں کسی دوسرے میں موجود نہیں (شرح الشمائل جلد ا ص ۱۸)

کیا خوب کہا ہے جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے

اجمــل مــنک لــم تــرقــط عیــنــی

احســن مــنک لــم تــلــد الــنــســاء

یعنی آپ جیسا جمیل تو میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، آنکھ کیسے دیکھتی آپ جیسا حسین کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا۔ اس عظیم حقیقت کو مان کر بھی کسی اور کی صورت وسیرت کی طرف دیکھے تو کیا افسوس نہیں، یا کسی کے علم و فضل کو دیکھا تو محبت ہو گئی، مجھے بتا، ازل سے لے کر ابد تک اس علیم مطلق نے کس کو ہمارے محبوب سے زیادہ علم وفضل عطا کیا۔ یہ حضور ﷺ ہی تو ہیں جن کے علم وفضل کی گواہی قرآن نے دی **وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما**، اے محبوب تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے، اور تم پر اللہ کا عظیم فضل ہے، کیا اس آیت کریمہ کے دائرہ سے کوئی علم وفضل ہے جو خارج ہے، سائنس کا علم نہیں دیا، فلکیات کا علم نہیں دیا، سیاسیات، معاشیات، معاشرت، عمرانیات، طبیات، طبیعات، کا علم نہیں دیا۔ صحابہ کرام تو فرماتے ہیں **فاخبرنا بما کان و ماھو کائن**، ہمیں جو کچھ ہو گیا، اور جو کچھ ہو گا، حضور ﷺ نے سب کی خبر دی، (رواہ مسلم) کیا اس حدیث مبارک میں بھی عموم نہیں، اگر یہ تیرا ایمان ہے تو کیوں ارسطو، افلاطون، اور بقراط کے علم کے گن گاتا ہے۔ کیوں فرائڈ، اسٹالن، ورڈز ورتھ اور شیکسپیئر کے حوالے دیتا ہے۔ کیوں گمراہ کن مغربی فلسفے کی دلالی میں منہ کالا کرتا ہے۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

جس علم کے تو گن گا رہا ہے ہم اسے ماننے کے لیے تیار نہیں، علم تو نور ہوتا ہے، جبکہ یہ اپنے حاملین کے فکر و کردار میں تاریکیاں بھر رہا ہے، اخلاقیات سے دور لے جا رہا ہے۔ اسے پڑھ کر تو انسان عریانی اور فحاشی کو

اپنا پیدائشی حق تصور کرتا ہے۔علم وہ سیکھ جوعلم تیری دنیا اور آخرت کواجالے عطا کردے،اور وہ ہے علم مصطفیٰ،الحمد للہ رب العالمین۔

یا کسی کے جودونوال کو دیکھا تو محبت ہوگئی، مجھے بتا،ازل سے لے کر ابدتک اس رازق حقیقی نے کس کو ہمارے محبوب سے زیادہ جودونوال کی صفت عطا فرمائی،صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں اذاسئل النبی ﷺ قط فقال لا ،حضور سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا،حضور نے ''لا'' نہیں فرمایا۔دنیا مانگنے والوں کو دنیا دے رہے ہیں،دین وآخرت کے طلب گاروں کو دین و آخرت سے مالا مال کررہے ہیں۔انا اعطینک الکوثر کا دریائے دولت جوش پر ہے،و اما السائل فلاتنھر کی عادت دیدنی ہے۔اگر اس عقیدے پر تیرا یقین کامل ہے تو کیوں امریکہ کی طرف دیکھتا ہے، کیوں اقوام متحدہ کی غلامی کرتا ہے، کیوں اغیار کے آگے اپنا دامان طلب دراز کرتا ہے، کیوں ورلڈ بنک سے قرضے لے لے کر سود کے مکروہ اور ناقابل برداشت دھندے میں ملوث ہے،تو سرکار ابدقرار کے حضور آ، تیرے تمام معاشی مسائل کا حل تو ان کے پاس ہے۔حضور اتنا دیں گے کہ غیر کا در دیکھنے کی حاجت نہ رہے گی، تیرا رب اکرم و معطی ہے، تیرا رسول قاسم و سرور ہے۔

جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے۔

قرآن کی عملی تفسیر:۔

قرآن پاک نے فرمایا''ما کان لاھل المدینه و من حولھم من الا عراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ و لا یرغبوا بانفسھم عن نفسه''

(اہل مدینہ اور ان کے گردونواح کے اعراب کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور ان کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو ترجیح دیں)(سورۃ التوبہ ۱۲۰)

قرآن پاک کی اس آیت کریمہ پر صحابہ کرام سے بڑھ کر کون عمل کر سکتا تھا۔ انھوں نے حضور ﷺ کی خاطر جان کی پرواہ نہ کی، اولاد کو دیکھا نہ رشتہ داروں کو، وطنوں کو دیکھا نہ گھر بار کو، سب کچھ محبوب کے نام پر لٹا دیا۔ اللہ اللہ کس کس کا ذکر کیا جائے، سب مستان حسن نے قربانیوں کی وہ تاریخ رقم کی جس کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ آیئے عشق رسول کی چند داستانیں پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔



سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ

عاشقان رسول کے امام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ کو دعوت اسلام دی، حضور ﷺ آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ کفار مکہ نے آپ پر حملہ کر دیا اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ذرا سوچیے محبوب کے سامنے، محبوب کے نام پر مصائب و شدائد کا سامنا کرنا بھی کتنا لطف اندوز اور راحت افروز ہوگا۔ آپ کو گھر لے جایا گیا، ہوش دلایا تو آپ کی زبان صداقت سے سب سے پہلا جملہ کیا نکلا "**مافعل رسول اللہ**" اللہ کے رسول کیسے ہیں۔ تمام اہل خانہ ناراض ہو گئے مگر اس عاشق صادق کو کیا، اس کا محبوب تو راضی تھا۔ آپ کی والدہ کو رحم آ گیا اور کہنے لگیں '**واللہ مالی علم بصاحبک**" اللہ کی قسم مجھے آپ کے محبوب کا علم نہیں۔ آپ

نے انہیں ام جمیل کے پاس بھیجا، وہ ان کی خبر گیری کے لیے آئیں۔ اور کہا ''ھو سالم صالح'' وہ صحیح وسلامت موجود ہیں۔ آپ نے پوچھا، کہاں ٹھہرے ہیں، کہا دار ارقم میں، آپ نے فرمایا ''اللہ کی قسم میں کچھ بھی نہیں کھاؤں اور پیوں گا جب تک اپنے محبوب کو نہ دیکھ لوں'' آپ کو سہارا دے کر حسن تمام جان کائنات ﷺ کے پاس لایا گیا، حضور کی نظر مبارک پڑی، **فاکب علیه فقبله واکب علیه المسلمون ورق رسول الله ﷺ رقة شدیده**، حضور آگے بڑھے اور اپنے عاشق کامل کے بوسے لیے، تمام مسلمانوں نے بھی استقبال کیا، حضور پر بہت زیادہ رقت طاری تھی۔ (تاریخ الخمیس جلد ا ص ۲۹۴)

اس واقعہ کے ایک ایک لفظ سے محبت کے سوتے ابلتے ہیں اس کے سوا بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محبت کی ہر آزمائش سے کامیاب ہوئے، ہجرت کی رات قدم قدم پر موت کھڑی تھی، لیکن جن کے دل میں عشق کا سودا سمایا ہو وہ موت سے کب ڈرتے ہیں۔ غزوہ بدر میں جہاں بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑتے تھے وہاں صدیق اکبر کوہسار استقامت بن کر محبوب کا پہرہ دے رہے تھے، حضرت علیؓ نے اسی محبت کو دیکھ کر فرمایا ابو بکر صدیق ''اشجع الناس یعنی سب سے بہادر ہیں'' غزوہ تبوک میں گھر کا سارا مال حضور کے قدموں میں ڈھیر کر دیا اور کہا گھر میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں، یہ محبت کی انمٹ دلیل ہے۔ آپ کی تمام آرزوؤں کا محور حضور محبوب خدا ﷺ کی ذات قدسیہ تھی، فرماتے ہیں میری تین آرزوئیں ہیں۔

☆النظر الی وجه رسول الله۔

میں حضور کے رخ انور کو دیکھتا رہوں۔

☆وانفاق مالی علی رسول الله

میرا مال حضور پر صرف ہوتا رہے۔

☆وان یکون ابنتی تحت رسول الله

میری لخت جگر عائشہ صدیقہ آپ کے نکاح میں آجائے۔

تصور کیجئے ہر آرزو میں حضور کی محبت کا کتنا خوبصورت جہان آباد ہے۔

حضور نے ہمیشہ اس محبت کو مثال بنا کر پیش کیا مثلاً فرمایا ان من امن الناس علی فی صحبته و ماله ابو بکر سب سے بڑھ کر میرے پاس رہنے والے اور مجھ پر مال خرچ کرنے والے ابو بکر ہیں (رواہ البخاری)

☆☆☆

سیدنا فاروق اعظمؓ کا عقیدہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی حضور ﷺ سے بہت محبت تھی، جیسا کہ آپ نے پڑھا، مکالماتی انداز میں انھوں نے ساری امت کو مسئلہ سمجھا دیا کہ ایمان تب نصیب ہوتا ہے جب حضور کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب تسلیم کیا جائے، ایک ایمان افروز حدیث ہے،

ایک دن حضور خلاف معمول کا شانہ نبوت سے باہر تشریف لائے، اچانک سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی باہر نکل آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے آنے کی وجہ دریافت فرمائی، سیدنا ابو بکر نے عرض کی حضور آپ کی زیارت کے لیے نکلا ہوں، حضرت عمر نے عرض کی حضور بھوک کی وجہ

سے حاضر ہوا ہوں، آپ ان محبان کرام کو لے کر ایک اور محبّ صادق حضرت ابوالہثم انصاری کے گھر گئے اس صحابی نے حضور ﷺ سے معانقہ کیا اور بار بار عرض کرنے لگے، حضور آپ پر میرے ماں باپ قربان (مسلم شریف کے الفاظ ہیں اس صحابی نے کہا خدا کی تعریف ہے آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر کسی کا مہمان معزز نہیں) پھر اس نے اپنے باغ کی کھجوریں پیش کیں جن میں کچی بھی تھیں اور پکی بھی، حضور نے پوچھا صرف پکی کھجوریں کیوں نہ لائے، کہنے لگا حضور میں نے سوچا آپ خود جو پسند فرمائیں گے اختیار فرمالیں گے (شمائل الترمذی ص ۳۱) اس حدیث سے معلوم ہوا۔

☆ حضور کے تمام صحابی حضور ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

☆ سیدنا صدیق اکبر حضور ﷺ کی زیارت کے بغیر نہایت مضطرب رہتے تھے۔

☆ امام مناوی فرماتے ہیں کہ حضور نے نور نبوت سے جان لیا تھا کہ ابوبکر کو زیارت کا شوق تڑپا رہا ہے اور صدیق اکبر نے نور ولایت سے جان لیا تھا کہ **ان المصطفی لایحتجب منه فی تلک الساعة** کہ محبوب اس وقت زیارت سے محروم نہیں کریں گے، (شرح شمائل جلد ۲ ص ۱۸۹) یہ امر جہاں حضور کے علم غیب اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے نور فراست پر دلالت کرتا ہے وہاں ان کے گہرے دلی روابط اور اوج محبت کا بھی عظیم ثبوت ہے۔

☆ اس حدیث کو بیان کرنے کا اصل مقصد سیدنا فاروق اعظمؓ کے

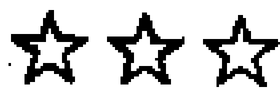
ذوقِ عشق کا اظہار ہے۔ شمائل ترمذی کے حاشیے پر کیا ایمان افروز نکتہ درج ہے۔

''حضرت عمر فاروقؓ اس لیے باہر نکلے کہ حضور کے دیدار سے اپنی بھوک ختم کریں۔ جیسے اہل مصر ماہ کنعانی کو دیکھ کر اپنی بھوک کو بھول جایا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کا بھی یہی مقصد تھا لیکن انھوں نے اپنا مدعا نہایت لطیف انداز سے بیان کیا''

حضور کے ساتھ آپ کے تعلق خاطر کا ثبوت اس حدیث مبارک سے بھی ظاہر ہے آپ حضور کی بارگاہ میں آئے تو فقر محمدی کا عالم دیکھا اور رو دیئے،

عرض کی یارسول اللہ قیصر و کسریٰ تو عیش کریں اور آپ کے فقر کا یہ عالم، حضور نے فرمایا ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے، (مسلم کتاب الرضاع) یہ آپ کی محبت تھی کہ حضور کے مصائب کو دیکھ کر تڑپ اٹھے یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضور نے اپنی ازواج مبارکہ سے ایلا فرمایا، حضور فاروق اعظمؓ نے حضور کی رضا جوئی کے لیے یہاں تک کہا (حضور حکم ہو تو اپنی بیٹی حفصہ کا سر اتار دوں، حضور کی محبت کی وجہ سے آپ حضور کے اہل بیت سے بھی بہت محبت کرتے، حضرت عباس، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے آپ کی محبت کی مثالیں، مشہور ہیں۔ حضور دنیا سے تشریف لے گئے وفور عشق میں آپ کی حالت سب سے جدا تھی، آپ رو رہے تھے اور یہ کلمات آپ کی زبان پر جاری تھے،

" "یارسول اللہ آپ پر سلام ہو، آپ پر میرے والدین قربان ہوں، آپ کھجور کے تنے کو تھام کر ہمیں خطبہ دیا کرتے تھے جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو ایک آپ کے لیے منبر بنایا گیا کہ سب تک آپ کی آواز پہنچ جائے۔ آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو تنا آپ کی جدائی میں رونے لگا۔ آپ نے اپنا ہاتھ رکھا تو اسے سکون مل گیا، فامتک اولیٰ بالحنین الیک لما فارقتھا، بابی انت و امی یارسول اللہ ،پس آپ کی امت کا حق زیادہ ہے کہ وہ آپ کے فراق میں کھجور کے تنے سے بڑھ کر غم کا اظہار کرے آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (صورۃ من عظمۃ الاسلام ص ۷) ایک خاتون حضور کے غم میں شعر پڑھ رہی تھی، آخری مصرع تھا ھل تجمعنی وحبیی الدار، کاش مجھے قیامت کے دن اپنے آقا کی زیارت ہو جائے حضرت عمر فاروقؓ نے شعر سنا تو زاروقطار رو پڑے، پھر حضور کی یاد کی شدت نے چند دن صاحب فراش رکھا (رحمتہ اللعالمین جلد۲ ص ۴۷۶) ایک بار حجر اسود سے فرمایا میں تجھے اس لیے چومتا ہوں کہ میرے محبوب ﷺ نے تجھے چوما ہے، اپنے دور خلافت میں حضرت بلال سے اذان سنی تو دور رسالت کی یاد تازہ ہوگئی، غم رسول میں اتنا روئے کہ ہچکی بندھ ہوگئی (فتوح الشام)



سیدنا عثمان غنیؓ کا عقیدہ

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو بھی عشق رسول کا لازوال جذبہ نصیب ہوا، ساری عمر اپنا مال حضور کے قدموں پر نثار کرتے رہے، حدیبیہ کے مقام پر حضور نے آپ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا، کفار مکہ نے کہا کہ آپ طواف کعبہ کر

لیں، مگر انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک میرے آقا طواف نہ کریں گے (سیرت مصطفیٰ) یہ محبت کی کیسی عمدہ مثال ہے حضور نے بھی اپنے غلام کے بارے میں فرمایا عثمان ہمارے بغیر طواف نہیں کر سکتے (سیرت رسول عربی ص ۴۷۵)، حضرت سیدہ رقیہؓ کا وصال ہوا تو بہت پریشان رہتے تھے کہ میرا حضور ﷺ سے جسمانی تعلق تھا، کٹ گیا، حضور نے حضرت سیدہ ام کلثومؓ سے نکاح کر دیا، ان کے وصال پر تو غموں کا ٹھکانہ نہ رہا، حضور نے آپ کی وارفتگی دیکھ کر فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا (تاریخ الخلفا ص ۱۰۴)

حضرت عثمان غنیؓ کے یہ اشعار بھی ان کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

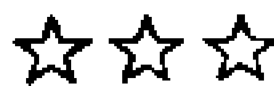
رسول عظیم الشان یتلو کتابه

له کل من یبغی التلاوة و امق

محب علیه کل یوم حلاوة

و ان قال قولا فالذی قال صادق

وہ عظیم رسول اپنی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں جسے پڑھنے والا ہر کوئی اس کا چاہنے والا ہو گیا، وہ محبوب ہیں جن کی حیات طیبہ کا ہر روز حلاوت آمیز ہے، ان کی ہر بات سچی ہوتی ہے، (سیرت ابن اسحاق)



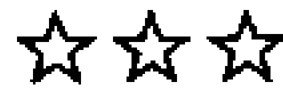
سیدنا علی المرتضیٰ کا عقیدہ

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے آپ کی آغوش رسالت میں پرورش حاصل کی، آپ کے زیر سایہ جوان ہوئے، گویا حضور کی محبت ان کے خمیر میں گوندھ دی گئی تھی، پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے حضور ﷺ کے رخ انور کو دیکھا، کسی اور کی طرف دیکھنا گوارا نہیں تھا، اعلان بعثت پہ حضور کی اعانت وتائید کا وعدہ کمال محبت کی دلیل ہے، سب کفار مکہ نے آپ کا مذاق اڑایا مگر حضور نے ان کے عشق و محبت کی داد دی، ہجرت کی رات کس شوق فداکاری سے حضور ﷺ کے بستر رسالت پہ دراز ہوئے، حالانکہ جانتے تھے کہ جان بھی جاسکتی ہے، پر یہ تو محبوب کریم کے نام پر مرمٹنے کے لیے ہی پیدا ہوئے تھے غزوہ احد میں حضور ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو حضرت علیؓ نے نہایت بے تابی سے زندوں اور شہیدوں میں حضور کو تلاش کیا، جب آپ کی نگاہ حضور کے رخ والضحیٰ پر پڑی تو مسرت کی انتہا نہ رہی، پھر آپ نے حضور کے حکم سے کفار مکہ کے تین گروہوں سے مقابلہ کیا حضور نے فرمایا انہ منی و انمنہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، کیا شان محبت ہے اور کیا انعام محبت ہے، مقام صہبا پہ نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کردی اس سے پہلے غار ثور میں حضرت ابوبکر حضور کی نیند پر جان قربان کر چکے تھے یہ الگ بات ہے کہ حاکم مطلق کے اس نائب مطلق نے ایک کو جان لوٹا دی اور دوسرے کو نماز عصر عطا کردی۔

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے

اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

آپ فرماتے ہیں ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ اپنے اموال۔ اولاد، آباو امہات سے بھی زیادہ پیار اور محبت ہے کوئی پیاسا جتنا ٹھنڈے پانی کو چاہتا ہے ہم اس سے بھی بڑھ کر اپنے محبوب کو چاہتے ہیں (الشفا جلد۲ ص ۵۶۸)



سیدنا زید بن حارثہ کا عقیدہ

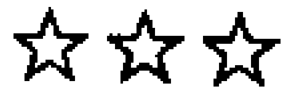
حضرت زید بن حارثہؓ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے آپ بچپن سے اپنے والدین سے بچھڑ گئے تھے، نگاہوں میں محرومیاں سمائی تھیں حضور نے سیدہ خدیجہ سے نکاح فرمایا تو حضرت زید حضور کی غلامی میں آ گئے آپ کے حسن اخلاق نے حضرت زید کو شمع رسالت کا پروانہ بنا دیا ایک مرتبہ آپ کا باپ آپ کو تلاش کرتے کرتے مکہ مکرمہ پہنچا اور حضور سے کہنے لگا میرے بیٹے کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا اس سے پوچھ لو جانا چاہتا ہے تو لے جاؤ ہم فدیہ بھی نہیں لیں گے انھوں نے خوش ہو کر کہا آپ نے ہماری توقع سے بڑھ کر احسان فرمایا ہے جب حضرت زید کو پوچھا گیا تو انھوں نے عرض کی، حضور میں تو آپ کو چھوڑ کر کسی کو پسند نہیں کرتا آپ میرے لیے باپ اور چچا کی جگہ ہیں باپ نے کہا بیٹا تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو، آپ نے حضور کی طرف اشارہ کر کے کہا ہاں مجھے ان میں ایسی شفقت نظر آئی ہے کہ میں اس کے مقابلے میں کسی چیز کو پسند نہیں کرتا،

حضور نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنا لیا، حضرت زید کے باپ اور چچا بھی یہ منظر محبت دیکھ کر خوش ہوئے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ (تاریخ الخمیس) کیا ہی عشق رسول کا مظاہرہ ہے گویا،

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

(حفیظ جالندھری)

آپ واحد صحابی ہیں، جن کا نام قرآن میں درج ہے،



سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا بلال حبشی غلام کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے، جب محبوب خدا ﷺ کے غلام ہوئے تو جہان عشق و مستی کے امام بن گئے، آپ کا جذبہ عشق ضرب المثل ہے، اللہ اللہ حضور کے نام پر پتھر کھانے والا، گرم ریت پر لیٹنے والا، کانٹوں پر گھسیٹا جانے والا، کوڑے کھانے والا بلال کتنا عظیم تھا، عظمت عشق رسول ﷺ نے اسے عظیم بنا دیا،

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

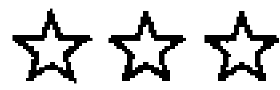
حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کا مدینہ طیبہ میں دل نہیں لگتا تھا، نظریں اس حسن تمام کو تلاش کرتی تھیں مگر وہ کہیں نظر نہ آتا تھا، آپ مدینہ منورہ کی گلیوں میں کہتے پھرتے تھے لوگو تم نے کہیں میرے محبوب کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو، حضور کہیں نظر نہ آئے تو شہر حلب میں جا کر رہائش اختیار کر

لی، چھ ماہ کے بعد خواب میں حضور ﷺ کا دیدار ہوا، حضور نے فرمایا، بلال کیا ہوا، ہماری ملاقات کو دل نہیں چاہتا، بیدار ہوتے ہی لبیک یا رسول اللہ کہتے ہوئے سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے مدینہ منورہ میں حضور کو تلاش کیا، کہیں نہ ملے تو حضور کی قبر انور پہ سر رکھ کر رونا شروع کر دیا، روتے روتے بے ہوش ہو گئے، اتنے میں اہل مدینہ کو خبر ہو چکی تھی کہ موذن رسول تشریف لائے ہیں۔ سب نے ہوش دلایا اور اذان کی فرمائش کی، آپ نے کہا حوصلہ نہیں ہوتا، اذان میں حضور کی زیارت کرتا تھا، اب کسے دیکھوں گا، آخر شہزادگان رسول سیدنا حسن و سیدنا حسینؓ کی بات نہ ٹال سکے۔

فلما ان قال اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ارتجت المدینه فلما ان قال اشهدان لا اله الا اللّٰه اذدادت و فلما ان قال اشهدان محمد رسول اللّٰه خرج العواتق خدورهن و قالوا! بعث رسول اللّٰه ﷺ فما رلی یوما اکثر با کیا ولا با کیة بالمدینه بعد رسول اللّٰه ﷺ من ذالک الیوم۔

ترجمہ: جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اہل مدینہ بلک پڑے، جب **اشهدان لا اله الا اللّٰه** کہا تو گریہ وزاری میں اضافہ ہو گیا جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو پردہ دار عورتیں بھی باہر نکل آئیں، سب کہنے لگے (بلال آیا ہے) کیا اللہ کے رسول بھی تشریف لے آئے ہیں، حضور کے وصال کے بعد اہل مدینہ نے اس دن سے بڑھ کر کبھی گریہ وزاری نہ کی تھی۔ (تاریخ ابن عساکر)

اس روایت نے جہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عشق و مستی کے بارے میں بتایا وہاں تمام اہل مدینہ کے جذبات و احساسات کی عکاسی کی ہے۔ حضرت بلال کا جس دن وصال ہوا آپ بہت خوش تھے۔ محبوب کریم کے وصال کی صورت جو بن رہی تھی۔



سیدنا حسان بن ثابت کا عقیدہ

حضرت سیدنا حسان بن ثابتؓ بارگاہ رسالت کے عظیم ثنا خوان تھے آپ جہاں حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کو بیان کرتے وہاں حضور ﷺ کے دشمنوں کا رد بلیغ بھی فرماتے تھے، حضور ﷺ ان سے اپنی ثنا خوانی سننے کا خاص اہتمام فرماتے اور دعا دیتے اللھم ایدہ بروح القدس ، اے اللہ حسان کی روح قدس کے ذریعے مدد فرما (رواہ البخاری)، حضور کی جدائی میں دیکھئے ان کے درد و غم کا کیا عالم ہے،

وھل عدلت یوما رزیۃ ھالک
رزیۃ یوم مات فیہ محمد
مع المصطفیٰ ارجو بذاک جوارہ
وفی نیل ذاک الیوم اسعیٰ و اجھد

کیا کسی جانے والے کے غم کا دن اس دن کے برابر ہے جس دن میرے محبوب چلے گئے، میں حضور کی نعت کے سبب ان کے قرب کا امیدوار ہوں، اور اسی کے لیے میں سعی کرتا ہوں (سیرت ابن ہشام)



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ حضرت سید بن حضیرؓ حضور کے بدن مبارک سے لپٹ گئے، پہلو کو بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہی مقصود تھا، (ابوداؤد شریف)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا، کسی نے کہا اس ہستی کو یاد کریں جس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے، اپؓ نے فرمایا یا محمد ﷺ (ادب المفرد للبخاری)

☆ ایک صحابی کا انتقال ہو گیا، صحابہ نے حضور کو خبر دیئے بغیر انہیں دفن کر دیا، حضور نے پوچھا تو کہنے لگے اندھیری رات تھی، حضور کو تکلیف ہوتی (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

☆ حضرت عمرو بن الجموع کو حضور سے اتنی محبت تھی کہ جب بھی آپ کسی خاتون سے نکاح فرماتے تو وہ آپ کی طرف سے دعوت ولیمہ کرتے (اصابہ معرفتہ الصحابہ)

☆ ایک خاتون صحابیہ کے والد، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے، لوگوں نے خبر دی تو کہنے لگیں مجھے حضور کے بارے میں بتاؤ، جب لوگوں نے بتایا اور انھوں نے حضور ﷺ کی زیارت کر لی کہنے لگیں کل مصیبۃ بعدک جلل، (سنن بیہقی شریف)

"تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج والم"

☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ جب میں آپ کا دیدار کرتا ہوں طابت نفسی و قرت عینی فانبئنی عن کل شئی فقال ﷺ کل شی خلق من ماء۔

میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، مجھے ہر شے کے بارے میں بتائیے، حضور نے فرمایا ہر شے پانی سے پیدا ہوتی ہے، (مسند احمد شریف)

☆ ایک صحابی حضور کے رخ انور کی طرف مسلسل دیکھ رہا تھا، حضور نے پوچھا تو اس طرح کیوں دیکھتا ہے، اس نے عرض کی آقا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں **انی اتمتع بک بالنظر الیک** میں آپ کے جلوے سے اپنی نگاہ کو لطف اندوز کر رہا ہوں (ترجمان السنہ جلد ا ص ۳۶۵)

☆ حضرت ربیعہؓ سے فرمایا مانگو انھوں نے عرض کی **انی اسلک موافقتک فی الجنہ** حضور میں جنت میں آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں (مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ)

☆ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے میرے جان و مال و اولاد اور اہل خانہ سے بھی زیادہ پیارے ہیں، **ولو لا انی اتیک فاراک لرایت ان اموت**، اگر میں آپ کو ہر روز نہ دیکھ سکوں تو میری موت ہو جائے، (مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۹۴) حضور کے وصال پر انھوں نے دعا کی یا اللہ میری بینائی چھین لے، جن آنکھوں سے میں نے حضور کو دیکھا کسی اور کو نہ دیکھ سکوں چنانچہ دعا قبول ہوئی۔ (ایضاً)

☆ حضرت ثوبانؓ بہت پریشان رہتے، حضور نے وجہ دریافت فرمائی تو عرض کرنے لگے حضور آپ جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ اعلیٰ درجات میں ہوں گے، ہم جنت میں گئے تو آپ سے دور ہوں گے (گویا یہ احساس مفارقت مجھے پریشان کرتا ہے،) آپ خاموش رہے اس موقع پر **من یطع**

اللہ و الرسول یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ۔فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین، وحسن اولئک رفیقا ۔یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ، تو کیا ہی اچھی رفاقت ہے (محمد رسول اللہ ص ۴۰۷)

☆ حضور کی حیات ظاہری کے آخری ایام تھے صحابہ کرام مسجد نبوی میں حضرت صدیق اکبر کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے حضور نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور ان کو دیکھنے لگے صحابہ کرام کہتے ہیں (کہ ہم نے دیکھا) حضور کا مسکراتا ہوا چہرہ مصحف نور کا حسین ورق دکھائی دے رہا تھا حضرت انس فرماتے ہیں کہ دیدار مصطفیٰ کی خوشی میں ہم نے ارادہ کیا کہ نماز کو فراموش کر دیں، حضرت ابو بکر پیچھے ہٹ گئے کہ شاید حضور جماعت کرانے آئے ہیں، (رواہ البخاری) تمام صحابہ کرام نماز سے بہت محبت کرتے تھے، ان کے استغراق کا عالم ہی اور ہوتا تھا مگر محبوب کی زیارت میں نماز بھی بھول گئے، یہ عشق و محبت کی انوکھی داستان نہیں تو اور کیا ہے۔

☆ حضرت انس فرماتے ہیں حضور کے وصال فرمانے سے یوں لگا جیسے ہر چیز پر تاریکی چھا گئی ہے (شمائل ترمذی ص ۳۳)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون صحابیہ حضور کے مزار انور پہ آئیں فبکت حتی ماتت مزار انور کو دیکھ کر اس نے اتنی گریہ زاری کی کہ وفات پا گئیں (شفاء جلد ۲ ص ۵۷)

☆ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری نے حضور کی قبر انور پر

اپنے رخسار رکھ دیئے مروان نے کہا کیا کر رہے ہو آپ نے فرمایا میں اینٹ اور پتھر کے پاس نہیں، اللہ کے رسول کے پاس آیا ہوں (مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۲)

☆ حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں مجھے حضور کے وصال کے بعد کسی کی موت کا اتنا دکھ نہیں،

☆ سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں اے انس تم لوگوں کو کیسے حوصلہ ہوا کہ اللہ کے رسول کو قبر انور میں اتار آئے۔

☆ حضرت انسؓ نے کدو کے پودے کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے تو حضور کی محبت کی وجہ سے کتنا محبوب ہے، (ترمذی کتاب الاطعمہ)

☆ ایک صحابیہ حضرت جاریہؓ نے نذر مانی کہ حضور ﷺ غزوہ سے باعافیت آئیں گے تو میں حضور ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی (ترمذی کتاب المناقب)

☆ حضرت ربیعہ اسلمیؓ ہر وقت حضور کے دروازے پر بیٹھے رہتے کہ کسی بھی وقت حضور ﷺ کو ان کی خدمت کی ضرورت ہو سکتی ہے، حضور نے ان کو شادی کا مشورہ دیا تو عرض کی آقا میں آپ کی خدمت نہ کر سکوں گا، پھر حضور کے بار بار فرمانے پر شادی کر لی (مسند احمد جلد ۴ ص ۵۷)

☆ حضرت طلحہؓ غزوہ احد میں حضور کے سامنے کھڑے تھے کہ دشمن کا کوئی تیر حضور کو نقصان نہ پہنچائے، اگر حضور ﷺ گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تو یہ تڑپ کر عرض کرتے، "میرے ماں باپ آپ پر قربان، یوں گردن اٹھا کر نہ دیکھیں، میرا سینہ آپ کے سینے کے لیے ڈھال ہے۔"

(بخاری باب احد)

☆ احد میں حضرت شماس بن عثمانؓ نے اپنے آپ کو حضور کی ڈھال بنالیا جہاں تک کہ شہید ہو گئے (طبقات ابن سعد باب حضرت شماس)

☆ غزوہ بدر میں حضرت مقدادؓ نے عرض کی حضور ﷺ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہیں گے کہ موسیٰ جاؤ تم اور تمھارا خدا لڑے ہم تو بیٹھے ہیں، ہم آپ کے لیے جان لڑا دیں گے، حضور نے اپنے غلام کے جذبات دیکھے تو حضور کے رخ اقدس پر انتہائی مسرت کے آثار ہو یدا ہوئے۔ (بخاری باب بدر)

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

☆ حضرت ام خالدؓ ابھی بچپن کے عالم میں تھیں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آئیں اور مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، ان کے والد گرامی نے ڈانٹا (کہ یہ ادب محبوب کے خلاف ہے) حضور ﷺ نے فرمایا کھیلنے دو (بخاری کتاب الجہاد)۔

☆ حضرت ام عمارہؓ نے عرض کی ''یارسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ ہمیں جنت میں بھی آپ کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔ حضور نے دعا فرمائی **اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنه** (مدارج النبوۃ جلد۲ ص ۱۲۶)

☆ احد میں حضرت زیاد بن مسکن زخموں سے چور چور تھے، جان لبوں پر تھی، حضور نے فرمایا زیاد کو اٹھا کر لاؤ، لوگ اٹھا لائے تو انھوں نے اپنے آپ کو گھسیٹ کر حضور ﷺ کے قدموں کے قریب کیا اور اپنے لب حضور

ﷺ کے قدموں پر رکھ دیئے اور اسی عالم میں وصال فرما گئے (سیرت مصطفیٰ)

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ دھرا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

☆ غزوہ احد میں حضور مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ایک خاتون صحابیہ نے عرض کی، **بابی و امی یارسول اللّٰہ لا ابالی اذا سلمت من عطب** اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ سلامت ہیں تو مجھے ذرا غم نہیں کہ کون شہید ہوا۔ (سبل الھدیٰ جلد۴ص ۳۳۵)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں احد میں حضور ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر پریشان تھا کہ ایک شخص نے مجھے بتایا سعد یہ ہیں اللہ کے رسول، یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ نئی زندگی نصیب ہوئی ہے، میں حضور کے پاس آیا اور کافروں پر تیر چلانے لگا، حضور دعا فرما رہے تھے اے اللہ سعد کا تیر نشانے پر لگے، واہ واہ سعد میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ (ایضاً)

☆ حضرت خزیمہؓ نے عرض کی! حضور ﷺ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے رہا ہوں، حضور نے فرمایا اپنا خواب پورا کر لو، وہ والہانہ انداز سے آگے بڑھے اور پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

☆ حضرت زید بن دثنہؓ کو کفار مکہ نے تختہ دار پر چڑھانے سے پہلے پوچھا کہ اگر تیری جگہ تیرے محبوب کو کھڑا کیا جائے تو تجھے گوارا ہے، آپ

نے فرمایا اللہ کی قسم میں تو یہ بھی برداشت نہیں کرسکتا کہ میں آرام سے اپنے اہل خانہ میں بیٹھا رہوں اور حضور علیہ کے ایک کانٹا بھی چبھ جائے (سیرت ابن ہشام)

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

☆ حضرت ہندہؓ نے ایمان لاکر حضور علیہ سے عرض کی یارسول اللہ آج ساری زمین پہ مجھے آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں (بخاری باب ذکر ہندہ)

☆ حضرت صفوان بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں حضور نے مجھے مال عطا فرمایا اور آپ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوگئے (ترمذی شریف)

☆ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں، میرے نزدیک حضور علیہ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں (بخاری شریف)

☆ حضرت ثمامہ بن آثالؓ نے عرض کی حضور آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی چہرہ، آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی دین آپ کے شہر سے بڑھ کر کوئی شہر مجھے زیادہ محبوب نہیں (بخاری شریف)

صحابہ کرام کے ان خوبصورت عقائد کی ترجمانی حضرت اقبال نے یوں کی ہے۔

یہی اسلام ہے میرا یہی ایمان مرا
ترے نظارہ رخسار سے حیراں ہونا
تری الفت کی اگر ہو نہ حرارت دل میں
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

باب نمبر ۲

حسن رسول

عشق و محبت کے اسباب میں اہم ترین سبب حسن و جمال ہے۔ جب کوئی کسی کا رخ دلنشیں دیکھتا ہے، خرام نازنین دیکھتا ہے، زلف عنبریں دیکھتا ہے، حسن صورت دیکھتا ہے، حسن سیرت دیکھتا ہے، تو دولت دل قربان کر دیتا ہے، اس کی رگ رگ سے آواز آتی ہے۔

نرگس ہے چشم، سرو ہے قد، گل عذار ہے
نام خدا وہ کیا ہے، سراپا بہار ہے

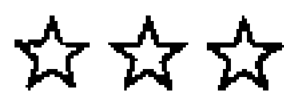
عشق و محبت کے اس سبب اور تناظر میں دیکھا جائے تو حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں، لہذا کوئی عشق و محبت کے قابل نہیں، بھلا اس کے حسن و جمال کے کیا کہنے جس کے ظاہر و باطن، اول و آخر، آمد و بعثت کو خود حسن مطلق جل شانہ نے ''نور'' قرار دیا ہو، ''قد جاکم من اللہ نور'' بے شک اللہ کی طرف سے تمھارے پاس نور آیا۔ اور جس کی صورت و سیرت کو سراجاً منیرا کا لقب دیا ہو۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام صحیح العقیدہ مفسرین نے نور اور سراجاً منیراً سے مراد حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات گرامی کو لیا ہے، البتہ ابو علی جبائی اور جار اللہ زمخشری جیسے معتزلہ نے نور نہیں تسلیم کیا۔ علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قال ابو علی الجبائی عنی بالنور القرآن لکشفه واظهاره طرق الهدی و الیقین و اقتصر علی ذالک الز محشری ، (روح المعانی)

اور خود نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے اپنی ذات و صفات کے نور ہونے کا ذکر فرمایا اول ما خلق الله نوری یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا (زرقانی جلد ا ص ۴۷) جب یہ نور بشریت کے آئینہ میں جلوہ گر

ہوا تو اس کی طلعت سے کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی،

رنگ پیراہن ہے خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمھارے بام پر آنے کا نام

آیئے ان عظیم القدر انسانوں کے عقائد دیکھیے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے حسن رسول کے جلوے مشاہدہ کیے، ان عقائد کی روشنی میں واضح ہو جائے گا کہ حضور کے بارے میں ''امکان نظیر'' کا عقیدہ درست ہے یا ''امتناع نظیر'' کا عقیدہ درست ہے۔ پہلے ہم حضور کے حسن صورت کو بیان کرتے ہیں پھر حسن سیرت کا ذکر کریں گے۔



سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ

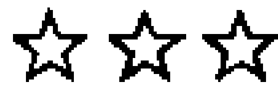
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان وجه رسول الله كدراة القمر، رسول اللہ ﷺ کا رخ انور چاند کی طرح روشن تھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۷۹) اور فرماتے ہیں۔

امین مصطفی بالخیر یدعوا
کضواء البدر زائلة الظلام

حضور امین و مصطفیٰ ﷺ نیکی کی طرف بلاتے ہیں جیسے بدر کامل کی روشنی اندھیروں میں اجالے بکھیر دیتی ہے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۲۲۵)

یاد رہے کہ یہاں حضور کے حسن و جمال کو چاند سے تشبیہ شاعرانہ عادت کے سبب دی گئی کہ آدمی کے شعور میں وہ حسن و جمال جگمگا اٹھے، یہ مطلب نہیں کہ چاند حضور کے برابر ہے، حضور کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی، امام علی

قاری فرماتے ہیں، تشبیه بعض صفات بنحو الشمش والقمر انما جری علی عادة الشعراء و العرب والافلاشی بما دل شیا من اوصافه اذهی اعلیٰ و اجل من کل مخلوق (جمع الوسائل بشرح الشمائل)



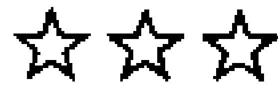
سیدنا فاروق اعظم کا عقیدہ

جب منافقین مدینہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات مقدسہ پہ الزام لگایا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ فرمایا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا (روح البیان سورہ نور) آپ کے اس قول میں سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاکیزہ کردار ہونے اور حضور سرور عالم ﷺ کے وجود مبارک کے بے مثال ہونے کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔



سیدنا عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت عثمان غنیؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ نہ پیدا کیا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے (تفسیر مدارک ص ۳۲۱) حضرت عثمان غنیؓ کے عقیدے اور حضور کی سنت تقریری سے ثابت ہوا کہ جب حضور کا سایہ نہیں تو ثانی کیسے ہوسکتا ہے۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

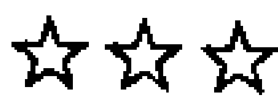


سیدنا علی المرتضیٰ کا عقیدہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان اذا تکلم روی کالنور یخرج من ثنایا، حضور ﷺ جب گفتگو فرماتے تو دندان مبارک سے نور نکلتا تھا (انوار المحمدیہ ص ۱۳۴) مزید فرماتے ہیں کان عرق وجھه اللولو، آپ کے پسینہ کے قطرے چمکتے ہوئے موتی تھے (حجة الله علی العالمین ص ۲۹۲)

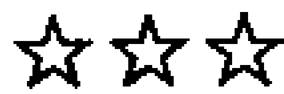
فرماتے ہیں آپ کی تعریف کرنے والا کہتا آپ کی مثال نہ پہلے دیکھی نہ بعد میں، آپ پر درود وسلام ہوں (ترمذی)

فرماتے ہیں، حضور نہ دراز قد تھے اور نہ پست قد بلکہ درمیانہ قد تھے، آپ کے گیسوئے مبارک پر پیچ تھے، چہرہ مبارک گولائی کے ساتھ نہ موٹا تھا نہ پتلا تھا، سرخ وسفید تھا، آپ کی چشمان نبوت سیاہ اور پلکیں دراز تھیں، اعضا کے جوڑ قوی تھے، شانے مضبوط تھے۔ جسم اقدس پر بال نہیں تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک دھاری تھی۔ گویا وہ ایک شاخ ہو، ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھے جب محو خرام ہوتے تو قوت وقار سے چلتے جیسے فراز سے نشیب میں اتر رہے ہوں۔ ادھر ادھر دیکھتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی ...... جو آپ کو دیکھتا اس پر رعب طاری ہو جاتا، جو ہمکلام ہوتا اس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی۔



سیدنا ابو ھریرہؓ کا عقیدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا ضحک رسول اللہ ﷺ یتلالا فی الجدر حضور کے تبسم کی چمک سے دیواریں چمک اٹھتیں، (حاشیہ شمائل ترمذی ص ۱۶) اور فرماتے ہیں ما رایت شیا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجھہ، میں نے کسی چیز کو حضور سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا، آپ کے آئینہ حسن میں سورج چلتا ہوا محسوس ہوتا تھا (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۵) فرماتے ہیں ''میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو سبک رفتار نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپ کے لیے لپیٹی جاتی تھی، ہم آپ کے ساتھ دوڑتے مگر آپ بآسانی چلتے تھے (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۵۱۸) فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیٹی کے نکاح پر حضور سے خوشبو مانگی حضور نے اپنا پسینہ مبارک عطا فرمایا، جب اس کی بیٹی حضور ﷺ کا پسینہ مبارک لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو آتی اس کے گھر کو لوگ خوشبو والا گھر کہتے تھے (خصائص الکبری جلد ۱ ص ۶۷) فرماتے ہیں'' حضور ﷺ کے کندھے ایسے تھے جیسے چاندی کے بنے ہیں (رواہ ترمذی)



سیدنا حسان بن ثابت کا عقیدہ

حضرت حسان بن ثابتؓ نے کیا خوب کہا

متی یبدو فی الیل البھیم جبینہ

یلوح مثل مصباح الدجی المتوقد

نــور اضـــاء لـــه عـلـــی الـبـرية كـلهـا
مــن يهــد لــلـنــور الـمـبـــارک يهتـد
واف و مـــاض شهـــاب يستـــضــابـــه
بـــدرانـــار عـــلـــی كـــل الا مـــاجـــد
فـــامســـی ســـراجـــاً مستنيـــراً وهـــاديـــاً
يـــلـــوح كـــمـــا لا الـــصـــيـــقـــل الـــمـهـــنـــد

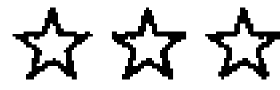
شب دیجور میں آپ کی جبین چراغ نور کی طرح چمکتی ہے آپ کے نور مبارک نے بزم حیات کو منور کر دیا، جس کو یہ نور ملا وہی ہدایت یافتہ ہوا، آپ کے نور نے اماجد کو روشن کیا اور بدر وشہاب آپ کے نور سے درخشاں ہیں، آپ سراج منیر اور ہادی کبیر ہیں اور آپ ہندی تلوار کی صورت چمکدار ہیں، (دیوان حسان ص ۲۰، البدایہ جلد۳ ص ۳۲۶ نسیم الریاض جلد۳ ص ۲۷۵)

حضرت حسانؓ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں لـمـا نـظـر الـی انواره ﷺ و ضـعـت كفی علی عينی خوفا! من ذهاب بصری، جب میں حضور ﷺ کے انوار کو دیکھتا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لیتا کہ ان کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ نہ ہو جائیں۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم میں
وہ اگرجلوہ کریں کون تماشائی ہو
(مولانا حسن رضا بریلوی)

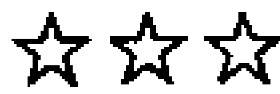
اپنے مشہور اشعار میں کہتے ہیں'' آپ سے زیادہ خوبصورت میری

آنکھ نے دیکھا نہیں اور نہ ہی آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے پیدا کیا، آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی رضا ومنشا کے مطابق ہوئی۔''



سیدنا کعب بن مالک کا عقیدہ

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کان رسول الله ﷺ اذا سر استنار وجهه حتى كانه قطعة من القمر حضور ﷺ جس وقت مسرور ہوتے، حضور ﷺ کا رخ انور چاند کا ٹکڑا دکھائی دیتا، (صحیح بخاری جلد ا ص ۵۰۲) اپنے ایک نعتیہ شعر میں کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہماری تاریکی دور ہوگئی اور روشنی نے تمام پردے اٹھا دیئے۔ (البدایہ جلد ۳ ص ۲۳۶)



سیدہ عائشہ کا عقیدہ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے رنگ چمدار تھا، جس نے آپ کی مدح سرائی کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند جیسا کہا، آپ کے چہرہ انور پہ پسینے کی بوندیں گوہر تاباں کی طرح نظر آتی تھی (زرقانی جلد ۴ ص ۲۲۵) فرماتی ہیں، ''بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں میں چلتے تو بلند نظر آتے، جب جدا ہوتے تو وہ بلند قامت اور آپ کا قد زیبا درمیانہ نظر آتا''

(الخالص الکبریٰ جلدا ص ۱۶۹) فرماتی ہیں'' میں چرخہ کات رہی تھی، میرے سامنے خورشید عرب ضوفگن تھے، میں نے دیکھا رخ والفجر پہ پسینے کے قطرات ہویدہ تھے اور ان سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، اس دلربا منظر نے مجھے مبہوت کر دیا۔ حضور نے فرمایا، عائشہ تمھیں کیا ہوا، میں نے عرض کی حضور! آپ کے پسینے کے قطرات ستارگان نور کی طرح دکھائی دیتے ہیں، اگر ابوکبیر ہذلی آپ کو دیکھ لیتا تو ضرور مانتا کہ اس کے اس شعر کا صحیح مصداق حضور ہیں۔

واذا نظرت الی اسرة وجهه

برقت بروق العارض المتهلل

جب میں محبوب کے رخ انور کو دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں کی چمک ہلال کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ (زرقانی جلد۴ ص ۲۲۵)

فرماتی ہیں'' میں ہنگام سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گم ہوگئی۔ فدخل رسول اللہ ﷺ فتبینت الابرة بشعاع نور وجهه، پھر حضور آ گئے اور آپ کے نور جبیں کی شعاع سے سوئی مل گئی (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۸)

فرماتی ہیں'' میں تاریک رات میں حضور کے نور حسن کی بدولت سوئی میں دھاگہ ڈال لیتی تھی'' (الخصائص الکبریٰ جلدا ص ۱۵۶)

فرماتی ہیں'' ایک روز حضور کا شانہ نبوت میں تشریف لائے، آپ مسرور تھے، آپ کا چہرہ برق آسا دکھائی دیتا تھا'' آپ ایک جگہ فرماتی ہیں۔

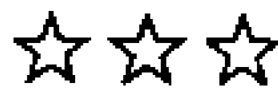
فلو سمعوا فی مصر اوصاف خده

لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لــواحـــی زلیـــخـــا لــو رایــن جبیــنـــه

لاثــرن بــالــقــطــع القــلــوب عــلــی الایــدی

اگر آپ کے اوصاف مصر کے لوگ سن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام پہ دولت نہ لٹاتے، اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ کی جبیں اقدس کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے اپنے دل کاٹ لیتیں (زرقانی جلد۳ص۲۳۴)



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ کر جان لیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا'' (رحمۃ اللعالمین جلد۲ص۴۷۳)

☆ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ ہے'' آپ کی ولادت سے زمین روشن ہوگئی، آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے اور ہم اس نور و ضیا میں ہدایت کا سفر طے کر رہے ہیں'' (کتاب الوفا جلد۱ص ۳۵)

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' حضور کا سایہ نہیں تھا، بے شک حضور کا نور چراغ و آفتاب کے نور پر غالب آجاتا، بے شک قرآن نے آپ کو نور کہا ہے، جان لو آپ نور علیٰ نور ہیں'' (نسیم الریاض جلد۳ص۲۸۲)

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' جس دن حضور مدینہ منورہ تشریف لائے آپ کی نورانیت سے ہر چیز چمکنے لگی'' (ابن ماجہ ص ۱۱۹) فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ

کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ (صحیح بخاری ص ۱۶۸) فرماتے ہیں حضور سفید رنگ، روشن آفتاب تھے۔ آپ کے پسینے کے قطرات موتی کی طرح چمکدار ہوتے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۶) فرماتے ہیں لم اربعدہ ولاقبلہ، میں نے بعد میں اور پہلے کوئی آپ کا ہم سر نہیں دیکھا (صحیح بخاری)

☆ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور کا رخ انور مہر و ماہ کی طرح چمکدار تھا، (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۵) فرماتے ہیں "میں نے حضور کو حلہ مبارکہ میں دیکھا اور بدر کامل کو دیکھا فاذا ھو عندی احسن من القمر، حضور چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل تھے (شمائل ترمذی ص ۲) فرماتے ہیں آپ کی پنڈلی نرم و نازک تھی (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

☆ سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور کا رخ انور چاند کی طرح چمکتا تھا (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۴) فرماتے ہیں آپ کے بال مبارک کندھوں پر پڑتے تھے (مسلم شریف) فرماتے ہیں میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔ (متفق علیہ)

☆ سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ان رسول اللہ لنور یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ ﷺ نور ہیں جن سے نور کی خیرات ملتی ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی چمکدار تلواروں میں سے اعلیٰ تلوار ہیں (مستدرک جلد ۳ ص ۵۸۲)

☆ تمام اہل مدینہ کا عقیدہ ہے۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للّٰہ داع

ہم پر نبوت کا بدر کامل طلوع ہوا، وداع کی گھاٹیوں کی جانب سے، ہم پر شکر واجب ہے، اللہ کے لیے دعوت دینے والے کی دعوت پر (سیرت حلبیہ جلد۲ ص۲۳۴)

☆ سیدنا عوف بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حضور کی نورانی پنڈلی مبارک کی چمک اس وقت بھی میری آنکھوں میں جلوہ ریز ہے'' (صحیح بخاری)

☆ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور میرے گھر جلوہ گر تھے تو مجھے چراغ جلانے کی حاجت نہیں تھی (بیان المیلاد النبوی ص ۵۴) فرماتی ہیں ''حضور آرام فرما تھے، میں آپ کا حسن و جمال دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئی (مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۲۸)''

☆ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے سے فرماتی ہیں کہ بیٹے تو اگر حضور ﷺ کو دیکھتا تو پکار اٹھتا کہ الشمس طالعۃ آفتاب طلوع ہو رہا ہے (دارمی ص ۲۴)

☆ سیدہ ہند بنت اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''بے شک آپ بدر کامل اور نور مبارک تھے جن سے نور حاصل کیا جاتا تھا آپ پر کتاب معزز

نازل ہوئی (طبقات ابن سعد جلد۲ ص ۳۳۳) اللہ اللہ

ششں جہت روشن زتاب روئے تو
ترک و تاجک و عرب ہندوئے تو
ماہ رامہر رخت نو روبہا
مہر راتنویر قلب توضیا

☆ حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں، حضور کا ہنسا صرف تبسم ہوا کرتا تھا (ترمذی جلد۲ ص ۵۵۴)

☆ سیدہ عمیرہ بنت مسعودؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خشک گوشت کا ایک ٹکڑا چبا کر انہیں اور ان کی پانچ بہنوں کو عطا کیا، انھوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے انسے کھا لیا مرتے دم تک ان کے موہنوں سے خوشبو آتی تھی (زرقانی جلد۴ ص ۹۴) اس روایت سے حضور علیہ السلام کے دہن مبارک کا حسن نمایاں ہوتا ہے۔

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے، اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا، ویسے ہم پندرہ سو نے پانی پیا اور وضو کیا (بخاری جلد۲ ص ۵۹۸) یہاں حضور علیہ السلام کے دست مبارک کا حسن ظاہر ہوا۔ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام جدھر سے گزرتے گلیاں خوشبو دار ہو جاتیں (دلائل النبوۃ ص ۳۸۰)

☆ حضرت جحیفہؓ فرماتے ہیں میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور چہرے پر رکھا تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار لگا (بخاری جلد ا

ص ۵۰۲)

☆ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور سے ہاتھ ملاتا اور میرا جسم حضور ﷺ کے جسم اطہر سے لگتا تو میں اس کا اثر بعد میں بھی محسوس کرتا اور میرا ہاتھ کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا (زرقانی جلد۴ ص ۱۸۳)

☆ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دست مبارک کی ہتھیلی سے کسی ریشم و دیبا کو نرم نہیں دیکھا اور نہ کسی مشک و عنبر کی خوشبو کو حضور ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۶)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں قرآن میں ''طاق'' حضور ﷺ کے سینہ مبارک اور ''فانوس'' دل انور کو کہا گیا ہے (تفسیر خازن جلد۳ ص ۳۲۲)

شمع دل، مشکوۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

(امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ)

فرماتے ہیں حضور ﷺ نے صحابہ کو صوم وصال سے منع فرمایا، صحابہ کرام نے عرض کی حضور ﷺ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا انی لست مثلکم، میں تمھاری طرح نہیں ہوں، مجھے (رب کی طرف سے) کھلایا اور پلایا جاتا ہے (مسلم جلد ۱ ص ۳۵۱) فرماتے ہیں حضور ''ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے (زرقانی جلد ۱ ص ۱۲۴)''

☆ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کا جسم اطہر معتدل اور اعضا مبارکہ کامل تھے، پر گوشت ہونے کی وجہ سے ڈھیلے

نہیں تھے، قد زیبا نہ دراز تھا نہ پست اور نہ ہی دبلا پتلا تھا۔ (شمائل ترمذی)

سرو گلزار قدو قامت رسول اللہ کی

☆ حضرت عبداللہ بن بریدہؓ فرماتے ہیں کان ﷺ احسن ابشر قدماً، حضور ﷺ کے قدم مبارک سب انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

☆ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ کے قدم مبارک کے نشان ان پر ثبت ہو جاتے تھے (زرقانی جلد ا ص ۱۹۷)

☆ حضرت عمرو بن شعیبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب نے حضور ﷺ سے پانی طلب کیا، حضور ﷺ نے پائے انور کی ٹھوکر زمین پر ماری، زمین سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اور فرمایا چچا، لو پانی پی لو۔ (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز پڑھتے تو (طوالت قیام) کی وجہ سے پاؤں مبارک پہ ورم آ جاتا، عرض کیا گیا حضور آپ تو معصوم ہیں آپ کیوں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں، فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (شمائل ترمذی) ان روایات سے حضور کے پائے اقدس کا حسن ظاہر ہے۔

☆ حضرت یزید ابن اسودؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (زرقانی جلد ۴ ص ۲۲۷)

☆ حضرت ام سلیم فرماتی ہیں کہ حضور کے پسینہ مبارک ہم عطر میں ملا لیں گے اور یہ تمام عطروں سے بڑھ کر خوشبودار ہے (متفق علیہ مشکوۃ ص ۵۱۷)

سبحان اللہ! صحابہ کرامؓ کے عقائد سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ تمام پہلوؤں سے بے مثال ہے، حضور کے ہر انداز سے حسن ازل کے جلوے عیاں ہیں، کیوں نہ ہوتے آپ خدائے واحد کی قدرتوں کا شہکار جمیل ہیں فرمایا، من رانی فقد رای الحق، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

آیئے اب حضور کے حسن سیرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

☆ سیدنا ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں "اگر میں حضور کی سیرت طیبہ کو چھوڑ دوں تو بھٹک جاؤں آپ اپنے بے بہا عشق و محبت کے پیش نظر حضور ﷺ کی اس قدر اطاعت و اتباع کرتے تھے کہ وصال سے کچھ دیر پہلے فرمایا "میں نے تمام معاملات میں حضور ﷺ کی مبارک سنتوں کی مکمل اتباع کی ہے، مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن میں بھی مجھے آپ کی اتباع سنت نصیب ہو جائے (بخاری جلد اص ۱۸۶)

اس محبت افروز عقیدے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی سنت و سیرت ہی دین و دنیا کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور ایسا جوتا شریف پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضوع فرمایا کرتے تھے اس لیے میں دوست رکھتا ہوں کہ ایسا جوتا پہنوں (شمائل ترمذی) ایک بار آپ، حضور ﷺ کا زہد و فقر دیکھ کر رو پڑے تو حضور

ﷺ نے فرمایا ہم نے دنیا کی نسبت آخرت کو پسند کر لیا۔

☆ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک مقام پر وضو فرمایا اور مسکرائے، ساتھیوں نے پوچھا کہ وضو کے بعد یہ مسکراہٹ، آپ نے فرمایا اس جگہ حضور ﷺ نے بھی وضو فرمایا تھا اور مسکرائے تھے، میں نے ان کی اس سنت و سیرت پر عمل کیا ہے۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں ابو جہل نے کہا انا لا نکذبک ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں (مشکوۃ رواہ الترمذی)

فرماتے ہیں حضور ﷺ کا مجلس میں اٹھنا اور بیٹھنا ذکر الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ جو جگہ خالی پاتے وہاں بیٹھ جاتے، حاجت مند کی حاجت پوری فرماتے، آپ کا خلق عظیم تمام لوگوں کے لیے عام تھا۔ آپ کی مجلس حلم و حیا، صبر و امانت سے لبریز ہوتی تھی آپ کے ہاں سب مساوی ہوتے تھے۔ بڑوں کی توقیر اور چھوٹوں پر رحم فرماتے۔ حاجت مند کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے اور مسافر و اجنبی کے حق میں رعایت فرماتے (ابوداؤد باب القود)

☆ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ "سرور عالم ﷺ پردہ دار دوشیزہ سے بھی بڑھ کر حیادار تھے، جب آپ کسی امر کو ناپسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان جاتے" (صحیح بخاری کتاب الانبیاء) فرماتے ہیں حضور اپنے خادموں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے (شفا جلد ا ص ۷۷)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی دس سال تک خدمت کی حضور ﷺ نے مجھے اف تک نہ فرمایا اور نہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں

کیا وہ کیوں نہ کیا۔ فرماتے ہیں حضور ﷺ انسانوں میں سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے، (رواہ مسلم) فرماتے ہیں، میں نے دیکھا ایک بدوی نے حضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر مال طلب کیا، حضور نے مسکرا کر اسے مال دینے کا حکم صادر فرمایا (متفق علیہ) فرماتے ہیں حضور انسانوں میں سب سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے (متفق علیہ) فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں، حضور ﷺ نے عطا فرما دیں، اس نے اپنی قوم میں کہا، حضور اتنا عطا کرتے ہیں کہ فقیری کا خوف نہیں (متفق علیہ) فرماتے ہیں حضور فحش گو نہیں تھے، اور وہ لعنت کرنے والے اور نہ گالی دینے والے تھے (رواہ البخاری) فرماتے ہیں حضور بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں کے ساتھ چلتے، غلام کی دعوت قبول کرتے، دراز گوش پر سوار ہوتے تھے (رواہ ابن ماجہ) فرماتے ہیں حضور کل کے لیے کچھ نہ جوڑتے (رواہ الترمذی) فرماتے ہیں، حضور بچوں پر بہت شفیق تھے (مسلم)

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ "حضور سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی، حضور نے لا نہیں فرمایا، اللہ اکبر

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

فرماتے ہیں، حضور کے کلام میں آہستگی اور ٹھہراؤ ہوتا تھا (رواہ ابو داؤد)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی حضور مشرکین کے

لیے بد دعا فرمائیے، فرمایا میں بد دعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (رواہ مسلم)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مختصر الفاظ میں آپ کے خلق مبارک کا ذکر فرمایا "کان خلقہ القرآن" آپ کا خلق تو قرآن ہے، نیز فرماتی ہیں ہم نے کبھی حضور کو کھل کر ہنستے نہیں دیکھا، ہمیشہ تبسم فرمایا کرتے تھے (رواہ البخاری) فرماتی ہیں "حضور گھر والوں کا کام کاج کرتے، نماز آجاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے (رواہ البخاری) فرماتی ہیں "حضور نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلا نہ لیا، دین خدا کی حد توڑی جاتی تو ضرور بدلہ لیتے (ایضاً) فرماتی ہیں حضور نے کبھی کسی بیوی اور خادم کو نہیں مارا (رواہ مسلم) فرماتی ہیں "حضور نہ بری باتیں کرتے، نہ بازاروں میں شور کرتے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے، عفو و درگزر سے کام لیتے تھے (رواہ الترمذی) فرماتی ہیں اپنی نعلین اقدس درست کر لیتے، کپڑے سی لیتے، اپنے کام خود کرتے (رواہ الترمذی) فرماتی ہیں حضور کلام میں جلدی نہیں فرماتے تھے۔ سننے والا آسانی سے حفظ کر سکتا تھا (رواہ الترمذی) فرماتی ہیں حضور اپنے پیچھے سواری پر غلام کو بھی سوار کر لیتے تھے (زرقانی جلد۴ ص۲۶۴) فرماتی ہیں حضور ﷺ ہر گھڑی ذکر میں مشغول رہتے تھے (ابو داؤد کتاب الطہارۃ) آپ نے موٹا کمبل اور تہبند نکالا اور فرمایا حضور ﷺ نے انہیں دو کپڑوں میں وصال فرمایا (ترمذی) فرماتی ہیں حضور ﷺ چمڑے کے گدے پر آرام فرماتے تھے، گدے میں درختوں کی چھال بھری ہوئی تھی (شفا ۱ ص ۸۲)

☆ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں ''حضور ﷺ زیادہ خاموشی والے تھے (رواہ فی شرح السنہ)

☆ حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ سے زیادہ تبسم والا کوئی نہ دیکھا (رواہ الترمذی)

☆ حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں'' کہ جب باتیں کرتے تو نگاہ آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے (ابوداؤد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں'' کہ جب باتیں کرتے تو نگاہ آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے (ابوداؤد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں'' حضور ﷺ سرخ لباس کو ناپسند فرماتے تھے (ابوداؤد باب فی الحمرۃ)

☆ حضرت عمر بن سائبؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے رضاعی والدین کے لیے اپنا کپڑا بچھایا، اپنے رضاعی بھائی کو اپنے سامنے بٹھایا، ایک رضاعی ماں ثویبہ کے لیے ہمیشہ کپڑے ارسال کرتے (شفا جلد ا ص ۷۵)

☆ ابوالحمساؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک بار میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں انتظار کروں گا، میں گھر آ کر اپنا وعدہ بھول گیا، حضور ﷺ تین دن تک میرا انتظار کرتے رہے، مجھے خیال آیا تو میں وہاں پہنچا مگر حضور ﷺ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا، بس اتنا فرمایا نوجوان تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا (شفا جلد ا ص ۷۴)

☆ حضرت خارجہ بن زیدؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ جس طرح وقار سے

جلوہ افروز ہوتے، بڑے بڑے بادشاہوں کو اس وقار سے بیٹھتے نہ دیکھا (شفا جلد ا ص ۸۰)

☆ حضرت ربیع بن خثیمؒ فرماتے ہیں کہ حضور کے اعلیٰ درجہ کے امین اور عادل ہونے پر اہل مکہ کا اتفاق تھا (شفا جلد ا ص ۷۸)

☆ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی ''اللہ آپ کو رسوا نہ کرے گا، آپ رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں، مسافروں کے لیے مہمان نواز ہیں، مشکلات میں لوگوں کے کام آتے ہیں'' (متفق علیہ)

☆ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں حضور ﷺ اکیلے دشمن کی طرف بڑھتے جاتے تھے، آپ کی زبان نبوت پر یہ الفاظ تھے، **انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب** (بخاری غزوہ حنین) فرماتے ہیں حضور سیرت وصورت میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے (رواہ البخاری)

☆ سیدہ حفصہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب میرے ہاں تشریف لاتے تو ایک موٹے ٹاٹ پر آرام فرماتے۔ جس کو میں دوہرا کر کے بچھا دیتی تھی (شفا جلد ا ص ۸۲)

☆ حضرت عبداللہ بن الشخیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا، رونے کے باعث آپ کے شکم انور سے تانبے کی دیگ (کے جوش) کی طرح آواز آتی تھی (ابوداؤد کتاب الاطعمہ)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کھجور کی چٹائی پر

سوئے ہوئے تھے، اٹھے تو اس کے نشانات جسم اطہر پر ظاہر تھے۔ ہم نے عرض کی حضور کے لیے گدا بنا دیا جائے، فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض، دنیا میں میری مثال اس سوار کی ہے جو ایک درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے (مواہب اللدنیہ) فرماتے ہیں ''بہترین عادات، حضور کے لیے ہیں (رواہ البخاری)

☆ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا حضور ﷺ نے اپنے شکم انور پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں کہ بھوک کی شدت محسوس نہ ہو'' (رواہ الترمذی)

☆ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے حضور ﷺ کی آواز سنی ابو مسعود! تمھیں جتنا اختیار اپنے غلام پر ہے، اس سے زیادہ اختیار اللہ کو تم پر ہے، میں نے اسے آزاد کر دیا۔ حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تمھیں جلاتی (ابوداؤد کتاب الجہاد)

اللہ اکبر حضور اکرم ﷺ کے خلق عظیم اور حسن سیرت کا بیان اتنا طویل ہے کہ قلم و قرطاس ختم ہو سکتے ہیں، بیان ختم نہیں ہو سکتا، بقول بوصیری

فاق النبین فی خلق و فی خلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یعنی وہ خلق و خلق میں تمام انبیاء کرام سے بھی فائق ہیں، کس میں ان

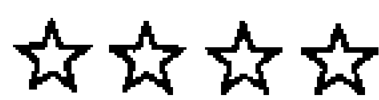
کے علم و کرم کی مثال ہے، آپ اپنے محاسن جمیلہ میں بے شریک و بے سہم ہیں آپ کا جوہر حسن تقسیم ہونے سے پاک ہے۔

☆ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وتحقیقت فضائل آں حضرت ﷺ کہ بداں مخصوص و ممتاز است بسیار است خارج از حد حصر و احصاء، حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کے مخصوص فضائل اس قدر ہیں کہ حد و حساب میں نہیں آسکتے، حد و حساب میں آئیں بھی کیسے خود قرآن پاک نے فرمایا وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ، آپ کی ہر گھڑی سابقہ گھڑی سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے، و کان فضل اللّٰہ علیک عظیماً، اور آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے، اس آیت کی شرح میں حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''حارت العقول فی تقدیر فضلہ علیہ و خرست الانس دون و صف یحیط بذالک، اللہ کے فضل کا اندازہ لگانے کے لیے عقلیں اور زبانیں عاجز ہیں جو اس نے اپنے محبوب اکرم ﷺ پر فرمایا (الشفا جلد اص ۱۳۵)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

(امام احمد رضا)



باب سوم

ادب رسول

امت پر حضور رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کے بے شمار حقوق ہیں ان میں سے ایک عظیم حق یہ ہے کہ حضور کا دل و جان سے ادب و احترام کیا جائے۔ قرآن پاک نے متعدد مقامات پر اس کی تلقین وتاکید فرمائی ہے۔ایک مقام پر فرمایا **لتومن باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسجوہ بکرۃً و اصیلا** کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور دن رات اللہ کی تسبیح بیان کرو۔ اس آیت مبارکہ میں ایمان لانے کے بعد اولین حکم تعظیم وتوقیر کے بارے میں ہے۔ چونکہ ایمان حضور کی محبت کا نام ہے اس لیے محبوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر اس کا پہلا تقاضا ہے،

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

تعظیم وتوقیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی تسبیح قبول ہوگی یا اسے یوں کہہ لیں کہ جو حضور کی تعظیم وتوقیر نہیں کرتا اسے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا بھی کوئی حق نہیں بلکہ کوئی فائدہ نہیں۔ تعظیم کا معنیٰ ادب و احترام ہے تو توقیر کا کیا معنی ہے، مفسرین کرام کے نزدیک توقیر کا معنیٰ غایت درجہ کا ادب و احترام ہے۔ دوسرے مقامات پر فرمایا!

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو، کہ کہیں تمھارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمھیں اس کی خبر تک نہ ہو، جو اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے حضور پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے چن لیے، وہی ہیں جن کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے، جو لوگ حجروں

کی اوٹ سے آپ کو آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر کو شعور نہیں (سورۃ الحجرات ۲،۳،۴)

ان آیات مبارکہ میں غایت درجہ کے ادب و احترام کا ذکر ہے اور صاف وعید ہے کہ جب تک کوئی ادب و احترام کے اس غایت درجہ پر فائز نہ ہوگا اس وقت تک اس کے اعمال قبول ہوں گے، نہ تقویٰ نصیب ہوگا، مغفرت ملے گی نہ اجر عظیم حاصل ہوگا، اور وہ عقل و شعور کی دولت سے بھی تہی دامن رہے گا، یاد رہے کہ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کا حصول بندہ مومن کی زندگی کا مقصد ہے، وہ عبادات و ریاضات میں عمر گزارتا ہے کہ تقویٰ و للّٰہیت کا ثمر مل جائے، عقل و شعور سے دماغ روشن ہو جائے، اعمال قبول ہو جائیں اور بالآخر قبر و حشر میں مغفرت و ثواب کی صورت دکھائی دے، قرآن پاک نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہ سب نعمتیں اللہ کریم جل جلالہٗ کے محبوب کریم ﷺ کے انتہائی ادب و احترام میں پوشیدہ ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی معمولی سی بے ادبی بھی کفر ہے، کیونکہ کفر ہی سے اعمال ضائع ہوتے ہیں۔

نفاق و ایمان میں فرق

یاد رہے کہ نماز کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز کرتی ہے، مگر نفاق و ایمان کے درمیان نہیں، کیونکہ منافق نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، جہاد کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ توحید و یوم آخرت کو بھی مان لیتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک نے فرمایا **و من الناس من یقول امنا باللّٰہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین**، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر

ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں (سورۃ البقرہ) کیوں کہ ایمان کی روح یعنی ادب رسول سے غافل رہے، شان رسول کے دشمن بنے، تفسیر مدارک میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا قول درج ہے، اس نے ایک صحابی سے کہا ''تم نے کہا نماز پڑھو، میں نے نماز پڑھی، تم نے کہا روزہ رکھو، میں نے روزہ رکھا **فما بقی لی الا ان اسجد لمحمدٍ** اب کیا کہتے ہو کہ میں محمد کو سجدہ کروں، دیکھیے منافق کی سوچ! وہ صوم وصلوۃ کا باغی نہیں، توحید و آخرت کا منکر نہیں، وہ صرف ادب رسول سے خار کھاتا ہے، بتایئے صحابہ کرام میں سے کون تھا جو خدا کو چھوڑ کر حضور کو سجدہ کرتا تھا، سب حضور کا ادب و احترام کرتے تھے، اس ادب و احترام کو منافقوں کا سردار سجدہ یا دوسرے لفظوں میں کفر و شرک تصور کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ نفاق و ایمان کے درمیان اگر کوئی چیز فرق و امتیاز کرتی ہے تو صرف ادب رسول ہے۔ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے عاشق صادق تھے اس لیے انھوں نے میدان ادب میں بھی درخشاں مثالیں قائم فرمائیں، آیئے ان کا مشاہدہ کریں کہ ان عظیم لوگوں نے محبوب اکرم ﷺ اوران سے منسوب ہر چیز کا کیسے احترام کیا۔

سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور سے شدید محبت تھی۔ آپ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھتے اور مسکراتے، حضور بھی ان کو دیکھتے اور مسکراتے، (ترجمان السنہ جلد ۱ ص ۳۶)

اس حدیث کی شرح میں مولانا بدر عالم میرٹھی فرماتے ہیں۔

''خالص محبت میں تکلف کی حدود اٹھ جاتیں ہیں مگر ادب کا دامن

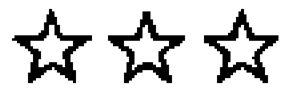
ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پاتا، ابو بکر و عمر جب خاتم الانبیا ﷺ کے نشاط خاطر کا احساس کر لیتے تو شوق نظارہ کے لیے سب سے پہلے آپ ہی کی نظریں بے تاب ہوتیں اور جب ذرا اطوار بدلتے ہوئے دیکھتے تو سب سے پہلے آثار خوف بھی ان ہی پر ظاہر ہوتے'' (ایضاً)

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے اور آپ نے ہی ایمان کے اس سب سے پہلے تقاضے کے اصول وضوابط طے کیے، اپنی ایک ایک ادا سے لوگوں کو بتایا کہ حضور ﷺ کا کس طرح ادب کیا جائے، ہجرت کا سفر آپ کے ادب رسول کا آئینہ دار ہے حضور کو اپنے شانوں پر اٹھانا، غار ثور میں پہلے قدم رکھنا کہ اسے حضور کے لیے صاف ستھرا کیا جائے۔ حضور کی بارگاہ میں عرض کی'' میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جس نے آپ کو مبعوث فرمایا آپ غار میں تشریف نہ لے جائیں ان کان فیہ شی نزل بی قبلک، اگر اس میں کوئی چیز ہوئی تو پہلے مجھے تکلیف دے گی، اپنا کپڑا اپھاڑ کر سوراخ بند کرنا کہ کوئی زہریلی چیز نقصان نہ پہنچائے اور ایک کھلے سوراخ پر اپنا پاؤں رکھنا عشق اور ادب کی کیسی حسین مثالیں ہیں، اور اس سے بھی آگے دیکھیے، زہریلے ناگ نے ڈسا تو ذرا حرکت نہ کی کہ زانوئے محبت پہ محبوب سر انور رکھ کر آرام فرما ہے، حرکت سے آرام میں خلل آئے گا۔ علامہ زینی دحلان فرماتے ہیں ولم یتحرک لئلا یوقظ المصطفی ﷺ (السیرۃ النبویہ)

سفر ہجرت میں ایک مقام آیا، چونکہ آپ حضور ﷺ کے ہم عمر تھے اور

لوگوں نے حضور ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ پہچاننے میں دقت محسوس کر رہے تھے۔ چند لمحوں میں ہجوم ہو گیا، آپ نے لوگوں کی پریشانی کو دیکھا اور اٹھ کر اپنی چادر سے حضور کے سرانور پر سایہ کر دیا کہ لوگ پہچان جائیں، آقا کون ہے اور غلام کون ہے (سبل الہدیٰ جلد ۳ ص ۳۷۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی تھی کہ میں حضور سے اس طرح بات کروں گا جیسے کوئی ہم راز سے پوشیدہ باتیں کرتا ہے (بخاری کتاب التفسیر)



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

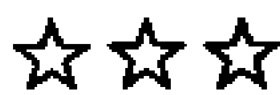
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا بے پناہ ادب کرتے تھے۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ و اجر عظیم، بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے حضور پست رکھتے ہیں ان کے دل اللہ نے تقوے کے لیے چن لیے ہیں، وہی ہیں جن کے لیے اجر عظیم ہے، حضرت صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی، (نور الفرقان) گویا اللہ کریم ان دو حضرات کے انداز ادب کو تمام اہل ایمان کے لیے بطور نمونہ بیان کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور کی بارگاہ میں دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے نیز اتنی آہستہ آواز میں بات کرتے کہ حضور دوبارہ دریافت کرتے (تفسیر درمنثور

سورۃ الحجرات) ایک بار آپ سرکش اونٹ پر سوار تھے، وہ حضور کی سواری سے آگے نکل جاتا، آپ نے اسے روکا کہ حضور سے آگے نہ بڑھے (رواہ البخاری)

بخاری شریف کی حدیث مبارک میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا اور فرمایا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کہنے لگے ہم طائف کے باشندے ہیں۔ فرمایا اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو''

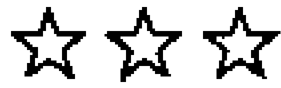
اس حدیث مبارک نے بتایا کہ حضور ﷺ کا احترام جس طرح ان کی حیات ظاہری میں فرض تھا اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی فرض ہے۔ آیات و احادیث کا حکم مطلق ہے۔ جسے ہم اپنی مرضی سے خاص نہیں کر سکتے۔ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں **واعلم ان حرمۃ النبی ﷺ بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان حیاتہ**، جان لو! حضور کی حرمت، اور تعظیم و توقیر حضور کے وصال کے بعد بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح حیات ظاہری میں لازم تھی (شفا جلد۲ ص۳۲) پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل اس عقیدے کو مزید تقویت دے رہا ہے۔ نیز صحابہ کرام نے بھی اختلاف نہیں فرمایا لہذا ان کی بھی تائید ثابت ہوگئی۔



سیدنا عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا اس قدر ادب کیا کرتے تھے کہ آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی

شرمگاہ پر نہ رکھا (سیرت رسول عربی ص ۴۷۶) بوصیری رضی اللہ عنہ نے آپ کے انداز ادب کو اپنے قصیدہ ہمزیہ میں بیان کیا اور فرمایا کہ ''عثمان غنی میں ایک بڑا ادب تھا اصحاب رسول کیا خوب ادیب تھے'' حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ میں حضور کا عصا مبارک تھا جہجاہ غفاری نے ان سے چھین کر توڑنا چاہا تو سب حاضرین چیخ اٹھے (تحقیق الفتوی ص ۲۱۹) آپ سے حضور کی انگوٹھی کنویں میں گر گئی آپ نے اس کو تلاش کرنے کے لیے کنویں کا تمام پانی نکالا مگر نہ مل سکی (ابوداؤد کتاب الخاتم) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب چیز کا ان کے نزدیک کیا ادب تھا اور کیا قدر و منزلت تھی۔

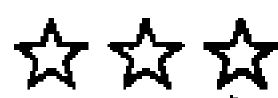


سیدنا علی المرتضیٰ کا عقیدہ

مقام حدیبیہ پہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان صلح نامہ لکھنے کی نوبت آئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کا انتخاب فرمایا، حضور ﷺ نے لکھوایا محمد رسول اللہ کی طرف سے، قریشی سفیر سہیل نے اعتراض کیا تو حضور نے فرمایا علی محمد رسول اللہ کے کلمات کو مٹا کر اوپر محمد بن عبداللہ کی طرف سے لکھ دو، یہاں حضرت علی المرتضیٰ میں اپنے بے پناہ عشق و ادب کی بنا پہ ہمت پیدا نہ ہوئی کہ محبوب کے نام نامی کو مٹا دیتے، حضور نے خود قلم لیا اور انہیں مٹا دیا (سیرت رسول عربی) آپ مدینہ طیبہ کا بہت ادب و احترام فرماتے کہ وہاں محبوب جلوہ فرماتے ہیں حرم مدینہ جبل ثور تک حرم ہے، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں شکار کھیلا جائے

(مسند احمد بن حنبل) آپ نے مکان تیار کروایا تو دروازے کے کواڑ مدینہ منورہ سے باہر مناصع کے مقام پر لے جا کر بنوائے کہ اوزاروں کی آواز مسجد نبوی میں نہ پہنچے اور حضور ﷺ کی اذیت اور بے ادبی کا باعث نہ بنے، (وفا الوفا جلد ا ص ۴۷۹) آپ حضور ﷺ کی نسبت سے سیدہ فاطمہ الزھرا کا بھی بہت احترام فرماتے اور کہتے، اے فاطمہ تیرے راضی ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے اور تیرے ناراض ہونے سے خدا ناراض ہوتا ہے (ذخائر العقبیٰ ص ۳۹) عالم برزخ میں بھی آپ کے ادب رسول میں فرق نہ آیا، حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے میرے منہ میں سات مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا، اور وعظ کا حکم دیا، نماز ظہر کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا اور وعظ کا حکم دیا، میں نے پوچھا حضرت، آپ نے سات مرتبہ لعاب دہن کیوں نہ ڈالا، فرمایا ادباً مع رسول اللہ رسول اللہ ﷺ کے ادب کی خاطر، (بہجۃ الاسرار ص ۳۶، اخبار الاخیار فارسی ص ۱۸)

حضرت علی المرتضیٰ سے حدیث مبارک منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہو گئی (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۷۶) اس سے اندازہ لگائیں کہ حدیث کہ پھیلانے والے شیر خدا نے خود اس پر کتنا عمل کیا ہوگا۔

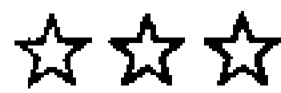


میزبان رسول کا عقیدہ

ہجرت مدینہ کے بعد حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت ابو ایوب

انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو رونق بخشی حضور نے مکان کی نچلی منزل میں رہنا پسند فرمایا ایک رات ابوایوب انصاریؓ بیدار ہوئے تو کہنے لگے ہم حضور کے گھر مبارک پہ چلتے پھرتے ہیں اور رات ایک جانب (دیوار کے ساتھ لگ) کر بسر کی صبح حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی تو حضور بالائی منزل پر تشریف لے گئے۔

آپ کھانا بھیجا کرتے جو بچ کر آتا خادم سے پوچھتے کہ طعام میں حضور نے کہاں انگلیاں رکھی تھیں (وہ بتاتا تو) اسی جگہ سے کھانا تناول کرتے (مشکوٰۃ رواہ البخاری)



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ حضور علیہ السلام حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے ملے، ان کو غسل جنابت کی حاجت تھی اس لیے حضور سے مصافحہ نہ کیا (ترمذی کتاب الطہارت) فرماتے ہیں ہم طعام میں ہاتھ نہ ڈالتے جب تک حضور آغاز نہ فرماتے (مسلم، آداب الطعام)۔

☆ حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام، انھوں نے فرمایا بڑے تو رسول اللہ علیہ السلام ہیں البتہ میری پیدائش پہلے ہوئی (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۱۸۴)۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غسل جنابت کی حاجت تھی وہ حضور علیہ السلام کے سامنے سے ہٹ گئے غسل کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے پوچھا کدھر گئے تھے، عرض کی حضور مجھے غسل جنابت کی حاجت تھی

آپ نے فرمایا مومن پلید نہیں ہوتا (تفسیر درمنثور)

☆ حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی ناقہ مبارکہ کا کجاوہ کسا کرتے تھے، ایک دن غسل جنابت کا عارضہ تھا کہ کجاوہ کو ہاتھ نہ لگایا، ایک انصاری نے کجاوہ کسا، حضور نے محسوس فرمایا کہ کجاوہ ڈھیلا ہے اور حضرت اسلع سے پوچھا تو انھوں نے ماجرا بیان کیا، اس موقع پر آیت تیمّم نازل ہوئی، (مسلم شریف جلد ا ص ۷۲)

☆ حضرت برا ابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور سے کچھ پوچھنا چاہتا تو (کمال ادب) اور حضور کی ہیبت کی وجہ سے برسوں نہ پوچھ سکتا (شفا جلد۲ ص ۳۲)

☆ حضور ﷺ پیدل چل رہے تھے کہ پیچھے سے گدھے پر سوار ایک صحابی آ گئے، انھوں نے حضور کو دیکھا اور خود فرط ادب سے ہٹ گئے اور حضور کو آگے سوار ہونے کی دعوت دی، حضور نے فرمایا آگے بیٹھنے کے تم حقدار ہو اگر تمھاری اجازت ہو تو ہم آگے بیٹھ سکتے ہیں، (ابو داؤد کتاب الجہاد)

☆ حضور ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مشکیزے سے پانی پیا، ام سلیم نے اس مشکیزے کا منہ کاٹ کر بطور یادگار رکھ لیا، (طبقات ابن سعد باب ام سلیمہ)

☆ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اور حضرت سہیلؓ کے پاس حضور کے دو پیالے تھے، (بخاری کتاب الاشربہ)

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ نے نہایت ادب سے حضور اکرم ﷺ کے

موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی رکھے تھے، اور ان کی برکت سے انہیں ہر میدان میں فتح نصیب ہوتی تھی، کسی جنگ میں ان کی ٹوپی گر گئی، آپ نے فرمایا میں نے محض ٹوپی کے لیے یہ حملہ نہیں کیا تھا، دراصل ٹوپی میں حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک تھے، مجھے خطرہ تھا کہ میں ان کی برکت سے محروم ہو جاؤں اور وہ موئے مبارک کفار کے ہاتھ لگ جائیں، (الشفا جلد ۲ ص ۴۴)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے منبر شریف پر اس جگہ ہاتھ پھیرتے جہاں حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے اور ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے، (ایضاً) آپ نے ادب سے حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا (ابن ماجہ)

☆ حضرت مخذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پہ حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا، انھوں نے ساری عمر اتنے بال نہیں منڈوائے (ایضاً)۔

☆ خیبر میں ایک صحابیہ کو حضور ﷺ نے ہار عطا کیا تو انھوں نے تمام عمر نہ اتارا، جبکہ قبر میں اسے دفن کرنے کی وصیت کی (مسند احمد جلد ۶ ص ۳۸۰)

☆ حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنے سر انور سے بال اتارے تو حضرت ابوطلحہؓ نے محفوظ کر لیے (بخاری کتاب الوضو)

☆ حضرت اشجع رضی اللہ عنہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کا دست مبارک چوما (الادب المفرد، ص ۸۶)

☆ حضرت اوزع بن عامرؓ نے حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک اور

پائے انور کو بوسہ دیا (ایضاً)

☆ حضرت ذارعؓ فرماتے ہیں ہم نے حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک اور پائے انور کو چوما (ابوداؤد جلد۲ ص ۲۱۸)

☆ حضرت انس بن مالکؓ نے وصیت کی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہوں تو میری زبان کے نیچے حضور اکرم ﷺ کا موئے مبارک رکھ دینا (اصابہ فی معرفۃ الصحابہ، باب انس) فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ناخن کٹوائے اور صحابہ میں تقسیم کیے۔ (مسند احمد)۔ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

☆ ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے خرام درخت کا معجزہ طلب کیا، حضور ﷺ نے حکم دیا، درخت چل کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور السلام علیک یا رسول اللّٰہ کہا، اعرابی نے معجزہ دیکھ کر عرض کی حضور ﷺ مجھے اپنے سر انور اور قدم مبارک کو بوسہ دینے کی اجازت دیں، حضور ﷺ نے اجازت دے دی (زرقانی)

☆ حضرت منذر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا (ابوداؤد کتاب الادب)۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب کسی دکان میں کیل ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو پیغام بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ دو (وفاالوفا جلد ا ص ۳۹۸)

☆ حضرت کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں حضور کی صورت کا جلوہ تھا، وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے

اپنے تخت لافت سے اٹھ کر استقبال کیا، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں مقام مرغاب عنایت کیا، اس لیے کہ ان کی صورت حضور ﷺ کی صورت سے ملتی جلتی تھی، (تحقیق الفتوی ۲۱۹) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور کا تہبند چادر اور چند موئے مبارک تھے انھوں نے وصیت فرمائی کہ انھیں ان کپڑوں میں دفن کیا جائے اور موئے مبارک منہ اور آنکھوں پر رکھے جائیں (تذکرۃ الابرار ذکر معاویہ) آپ نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے حضرت کعب کی چادر خرید لی جوان کو قصیدے کے انعام میں حضور نے عطا فرمائی تھی (اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ذکر کعب)

☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور کے چند موئے مبارک تھے، آپ پانی میں ان کو بھگو کر مریض کو پانی عطا کرتیں تو وہ اسے پی جاتا یا اس سے غسل کرتا (بخاری کتاب اللباس)

☆☆☆

تمام صحابہ کا عقیدہ

سفیر قریش عروہ بن مسعود ثقفی نے قریش کے سامنے بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام کے ادب واحترام کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی۔

☆ اے قوم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں میں نے قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں، خدا کی قسم کسی بادشاہ کے دربار اس کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا محمد کریم ﷺ کے صحابہ محمد کریم ﷺ کا احترام کرتے ہیں، جب وہ لعاب دہن پھینکتے ہیں تو صحابہ اسے اپنی ہتھیلیوں پر

لیتے ہیں اور اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے ہیں جب حکم دیتے ہیں تو فوراً اس کی تعمیل کرتے ہیں جب وضو کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور ادب کی وجہ سے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے (بخاری باب الشروط فی الجہاد جلد۱)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

☆ جب حضور اکرم ﷺ کلام فرماتے تو صحابہ اس طرح ساکت و صامت ہو کر سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (کہ ذرا حرکت ہوئی اور وہ اڑ جائیں گے) آپ خاموش ہو جاتے تو گفتگو کا آغاز کرتے، اور آپ کے سامنے کلام میں تنازعہ نہ کرتے، (شمائل ترمذی ص ۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

☆ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس عالم میں دیکھا کہ حضور حجام سے بال مبارک بنوا رہے ہیں اور صحابہ کرام حضور کے اردگرد بیٹھے ہیں ان تقع شعرة الا فی یدرجل آپ کا ہر بال کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھ میں لے لیتا (کہ نیچے گرنے سے بے ادبی نہ ہو جائے) (شفا جلد۲ ص ۵۹۳)

صحابہ کرام سے مروی ہے شعرة منه احب الینامن الدنیا و ما فیھا یعنی نبی اکرم ﷺ کا ایک بال ہمیں دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے، (تحقیق الفتویٰ)

خواجہ حافظ نے کیا خوب کہا۔

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

بخال ہندواش بخشم سمر قند و بخارا را

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے روایت نقل فرمائی ہے کہ

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کا ذکر کرتے تو ادب و احترام سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور بعض زار و قطار روتے تھے۔ (شفا جلد ۲)

☆ بچے کا نام صرف محمد نہ رکھتے کہ اگر پکارا تو حضور کے نام کا احترام نہ رہے گا، پھر حضور نے اجازت دے دی کہ میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت نہ اختیار کرو، (مسلم کتاب الآداب)

☆ غزوہ تبوک میں صحابہ کرام حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی امامت میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ حضور ﷺ آ گئے ایک رکعت ہو چکی تھی، حضور ﷺ دوسری رکعت میں شامل ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے اس عمل کو بے ادبی خیال کیا اور سب سبحان اللہ سبحان اللہ پکارنے لگے، حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا تم نے اچھا کیا (ابو داؤد کتاب الطہارۃ)

☆ صحابہ کرام حضور ﷺ کے فضلات (بول و براز) کو بھی پاکیزہ سمجھتے تھے اس لیے ان کا بھی از حد احترام فرماتے تھے مثلاً حضرت ام ایمنؓ نے حضور ﷺ کا بول شریف نوش جاں کر لیا، حضور ﷺ نے فرمایا آج سے تجھے پیٹ کی بیماری نہ ہو گی۔ (مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۶۳) زرقانی نے فرمایا کہ حدیث شربت بول صحیح ہے (زرقانی علی المواہب جلد ۴ ص ۲۲۹) ایک قریشی غلام نے حضور ﷺ کا خون اقدس نوش جان کر لیا، حضور ﷺ نے

فرمایافقد احذرت نفسک من النار ،تو نے اپنے آپ کودوزخ سے رہا کرلیا ہے، (ایضاً) حضورﷺ نے پچھنے لگوائے اور خون اقدس حضرت عبد اللہ بن زبیر کو دیا اور فرمایا، وہاں چھوڑ آؤ جہاں اسے کوئی نہ دیکھے انھوں نے باہر آکر اسے نوش جان کرلیا، حضورﷺ کے استفسار پہ عرض کی حضورﷺ میں اسے ایسی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں، جہاں اسے کوئی نہ دیکھے، فرمایا شاید تو نے اسے پی لیا ہے، عرض کی ہاں، فرمایا تو نے اپنے آپ کودوزخ سے آزاد کرالیا، پر افسوس ان لوگوں پر جو تجھے شہید کر دیں گے، افسوس تو ان سے محفوظ نہ ہوگا' خصائص کبری جلد ا ص ٦٨) حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کا خون اقدس شہد کی طرح میٹھا اور کستوری کی طرح خوشبو دار تھا (شرح شفا)

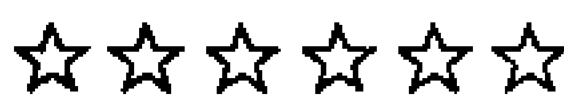
☆ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں حضور کے خون اقدس کو چوس لیا، حضور نے فرمایا اسے پھینک دو، عرض کی حضور! اللہ کی قسم میں اسے زمین پر نہیں گرنے دوں گا، اللہ اکبر، ادب واحترام کی یہ انتہا حضورﷺ کے ان پروانوں سے ہی متوقع ہو سکتی ہے، یہاں یاد رہے کہ حضورﷺ کے فضلات مبارکہ امت کے حق میں طیب و طاہر ہیں۔ اس لیے کہ حدیث مبارک کی رو سے انبیاء کرام کے جسم بہشتی روحوں کی طرح ہوتے ہیں، لہذا ان سے منسوب کوئی چیز بھی پلید نہیں ہوتی، بلکہ متعدد احادیث مبارکہ میں ہے کہ فضلات مبارکہ کی خوشبو کستوری کی طرح مشام جان کو معطر کرتی تھی، چنانچہ ائمہ امت نے اسے حضور اکرمﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے (فتح الباری جلد ا ص ٢١٨) علامہ شامی نے اس پر احناف وشوافع

کے حوالے سے مضبوط گفتگو کی ہے (رد المختار جلد ا ص ۲۳۲) یہاں مصور حکمت حضرت مولائے روم رحمہ القیوم کے عقلی دلائل خارج از بحث نہ ہوں گے،

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستہ خواہیم و خور
ایں نہ دانستند ایشان از عمی
ہست فرقے درمیاں بے منتہی
ہر دو گوں زنبور خور دند از محل
لیک شدزاں نیش وزاں دیگر عسل
ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب
زیں یکے سر گیں شدوزاں مشک ناب
ایں خورد گرد دپلید زو جدا
واں خورد گرد و ہمہ نور خدا

کسی نے بے ادبی سے کہا ہمارے اوران کے درمیان کیا فرق ہے ہم دونوں بشر ہیں دونوں سوتے اور کھاتے ہیں، یہ نہ سوچا کہ دونوں میں بے انتہا فرق ہے، دو مکھیوں نے ایک جگہ سے رس چوسا ایک کے بدن میں ڈنگ زہر پیدا ہوا۔ دوسری کے بدن میں شہد، دو ہرنوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا، ایک سے گندگی نکلی اور دوسرے سے کستوری اس طرح اگر یہ (عام انسان) کھاتا ہے تو پلیدی خارج ہوتی ہے نبی کھاتا ہے تو نور خدا بن جاتا ہے، (مثنوی)

☆☆☆☆☆☆



باب چہارم

علم رسول

اللہ کریم جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو علوم و معارف کے بے شمار خزانے عطا فرمائے اس کی سب سے بڑی دلیل قرآن حکیم ہے، قرآن حکیم میں ہر چیز کا علم موجود ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

☆**ما کان حدیثا یفتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شی** یہ قرآن کوئی جھوٹی بات نہیں بلکہ پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کی تفصیل ہے (سورۃ یوسف ۱۱۱)

☆**مافرطنا فی الکتاب من شی** ، ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سورۃ انعام ۳۸)

☆**لاحبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین** زمین کی تاریکیوں میں کوئی ایسا دانہ نہیں اور نہ کوئی خشک و تر چیز ایسی ہے جو اس روشن کتاب میں نہ ہو، (سورۃ انعام ۵۹)

☆**کل صغیر و کبیر مستطر** ہر چھوٹی اور بڑی چیز اس میں محفوظ ہے، (سورۃ القمر ۵۳)

ان آیات قدسیہ سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم کے علوم و معارف کی کوئی حد نہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور نبی اکرم رسول معظم ﷺ قرآن حکیم کو جانتے ہیں یا نہیں، اس کے بارے میں بھی قرآن حکیم نے ہی وضاحت فرمائی **ویعلمھم الکتاب والحکمۃ** نبی ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، گویا حضور معلم کتاب و حکمت بن کر آئے ہیں اب یہ سوچنا ہے کہ حضور ﷺ معلم کامل ہیں یا معلم ناقص۔ اگر معلم ناقص مانا جائے تو پوری اسلامی تعلیمات سے اعتبار اٹھ جائے گا بلکہ قرآن پاک کے بارے میں

شبہات جنم لیں گے، آخر حضور کے بتانے سے ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ قرآن ہے، اس کی اتنی سورتیں ہیں، اس کی یہ شان ہے اسلامی تعلیمات اور قرآنی آیات کی حقانیت کے لیے حضور کو معلم کامل تسلیم کرنا شرط اول ہے جب معلم کامل مان لیا تو کونسی وجہ ہے جو حضور کے علم بے پایاں کا اعتراف نہیں کرنے دیتی۔

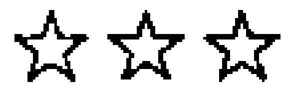
اللہ کریم نے فرمایا **خلق الانسان علمه البيان** اس نے انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا، اس آیت قدسیہ میں حضور ﷺ کے خلقت تامہ اور علمیت کاملہ کا ذکر ہے، مفسرین کرام فرماتے ہیں۔

☆ **خلق الانسان اى محمد اعليه السلام علمه البيان يعنى بيان ما كان و مايكون** (تفسیر معالم التنزیل سورۃ الرحمان)

☆**وقيل هو محمد ﷺ لانه الانسان الكامل والمراد بالبيان علمه كان وما يكون وما هو كائن** (تفسیر صاوی علی الجلالین)

☆**قيل المراد بالانسان محمد ﷺ البيان يعنى بيان ما كان و مايكون لانه ينباء عن خبر الاولين والا خرين وعن يوم الدين** (تفسیر الخازن) ان تمام عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ انسان سے مراد انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور بیان سے مراد جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا، سب کا علم ہے جو اس **عالم الغيب جل شانه** ، نے اپنے محبوب **مطلع على الغيب** کو عطا فرمایا، ان دلائل کے علاوہ اور بھی بہت سے قرآنی دلائل ہیں جو ہم علم رسول کے اثبات میں پیش کر سکتے ہیں مگر ہمارا موضوع یہ ہے کہ آیئے دیکھئے حضور کے مبارک صحابہ رضی اللہ عنہم نے کس

طرح علم رسول کا اقرار کیا، ہمارا دعویٰ ہے کہ جس طرح قرآن حکیم کو صحابہ کرام نے سمجھا ہے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا ان کے سینے تو بلا واسطہ مشکوۃ نبوت سے منور تھے، انھوں نے قرآن حکیم اور رسول عظیم سے استفادہ کیا اور کیا نتیجہ نکالا اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔



سیدنا ابو بکر صدیق کا عقیدہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا ہی علم رسول کا معجزاتی کمال ہے، مشہور روایت ہے کہ آپ سفر تجارت کے لیے ملک شام گئے وہاں آپ نے خواب دیکھا کہ ان کی آغوش میں چاند اور سورج اتر آئے ہیں اور آپ نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا صبح یہ خواب بحیرہ راہب کو سنایا، اس نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا مکہ سے۔ اس نے پوچھا آپ کا تعلق کس خاندان سے ہے۔ آپ نے فرمایا قریش سے ہوں اس نے پوچھا کیا کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا تاجر ہوں۔ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ تمھارے خواب کو اس طرح حقیقت آشنا کرے گا کہ تمھاری قوم میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا اور تم اس کی حیات ظاہری میں اس کے وزیر اور وصال کے بعد خلیفہ ہوگے، آپ یہ تعبیر سن کر بہت خوش ہوئے جب سرور عالم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ نے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نبوت کی دلیل مانگی حضور نے فرمایا **الرویا التی رایت الشام** میری نبوت کی دلیل تمھارا وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا، آپ نے خوش ہو کر حضور سے مصافحہ کیا، حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا اور پڑھا **اشھد ان لا الہ الا اللہ**

و اشھد اناک رسول اللّٰہ اوراسلام میں داخل ہو گئے (الریاض النضرہ جلد اص ۷۰)

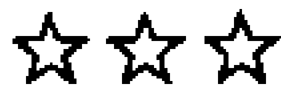
حضور سرور عالم ﷺ نے معراج فرمائی اور عالم غیب کا اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کیا عرش و کرسی، لوح وقلم، جنت و دوزخ حور و غلماں اور نجانے کیا کیا دیکھا بلکہ جو ذات پاک غیب الغیب ہے اس کا دیدار کیا آن واحد میں واپس آئے تو احوال معراج کو بیان کیا۔ ابو جہل وغیرہ ظالموں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے احوال معراج کا مذاق اڑایا تو آپ نے بلا چون چرا حضور ﷺ کی تصدیق فرمائی بلکہ یہاں تک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کی مولا اس حیرت انگیز سفر کی تصدیق کون کرے گا اللہ کریم نے فرمایا یصدقک ابو بکر، ابو بکر اس کی تصدیق کریں گے۔ (الریاض النضرہ جلد اول)

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بیٹے شیخ عبداللہ نے روایت لکھی ہے کہ ''ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تم اس امر کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ آج رات بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے یہاں بھی آ گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے مشکل بات میں ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح و شام ان کے پاس آسمان کی خبر آتی ہے اس موقع پہ تصدیق کرنے کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا گیا، پھر انھوں نے پوچھا محمد ہمارے تجارتی قافلے کے بارے میں بتاؤ کہاں دیکھا آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ جاتے وقت فلاں مقام پر تھا اور آتے وقت فلاں جگہ آ رہا تھا، آپ نے اس کے مکہ پہنچنے کا وقت بھی بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کونسا اونٹ اس کے آگے آگے آ

رہا ہے یہ سب باتیں اس طرح پوری ہوئیں جس طرح آپ نے بتائی تھیں، مگر انھوں نے اس کو جادو کا کرشمہ سمجھا (سیرت الرسول ص ۲۵۹)

اس روایت سے بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور کفار مکہ کا عناد ظاہر ہوتا ہے امام بخاری نے روایت نقل فرمائی کہ حضور سرور کائنات ﷺ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ کوہ احد پہ تشریف لے گئے تو اس میں وجدانی کیفیت کا اظہار ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ٹھہرے ہیں، اس میں حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہے جس کا تعلق مستقبل سے ہے اور تمام صحابہ کرام نے اس کو تہ دل سے قبول کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی شان علم کا اقرار کیا تو اللہ کریم نے ان کو حضور کی شان علم کا مظہر بنا دیا۔ وصال کے وقت آپ نے سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بعد میری بیوی بنت خارجہ کے شکم سے میری بیٹی پیدا ہوگی، میری وراثت میں اس کو بھی حصہ عطا کرنا (تاریخ الخلفاء موطا امام محمد ص ۳۴۸)



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قام فینا النبی ﷺ مقاماً فا خبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظه و نسیه من نسیه،

نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آغاز خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں اور اہل نار کے نار میں داخل ہونے تک سب کچھ بتا دیا جس نے اس علم کو یاد رکھا سو یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا (بخاری جلد ا ص ۴۵۳)

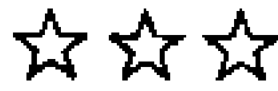
اندازہ کریں کہ اس سے واضح حدیث اور کیا بیان کی جائے جس میں حضور کے علم ما کان و مایکون کا زبردست ثبوت ہے غزوہ بدر میں حضور ﷺ نے حضرت فاروق اعظم کے ساتھ میدان کا جائزہ لیا اور نشان لگا لگا کر بتایا کہ یہاں فلاں کافر گرے گا۔ آپ فرماتے ہیں جہاں جہاں حضور نے نشان لگائے تھے وہاں سے کوئی کافر معمولی سا بھی ادھر ادھر نہ مرا (مسلم جلد۲ ص ۱۰۲) یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو ابوداؤد جلد دوم میں مرقوم ہے گویا ان صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور کے سامنے موت کے وقت کا علم بھی پوشیدہ نہیں، حضور جانتے ہیں کہ کون کب کہاں اور کس طرح مرے گا۔

روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا سلونی عماشئتم پوچھو مجھ سے جو تم چاہتے ہو ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے، فرمایا تیرا باپ خدافہ ہے، ایک شخص اور کھڑا ہوا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ سالم مولی شیبہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور کے جلال اقدس کو دیکھ کر عرض کرنے لگے انا نتوب الی اللّٰہ عزوجل ہم اللہ عزاوجل کے حضور توبہ کرتے ہیں (بخاری جلدا ص ۱۹) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ان جملوں سے ان کا عقیدہ ظاہر ہے کہ سوالات نہ کیے جائیں اللہ کے محبوب

اللہ کے فضل سے سب کچھ جانتے ہیں سلونی عما شئتم میں بھی عموم ہے کیا اگر کوئی شخص اس وقت قیامت کے بارے میں، مستقبل کے بارے میں، موت کے بارے میں پوچھ لیتا تو حضور نہ بتا سکتے؟ اگر نہ بتا سکتے تو حضور کا دعویٰ کیسا تھا؟ تفسیر خازن میں یہ واقعہ ایسے درج ہے کہ دراصل منافقین نے حضور کے علم نبوت کے بارے میں شبہات کا اظہار کیا تھا، تو حضور نے فرمایا، اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتی ہے، پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو میں تمھیں تم سے لے کر قیامت تک سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہوں ایک شخص نے اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا، حضور نے بتا دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین، قرآن کے امام اور حضور ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے، حضور منبر رسالت سے تشریف لائے اور منافقوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، **فهل انتم منتهون**، کیا تم باز نہیں آؤ گے (تفسیر خازن جلد اص ۳۲۸)

حضور کی شان علم کے اس اعتراف نے فاروق اعظم کو کمال علم عطا کر دیا، آپ کے دور خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ، نہاوند میں جنگ کر رہے تھے، فاروق اعظم نے مدینہ میں خطبہ دیتے ہوئے ان کی جنگ کے تمام احوال کو دیکھ لیا اور پکارا **یاساریۃ الجبل** اے ساریہ پہاڑ، حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پکار سن کر پہاڑ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن عقب سے حملہ کر رہا ہے، چنانچہ انھوں نے فوراً اس کا جواب دیا، اللہ اللہ سرکار ابد قرار ﷺ کے غلاموں کے علم کا یہ حال

ہے تو ان کے اپنے علم کا کیا حال ہو گا، (دلائل النبوۃ بیہقی، مشکوۃ جلد ۳ ص ۳۰۶)



حضرت عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا، ایک آدمی نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا، حضور نے فرمایا، دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دو، میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر تھے، میں نے حضور کے ارشاد کے مطابق جنت کی بشارت دو، انھوں نے الحمد للہ کہا، پھر ایک آدمی آیا، حضور نے فرمایا، دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دی، انھوں نے الحمد للہ کہا، پھر ایک آدمی آیا کہ دروازہ کھولا جائے، حضور نے فرمایا دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دو، اس امتحان کے ساتھ جو اسے برداشت کرنا پڑے گا، وہ حضرت عثمان تھے، میں نے انہیں حضور کا ارشاد سنا دیا، انھوں نے اللہ کی حمد کی اور کہا اللہ المستعان، اللہ خود مددگار ہے۔ (بخاری جلد ا ص ۵۲۲)

حدیث پاک سے معلوم ہوا ان خلفاء کرام بشمول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ہمارے مستقبل کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں کسی نے چون و چرا نہ کی کسی نے حیرت کا اظہار نہ کیا بالخصوص سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اشارہ کر دیا، کہ ان کو غم و آلام کا سامنا کرنا پڑے گا، انھوں نے واللہ المستعان کہہ کر اس عقیدے کا اظہار کیا کہ

رسول اللہ ﷺ کا علم برحق ہے اب مجھے غم و آلام کا سامنا کرنا پڑے گا، اور اللہ میرا مددگار رہو گا، اس حدیث پاک نے یہ بھی بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، لہذا جو تاریخ دان اپنی تاریخ دانی کے زعم میں آپ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں، انہیں ہوش کے ناخن لینے چاہیں کہ ایک جنتی پر الزامات لگا کر کہیں وہ خود جہنمی تو نہیں ہو رہے،

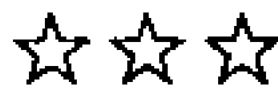
غزوہ تبوک میں آپ کی بے مثال مالی قربانیوں کی بدولت حضور جان رحمت ﷺ نے فرمایا **ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم** (رواہ احمد) آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا، (مشکوٰۃ جلد ۳ فضائل عثمان)۔

اس حدیث مبارک میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مستقبل کی خبر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے ہر عمل سے اللہ اور اس کا رسول راضی رہیں گے، ایک اور حدیث دیکھیں جس سے آپ کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت ابو سہلہ مولیٰ عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کان میں کچھ کہا، آپ کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر آپ کی شہادت کا دن آیا تو ہم نے کہا کیا ہم جنگ کریں، آپ نے فرمایا، نہیں **ان رسول اللہ ﷺ عهد الی امرا فانا صابر نفسی علیه** بے شک اللہ کے رسول نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اس پر صبر کا مظاہرہ کروں گا، (دلائل النبوت بیہقی)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنا، اور شہادت کے وقت یہ الفاظ ادا کرنا اس عقیدے کی عکاسی کرتا ہے، کہ جو کچھ زبان رسالت نے بتایا

ہے اس پر ان کا مکمل ایمان ہے کہ وہ ہو کر رہے گا، نیز یہ کہ نگاہ نبوت مستقبل کے اسرار کو دیکھ رہی ہے، اس عقیدے کی برکت سے آپ کے اپنے علم کا یہ عالم تھا، فرمایا لوگو اگر مجھے شہید کرو گے تو تم کبھی مل کر نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ جہاد کر سکو گے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳) ایک بار ایک شخص راستے میں گھور گھور کر غیر محرم عورت کو دیکھنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے جلال میں آ کر فرمایا، تمھاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں، (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ۲ ص ۸۶۲)



حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ

غزوہ خیبر کا موقع تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

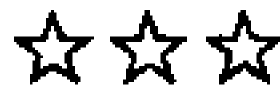
کل میں ایسے شخص کو علم عطا کروں گا، جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں (بخاری غزوہ خیبر)۔

صحابہ کرام نے ساری رات اس آرزو میں بسر کی کہ حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مصداق بنیں، گویا سب کا ایمان تھا کہ حضور علیہ السلام نے کل کی خبر عطا کی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی، حضرت علی المرتضیٰ کو طلب فرمایا گیا، اور یہ سعادت سرمدی ان کے حصے میں آئی۔ حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ تھا کہ اب اللہ کریم ضرور فتح و نصرت سے نوازے گا کہ اس کے محبوب کی بات خطا نہیں جاتی۔ آپ نے اس عقیدے کے ساتھ یہود کے پرخچے اڑا دیئے۔

آپ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میرے بعد

اللہ تعالیٰ تمھیں بیٹا عطا کرے گا، فقد نحلته اسمی و کنیتی ولا نحل لاحد من امتی بعده ، میں نے اسے اپنا نام اور کنیت اکٹھے عطا کیے، اس کے بعد کسی امتی کے لیے میرے نام اور کنیت کو جمع کرنا حلال نہیں (چنانچہ آپ کے گھر حضرت محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے)۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، یہود نے ان سے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو وہ مقام دیا جس پر وہ نہیں تھے، پھر فرمایا میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات میں بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں اور تفریط کرنے والے بغض رکھنے کی وجہ سے بہتان لگائیں گے (مسند احمد مشکوٰۃ جلد ۳) اس حدیث مبارک میں آپ نے روافض اور خوارج کی طرف واضح اشارہ کیا ہے، اور اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ حضور علیہ ﷺ علم مستقبل سے آشنا ہیں، اس عقیدے کی برکت سے حضرت علی علم کے شاہکار بن گے، مشہور حدیث ہے انا مدینة العلم و علی بابها ، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

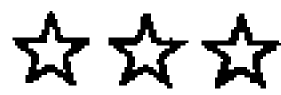


سیدہ فاطمۃ الزہرا کا عقیدہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرہ حضور علیہ ﷺ کے پاس تھیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کے چلنے کا انداز حضور علیہ ﷺ کے مشابہ تھا، حضور علیہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا، خوش

آمدید میری بیٹی! پھر انہیں بٹھالیا، اور ان کے کان میں سرگوشی کی، آپ بہت روئیں، ان کا غم دیکھ کر حضور ﷺ نے پھر ان کے کان میں سرگوشی فرمائی، تو وہ ہنس دیں، حضور باہر تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے بارے میں پوچھا، انھوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ کا راز فاش نہیں کروں گی، جب حضور کا وصال ہوگیا تو میں نے اپنے حق کی قسم دے کر ان سے پوچھا، انھوں نے کہا پہلی سرگوشی میں حضور نے اپنے وصال کی خبر دی تھی اور کہا تھا، تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا، میں تمھارا بہترین پیش رو ہوں، میں رونے لگی اور دوسری سرگوشی میں فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ دوسری روایت ہے کہ فرمایا میں اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان کے پاس پہنچوں گی، (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد ۳ فضائل اہل بیت)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے وصال اور ان کے وصال کی خبر دینا اور سیدہ کا رونا اور ہنسنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کو کل کا علم عطا کیا ہے اور سیدہ کا اس پر پورا ایمان ہے، نیز روایت بیان کرنے والی ذات قدسیہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی اس پر پورا ایمان ہے،



سیدہ عائشہ صدیقہ کا عقیدہ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کی حضور آپ کی ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے کون آپ

سے ملے گی، فرمایا اطولکن یداً، تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں (یعنی جو سخاوت میں سب سے بڑھ کر ہیں) بخاری جلد ا ص ۱۹۱) معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ حضور کو سب کی موت کا علم ہے نیز روایت فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ میں نے یہاں کھڑے کھڑے ہر چیز کو دیکھ لیا جس کا اللہ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا، یہاں تک کہ جنت سے خوشہ توڑنے کا ارادہ رکھتا تھا، جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے دوزخ دیکھی کہ اس کے بعض درجے بعض درجوں کو کھا رہے یں، جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے عمر بن لحی کو دوزخ میں دیکھا، (بخاری جلد ا ص ۱۶۱)

اس حدیث مبارک سے بھی حضور اکرم ﷺ کے علم و مشاہدہ کی وسعت کا اندازہ لگایئے اور حضرت سیدہ کا عقیدہ دیکھئے۔

ایک بار سیدہ نے عرض کی حضور کیا آسمان کے ستاروں کے برابر کسی کی نیکیاں ہیں، فرمایا ہاں، عمر فاروق کی، عرض کی **فاین حسنات ابی بکر**، تو ابو بکر صدیق کی نیکیاں کدھر گئیں، حضور نبی غیب داں ﷺ نے فرمایا **انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر** ۔ عمر فاروق کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔

اللہ اکبر! سیدہ کا ایمان دیکھئے حضور آسمان پر چمکنے والے لاتعداد ستاروں اور پھر عمر فاروق کی لاتعداد نیکیوں (جو ہو چکیں اور ہوں گی) کو جانتے ہیں، اور صدیق اکبر کی لاتعداد نیکیوں سے واقف ہیں ان سب نیکیوں کے مدارج سے بھی واقف ہیں اور اتنا وسیع علم اس قدر مستحضر ہے کہ

معمولی سے تردد کے بغیر ہی سب کچھ بتا دیا اور سیدہ نے یقین کر لیا، یہ ہے علم مصطفیٰ کی شان اور ماننے والوں کا ایمان۔

حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں ہو گی، مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر میں چاہوں تو بتا دوں کہ وہ فلاں ابن فلاں ہے۔ (بخاری جلد ۲)

آپ کو حضور ﷺ کی اس حدیث پر اتنا اعتماد تھا کہ ہمیشہ دعا فرمایا کرتے تھے یا اللہ مجھے سن ساٹھ کی ابتدا اور لڑکوں کی حکمرانی سے بچا، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ان کی دعا قبول ہوئی اور انسٹھ ہجری میں ان کا وصال ہو گیا، جبکہ ساٹھ ہجری میں یزید تخت خلافت پر قابض ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک میں جن لڑکوں کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے، ان سے مراد یزید اور اس کے حواری ہیں جنھوں نے شہزادہ رسول اور ان کے اہل و عیال کو شہید کر کے امت مرحومہ کے لیے تباہی و بربادی کا راستہ کھول دیا، حضور ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر بھی دی جو نہایت مشہور ہے۔

آپ نے ایک اور روایت بیان فرمائی، اسے پڑھیے اور سرکار مدینہ ﷺ کے علم کی رفعت دیکھیے فرماتے ہیں۔

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں جمع ہونے والے مال زکوٰۃ پر محافظ مقرر فرمایا، ایک آنے والا آیا اور اس نے مال زکوٰۃ حاصل کرنا

شروع کر دیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اللہ کی قسم تجھے رسول اللہ کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں عیال دار اور سخت ضرورت مند ہوں، میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا یاابا هریرة مافعل اسیرک البارحة اے ابو ہریرہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا، میں نے عرض کی حضور وہ شدید محتاج تھا مجھے اس پر رحم آ گیا میں نے اسے چھوڑ دیا حضور نے فرمایا، اس نے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا، لقول رسول اللہ ﷺ انه سیعود، حضور کے فرمان کے مطابق مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا، پھر وہ آیا اور مال زکوۃ حاصل کرنا شروع کر دیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا میں عیال دار اور سخت ضرورت مند ہوں، اب کبھی نہ آؤں گا، مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا، میں نے عرض کی حضور اس نے کہا میں عیالدار اور سخت ضرورت مند ہوں، مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، حضور نے فرمایا، اس نے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا، میں نے اس کا انتظار کیا، وہ آیا اور مال زکوۃ حاصل کرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اب تو ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے کر جاؤں گا، تو کہتا ہے نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن کی وجہ سے اللہ تجھے نفع عطا کرے گا، میں نے کہا وہ کیا ہیں، اس نے کہا جب رات کو بستر پر آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی برکت سے صبح تک اللہ تیرے لیے نگران

مقرر کر دے گا اور شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا، صبح حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا، میں نے عرض کی حضور اس نے کہا میں تجھے ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں، اگر تو ان کو بستر پر آنے سے پہلے پڑھ لے تو اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہو جائے گا، اور شیطان تیرے قریب نہ آئے گا، صحابہ کرام نیکی کے لیے بہت تگ و دو کرتے تھے، حضور نے فرمایا اما انه قد صدق وهو كذوب تعلم من تخاطب منذ ثلاث ليال يا اباهريرة قال لا قال ذالک شيطان بے شک اس نے تمھارے ساتھ سچ بولا حالانکہ وہ خود بہت بڑا جھوٹا ہے ابو ہریرہ جانتے ہو تین دن تیرے ساتھ کون مخاطب رہا، عرض کی نہیں فرمایا وہ شیطان تھا، (بخاری جلد ا ص ۳۱۰)

اس طویل حدیث سے مندرجہ ذیل اشارات ثابت ہوئے،

☆ حضور کل کا علم جانتے ہیں۔

☆ ابو ہریرہ کو حضور کے علم پر پورا یقین تھا، اس لیے چور کا انتظار کرتے تھے۔

☆ شیطان ہمیشہ بارگاہ نبوت میں آنے سے گریزاں رہا ہے اس لیے اس کی تو حمد و ثنا بھی اس کے کام نہ آئی۔ ہزاروں سال کی عبادت بھی نہ بچا سکی۔

☆ شیطان، نیک کاموں کی تلقین کر دے تو اس کی شیطنت میں کوئی فرق نہیں آتا، اس لیے ہر ''مبلغ اسلام'' سے متاثر نہیں ہونا چاہیے، دیکھنا چاہیے کیا وہ سرکار مدینہ ﷺ کے عشق و محبت سے سرشار ہے، کیا وہ ان کی

شان وعظمت کو مانتا ہے، کیا وہ ان کی بارگاہ میں آنا باعث نجات سمجھتا ہے،

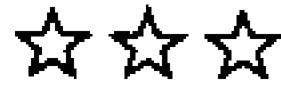
لباس خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
جو جینے کی تمنا تو کچھ پہچان پیدا کر

(اقبال)

حضور کی شان علم کو تسلیم کرنے کے تصدق حضرت ابو ہریرہ کے اپنے علم کا اندازہ لگائیے، فرماتے ہیں۔ حفظت من رسول اللہ ﷺ وعائین میں نے حضور سے دو قسم کے علم حاصل کیے ایک قسم تو لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں، دوسری قسم بیان کروں تو لوگ میرا گلا کاٹ دیں، (بخاری جلد ا ص ۲۳)

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بھیڑیے نے ایک یہودی چرواہے کی بکری اٹھالی، چرواہے نے اس سے بکری چھین لی، تو اس نے دم پر کھڑے ہو کر کلام کیا کہ تو نے مجھ سے رزق چھین لیا ہے حالانکہ یہ اللہ نے مجھے دیا تھا، چرواہے نے حیران ہو کر کہا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی عجیب بات اس مقدس انسان کی ہے جو اول اور آخر کی خبریں بیان کرتا ہے، وہ چرواہا حضور کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا واقعہ بیان کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا، حضور فخر عالم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی (مشکوٰۃ) فرماتے ہیں، حضور نے فرمایا میری امت کے دو گروہوں کو اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا، ایک گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گا، فرماتے ہیں حضور نے ہم سے ہندوستان میں جہاد کرنے کا وعدہ لیا، تو اگر میں نے وہ

زمانہ پالیا تو میں جان خدا کی راہ میں نثار کردوں گا، شہید ہوا تو بہترین شہید ہوں گا، زندہ رہا تو دوزخ سے آزاد ہوں گا، (نسائی جلد۲ص ۶۴)



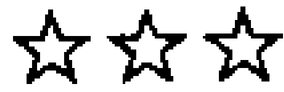
حضرت عباس کا عقیدہ

عم رسول ﷺ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کا علم غیب دیکھ کر ایمان لائے، آپ غزوہ بدر کے نتیجے میں اسیر جنگ ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

''ان سے کہا گیا کہ آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ ادا کیجئے اور آزاد ہو جائیے، حضرت عباس نے کہا میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کرسکوں، حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا چچا جان وہ مال کدھر گیا جو آپ نے میری چچی ام فضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا، اور میری چچی کو کہا تھا کہ اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بچوں فضل عبداللہ اور قثم کے حوالے کر دینا، حضور کا یہ ارشاد سن کر حضرت عباس کی انکھیں کھل گئیں، اور وہ کہنے لگے آج میں نے جان لیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں کیونکہ اس بات کا علم بجز میرے اور ام فضل کے اور کسی کو نہ تھا، اگر آپ اس واقعہ کو جانتے ہیں تو واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، (ضیاء النبی جلد۳ص ۳۹۶، سبل الھدیٰ جلد۴ص ۱۰۵)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور مخبر صادق ﷺ نے مجھے ایک بیٹے کی بشارت دی حالانکہ حمل کے آثار بھی نہیں تھے، ایک عرصے کے بعد بیٹا ہوا، میں نے اسے حضور کی خدمت میں پیش کیا، حضور

نے اس کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت پڑھی اور منہ میں لعاب دہن ڈالا اور عبداللہ نام رکھا اور فرمایا اس ''خلفا کے باپ'' کو لے جاؤ، میں نے یہ بات اپنے خاوند عباس سے کی، انھوں نے حضور سے پوچھا تو حضور نے فرمایا میں نے سچ کہا یہ بچہ ''خلفاء کا باپ ہے'' اس کی نسل سے سفاح اور مہدی خلفاء ہوں گے۔ (دلائل النبوت ابونعیم الدولتہ المکیہ ص ۱۰۵) ان احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم علیہ کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا تھا، نیز حضرت عباس اور ان کی زوجہ ام فضل رضی اللہ عنہا کتنے مضبوط عقیدے کے مالک تھے۔

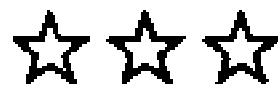


حضرت ابو سعید خدری کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور نے نماز عصر کے بعد ہمیں خطبہ دیا، **فلم یدع شیاً یکون الی قیام الساعة الاذکرہ**، پس آپ نے قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی جس کا ذکر نہ کیا ہو۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا، جو بھول گیا سو بھول گیا، اس میں آپ نے فرمایا، بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی تمھیں خلافت عطا کرے گا، کہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو، خبردار دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنے سے) بچو، قیامت میں ہر دغاباز کے لیے دغابازی کا جھنڈا ہوگا۔ اور حاکم کی دغابازی سے بڑھ کر کوئی دغابازی نہیں، اس کا جھنڈا اس کے پاخانے کی جگہ گاڑا جائے گا۔ تم میں سے کسی کو حق بات کہنے سے لوگوں کا خوف نہ روکے جبکہ وہ جانتا ہو، ایک روایت ہے۔ وہ برا کام دیکھے تو اسے

روکے، پھر حضرت ابو سعید رو پڑے اور فرمایا ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی ہیبت ہمیں اس کے متعلق بولنے سے روکتی ہے۔ (رواہ الترمذی مشکوۃ جلد ۳ باب الامر بالمعروف)

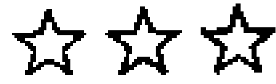
اس حدیث مبارک میں حضور کا قیامت کے احوال بتانا اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تصدیق کرنا نہایت واضح ہے، آپ خود تصور کریں کہ حضور کی وسعت علمی کا کیا عالم ہے اور صحابی رسول کے عقیدے کی پختگی کا کیا انداز ہے۔ انہی سے روایت ہے کہ حضور نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمار تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا (مسلم جلد ۲ ص ۳۹۵)



حضرت سعد بن ابی وقاص کا عقیدہ

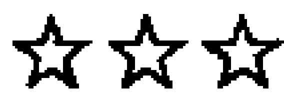
حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ میں علیل ہو گئے تو حضور سرور کائنات ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے دعا کے لیے عرض کی یا رسول اللہ! دعا کیجئے جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے وہاں مجھے موت نہ آئے، حضور نے فرمایا لعل اللہ یرفعک و ینفع بک ناسا، اللہ کریم تجھے رفعت دے گا اور تیرے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ (بخاری جلد ا ص ۳۸۳)

اس حدیث پاک نے بتایا کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ملنے والی رفعت و عظمت کو جانتے ہیں اور حضرت سعد کا بھی اس پر پورا یقین ہے۔



حضرت ابو زید انصاری کا عقیدہ

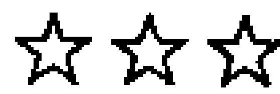
حضرت سیدنا ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر رسالت پر تشریف فرما ہوئے اور ہم سے ظہر تک خطاب فرمایا، منبر سے اترے اور نماز ظہر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر نماز عصر تک خطاب فرمایا، منبر سے اترے اور نماز عصر پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر غروب آفتاب تک ہمیں خطاب فرمایا **فاخبرنا بما کان وما ھو کائن فاعلمنا احفظنا** اور ہمیں خطاب میں جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کے بارے میں بتا دیا، ہم میں سے وہی بڑا عالم ہے جس نے زیادہ یاد کیا (مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰)



حضرت حذیفہ کا عقیدہ

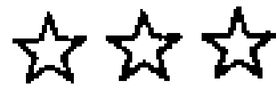
حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کا بیان عطا کر دیا کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰) مزید فرماتے ہیں ''خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے دوست فراموش کر گئے یا ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ دنیا کے ختم ہونے تک جتنے فتنہ باز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو ہے، حضور نے ہمیں ان کا نام ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام بیان کر دیا ہے (مشکوٰۃ)''

مزید فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بارہ منافق ہیں، جو جنت میں داخل نہ ہوں گے، اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے اور ان میں سے آٹھ ایسے ہوں گے جن کے لیے ایک ناسور ہی کافی ہو گا، جو آگے آگ کے شعلے کی طرح کندھوں میں ظاہر ہو گا اور سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب المعجزات)



حضرت حمید ساعدی کا عقیدہ

حضرت سیدنا حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک میں گئے، وادی قریٰ کی ایک عورت کے باغ پر پہنچے تو حضور نے فرمایا اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اندازہ لگایا، حضور نے ''دس وسق'' کا اندازہ لگایا، اس عورت سے فرمایا پھلوں کے وزن کا خیال رکھنا، ہم انشاء اللہ واپس آئیں گے، تبوک پہنچے تو حضور نے فرمایا اس رات تم پر ہوا چلے گی، کوئی شخص کھڑا رہا، اسے ہوا نے اٹھایا اور طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا، پھر ہم دوبارہ وادی قریٰ میں آئے تو حضور نے اس عورت سے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے، اس سے کہا دس وسق (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب المعجزات) اس حدیث مبارک سے حضور ﷺ کے مقدس صحابہ کا ایمان سامنے آتا ہے اطاعت رسول کا جذبہ دیکھنے کو ملتا ہے، اور جس نے حکم کا خیال نہ رکھا اس کو کیا سزا ملی یہ بھی آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ علم رسول کی گہرائی بھی بالکل واضح ہے۔

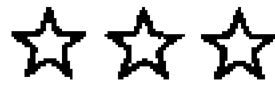


حضرت ابو ذر کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا اس وقت تک وصال نہ ہوا جب تک آپ نے ہر بازو ہلانے والے پرندے تک کا ہم سے ذکر نہ فرما دیا (مسند احمد) فرماتے ہیں حضور نے فرمایا کہ تم ضرور مصر کو فتح کرو گے، اور مصر کے باشندوں سے بھلائی کرنا کیونکہ ان کا احترام ہے، قرابت داری یا سسرالی رشتہ ہے، پھر جب تم دو شخصوں کو اینٹ بھر جگہ کے لیے جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا فرماتے ہیں میں نے عبد الرحمٰن بن شرجیل اور ان کے بھائی ربیعہ بن شرجیل کو اینٹ بھر جگہ کے لیے جھگڑتے دیکھا اور وہاں سے نکل گیا (رواہ مسلم مشکوٰۃ) فرماتے ہیں حضور نے فرمایا ابو ذر اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں بھوک عام ہوگی، تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ جا سکو گے، میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں موت عام ہوگی کہ ہر گھر غلام کی قیمت کے برابر ہوگا، اور قبر غلام کے بدلے فروخت ہوگی، میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل عام ہوگا کہ خون ریت کے سنگ ریزوں کو ڈبو دے گا، میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

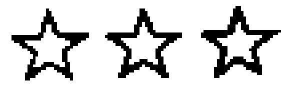
اس عظیم صحابی کا ایمان دیکھئے کس طرح اللہ کے علم کے ساتھ اللہ کے رسول کے علم کا اقرار کر رہے ہیں۔ اسی عقیدے کو آج ''شرک'' سمجھا جاتا

ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔



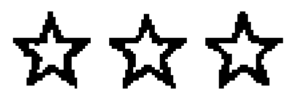
حضرت عدی بن حاتم کا عقیدہ

حضرت سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور عالم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے آپ سے فاقے کی شکایت کی۔ حضور نے فرمایا اے عدی کیا تم نے ''حیرہ'' دیکھا ہے، اگر تمھاری زندگی دراز ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی، کعبہ کا طواف کرے گی، اور خدا کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اگر تمھاری زندگی دراز ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے، اور اگر تمھاری زندگی دراز ہوئی تو تم ایسے آدمی کو دیکھو گے جو اوک بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا کہ کوئی غریب ملے اور اس سے قبول کرے مگر اسے کوئی قبول نہ کرے گا، اور تم میں سے ہر کوئی اپنے رب سے ملاقات کے دن یوں ملاقات کرے گا کہ درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ رب فرمائے گا کیا میں نے تمھاری طرف رسول بھیجا جو تمھیں تبلیغ کرے، بندہ کہے گا ہاں، تو وہ اپنے دائیں بائیں دوزخ دیکھے گا، تو آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کی قاش کے ذریعے، جس کے پاس نہ بھی ہو وہ اچھی بات کے ذریعے، فرماتے ہیں، میں نے بڑھیا کو دیکھا جو حیرہ سے چلتی ہے کعبہ کا طواف اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی، اور میں خود ان لوگوں میں شامل ہوا جنھوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کیے، اور اگر تمھاری عمر دراز ہوئی تو تم وہ بھی دیکھ لوگے جو ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اوک بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ)



حضرت خباب کا عقیدہ

حضرت سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مشرکین کے ظلم وستم کی شکایت کی، حضور کعبہ مشرفہ کے زیرِ سایہ دراز تھے، حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور جلال سے چہرہ انور سرخ ہو گیا، اور فرمایا تم سے پہلوں میں سے ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا، اور اسے اس میں دبا دیا جاتا تھا، پھر اس کے لیے آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔ یہ ظلم اسے دین سے نہ روک سکتا تھا، اس کے گوشت سے ہڈیوں تک پہنچا کولوہے کی کنگھی کی جاتی تھی مگر وہ دین سے باز نہ آتا تھا۔ خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا حتی کہ سوار صنعا سے لے کر حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا، یا بھیڑیے کے سوا اپنے غلے پر۔ لیکن تم لوگ جلد بازی کرتے ہو (رواہ البخاری مشکوٰۃ)

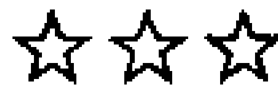


حضرت ام حرام کا عقیدہ

حضور سرور عالم ﷺ حضرت عبادہ ابن صامت کی زوجہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما تھے، ہنستے ہوئے اٹھ پڑے، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا، فرماتی ہیں میں نے پوچھا آپ کیوں ہنسے ہیں حضور نے فرمایا میری امت کے کچھ غازی میرے سامنے پیش کیے گئے جو سمندر کی

فراخی میں سوار ہوں گے جیسے تختوں پر بادشاہ میں نے عرض کی دعا کریں اللہ مجھے بھی ان میں شامل کرے حضور نے دعا کی پھر حضور آرام فرما ہو گئے، پھر ہنستے ہوئے اٹھ پڑے، میں نے پوچھا آپ کیوں ہنسے ہیں حضور نے فرمایا میری امت کے کچھ غازی میرے سامنے پیش کیے گئے، جیسا کہ پہلے فرمایا تھا، میں نے عرض کی دعا کریں اللہ مجھے بھی ان میں شامل کرے، حضور نے فرمایا تم پہلوں میں سے ہو، چنانچہ حضرت ام حرام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سمندر پر سوار ہوئیں، سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں (بخاری و مسلم مشکوۃ)

ان احادیث مبارکہ میں حضور فخر عالم ﷺ کا علم و فضل قرص خورشید سے بھی زیادہ روشن ہے اور صحابہ کرام کا عقیدہ بھی نہایت تابناک ہے،



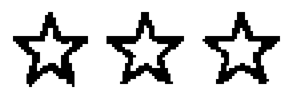
حضرت عبد اللہ بن عمر کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں، ہم نے عرض کی نہیں، مگر آپ ہمیں ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا یہ دائیں ہاتھ والی کتاب تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے، اسمیں تمام جنتیوں کے نام، ان کے آبا کے نام اور ان کے قبائل کے نام درج ہیں، پھر ان کے آخر میں میزان لگائی گئی ہے، جس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی ہوگی، اور یہ بائیں ہاتھ والی کتاب بھی تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے، اس میں تمام دوزخیوں کے نام، ان کے آبا اور

ان کے قبائل کے نام درج ہیں اور آخر میں میزان لگائی گئی ہے جس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی ہوگی (ترمذی جلد۲ ص ۳۶)

فرماتے ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک اپنا سر انور اٹھایا اور فرمایا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ، حاضرین نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے، فرمایا جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوپر سے گزر رہے ہیں، انھوں نے مجھے سلام کیا جس کا میں نے جواب دیا ہے، (مستدرک حاکم جلد۲ ص ۲۱۰)

یہ کائنات کے اسرار ہیں لیکن نگاہ نبوت میں روشن ہیں انہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو اٹھالیا اب دنیا و مافیہا کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں (زرقانی جلد ۷ ص ۲۰۴)



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان محمداً ﷺ رای ربہ مرتین مرۃ بصرہ و مرۃ بفوادہ بے شک حضور نے اپنے رب کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے (خصائص کبریٰ جلد۱ ص ۱۶۱)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں بے شک حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا (زرقانی جلد ۶ ص ۱۱۸)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور

ﷺ نے فرمایا رایت ربی فی احسن صورۃ، میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا، اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا، میں نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو پہچان لیا یا جان لیا۔ (مشکوٰۃ ۲۹)

یاد رہے کہ لوح وقلم، عرش وکرسی، جنت و دوزخ، برزخ وآخرت سب غیب ہیں اور خالق کائنات کی ذات مبارکہ غیب الغیب ہے، حضور نے جب غیب الغیب کو دیکھ لیا تو غیب حضور سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے،

اور کوئی غیب کیا کوئی تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ لیا، یہاں تک کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا (رواہ مسلم)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمھاری ملاقات کا مقام حوض ہے، اور میں اس کو یہاں اپنے مقام سے دیکھ رہا ہوں (متفق علیہ)

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا تم مجھے نہ مل سکو گے، یاد رکھو تم میرے بعد میری مسجد اور میری قبر کی زیارت کرو گے، فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ ﷺ، پس حضرت معاذ تصور فراق سے زار وقطار رو پڑے، پھر آپ نے تسلی سے نوازا، میرا اقرب متقی لوگوں کو نصیب ہوگا وہ کوئی ہوں اور کہیں کے باسی ہوں، (مسند احمد)

☆ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اشعار دیکھئے

ما ان رایت ولا سمعت بمثله
فی الناس کلهم بمثل محمد
او فی واعطی للجزیل اذا جتدی
ومتی تشا یخبرک عما فی غد

تمام انسانوں میں حضور کی طرح کسی کو دیکھا نہ سنا، ان سے جو مانگا جائے، خوب عطا کرتے ہیں اور تم جب چاہو تمھیں مستقبل کی خبر دے دیں (سیرت ابن ہشام جلد۲)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ کے قریب تھے کہ سخت ہوا چلی، کہ سوار کو مٹی میں دفن کیے دیتی تھی، حضور نے فرمایا یہ سخت ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے، جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس دن ایک بڑا منافق مر گیا ہے (رواہ مسلم)

☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیمار تھے، حضور نے عیادت فرمائی، اور فرمایا تمھارا کیا حال ہوگا جب تم ہمارے بعد زندہ ہو گے، اور نابینا ہو جاؤ گے، انھوں نے عرض کی حضور میں ثواب حاصل کروں گا اور صبر سے کام لوں گا، حضور ﷺ نے فرمایا تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور غروب آفتاب کے قریب باہر نکلے اور ایک آواز سنی، فرمایا **یهود تعذب فی قبورها**، یہود کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، (مشکوٰۃ)

☆ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حق میں گواہی دی تو

حضور نے فرمایا تم موقع پر موجود نہیں تھے تم کیسے گواہی دیتے ہو، انھوں نے عرض کی میں نے آپ کی آسمانی خبر کی تصدیق کی ہے اس اعرابی پر تصدیق نہ کروں۔ (خصائص کبریٰ جلد۲ص ۲۶۳)

☆ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کسریٰ کے ہاتھوں کے کنگن پہنو گے، چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں کسریٰ کے کنگن مال غنیمت میں ہاتھ آئے تو انھوں نے سراقہ کو عطا کر دیئے (الکامل ابن اثیر، الروض الانف جلد۲ص ۲۳۲)

☆ حضرت ابن سکن رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضور ﷺ نے عیادت فرمائی، انھوں نے عرض کی حضور ﷺ میں کہیں اس بیماری سے مر نہ جاؤں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تم زندہ رہو گے، شام کی طرف ہجرت کرو گے اور فلسطین کے ٹیلے پر موت واقع ہوگی چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور فلسطین کے شہر "رملہ" میں دفن ہوئے۔ (ابن عساکر الدولۃ المکیۃ)

ان احدیث مبارکہ کے علاوہ اور بہت سے مقامات پر آپ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھیں گے کہ یہ الفاظ ان کا تکیہ کلام بن گئے ہیں، اللّٰہ ورسولہ اعلم "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں" یہ الفاظ حدیث کی تقریباً ہر بڑی کتاب میں منقول ہیں، صحاح ستہ کے علاوہ کنز العمال، مصنف ابن شیبہ مسند احمد، شعب الایمان، مشکوٰۃ، موطا میں اس کی مثالیں موجود ہیں گویا صحابہ کرام جہاں اللہ کریم کے علم کا اعتراف کرتے وہاں اس کے محبوب کریم کے علم کا اعتراف کرتے، اس لیے کہ ان کا عقیدہ

تھا کہ محبوب کریم کا علم اللہ کریم کے علم کی برہان ہے، ان کا علم دیکھ کر اس کا علم یاد آجاتا ہے، سراقہ کہتے ہیں۔

عجت ولم تشلک بان محمداً

رسول و برھان فمن ذایقاومہ

یہ دیکھ کر تم حیران ہو جاتے اور تمھیں کوئی شک نہ رہتا کہ محمد کریم ﷺ اللہ کے رسول اور برھان بن کر آئے ہیں ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے،

(سیرت ابن کثیر جلد۲ص۲۴۹)

..................☆☆☆☆..................

باب پنجم

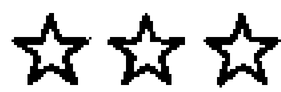
حکم رسول

جس طرح اللہ کریم کی ربوبیت عام ہے، محبوب کریم کی رسالت و نبوت عام ہے، ارسلت الی الخلق کافۃ ، میں تمام مخلوق خدا کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، گویا حضور رسول اعظم بن کر آئے ہیں جن کے زمرہ رسالت اور دائرہ نبوت میں عرش علا سے لے کر فرش ثریٰ تک کی ہر چیز شامل ہے جب آپ رسول اعظم ہیں تو اللہ کریم کے حکم سے حاکم اور مختار بھی ہیں بلکہ اس وقت تک ایمان ہی نصیب نہیں ہوتا جب تک آپ کو اپنا حاکم اور مختار نہ تسلیم کیا جائے قرآن پاک میں ہے۔

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکومک فیما شجر بینھم

تمھارے رب کی قسم وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک تمھیں باہمی معاملات میں حاکم تسلیم نہیں کر لیں (سورۃ النسا)۔ دوسرے مقام پر فرمایا!

''کسی مسلمان مرد و عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی حکم دیں تو اسے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے (سورۃ الاحزاب ۳۶)'' قرآن پاک کے ارشادات نے کھول کر بتا دیا ہے کہ حضور حاکم اور مختار ہیں یہی وجہ ہے کہ تکوینی امور ہوں یا شرعی احکام ہر جگہ ان کے تصرفات کا ڈنکا بج رہا ہے آیئے حکم رسول کے ان دونوں پہلوؤں کا صحابہ کرام کے عقائد کی روشنی میں مطالعہ کریں۔



حضرت صدیق اکبر کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان و اسلام کے اعتبار سے تمام مسلمانوں پر فائق ہیں فاروق اعظم کا ارشاد ہے کہ ابوبکر کا ایمان تمام

لوگوں کے ایمان سے وزنی ہے (تاریخ الخلفاء ص ۴۰) ایمان کے وزنی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اشاعت اسلام میں بڑے بڑے نازک مرحلے آئے مگر حکم رسول کے سامنے صدیق اکبر کا سر تسلیم خم ہی دیکھا حدیبیہ کے مقام پر صلح کی شرائط نے تمام مسلمانوں کو پریشان کر دیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا۔

ابو بکر کیا حضور اللہ کے سچے نبی نہیں، آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت آمیز شرط کیوں مانتے ہیں، آپ نے فرمایا اے شخص وہ اللہ کے نبی ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی ضرور مدد کرے گا، آپ کی رکاب مضبوطی سے تھامے رکھو، اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں (سیرۃ الرسول ص ۴۸۲)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر حکم رسول کو قطعی اور حرف آخر سمجھتے تھے آپ کا مزاج صداقت ہمیشہ مزاج نبوت سے طبعی میلان رکھتا تھا اس طبعی میلان کو حضور ﷺ سے بڑھ کر کون جانتا تھا چنانچہ ایک بار آپ نے منبر رسالت پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا،

''خدائے واحد کی قسم تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا، ابو بکر نے میری تصدیق کی، تم لوگوں نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا، ابو بکر نے اپنا مال خرچ کیا، تم لوگوں نے میری مدد سے ہاتھ کھینچا، ابو بکر نے میری غمگساری اور پیروی کی (تاریخ الخلفاء ص ۳۷)۔

حضور کے حکم تشریعی پر ان کا مزید اعتماد دیکھئے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد زکوٰۃ نہ دینے کا فتنہ برپا ہوا، حضرت فاروق اعظم جیسے لوگوں نے نرمی کا مشورہ دیا، مگر آپ نے فرمایا۔

''خدا کی قسم زکوٰۃ مال کا حق ہے، جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے ضرور جہاد کروں گا، خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک رسی دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ علیہ السلام کو دیتے تھے تو میں اس کے انکار پر بھی ان سے لڑوں گا، (رواہ البخاری سیرت الرسول ص ۷۴۸) اسی طرح لشکر اسامہ کے بارے میں اختلاف ہوا، حضرت عمر فاروق، ابوعبیدہ بن جراح اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم نے کہا فتنہ ارتداد زوروں پر ہے، قبائل دھڑا دھڑ اس کا شکار ہو رہے ہیں اس نازک حالت میں سرحد پہ جہاد کا محاذ نہ کھولیے مگر آپ نے عزم صمیم سے فرمایا۔

''خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں، میری جان ہے، اگر مجھے معلوم ہوا کہ اس شہر میں مجھے درندے کھا جائیں گے تب بھی میں اس لشکر کو ضرور بھیجوں گا جس کے بھیجنے کا اللہ کے رسول علیہ السلام نے حکم دیا ہے، اور میں وہ جھنڈا نہیں کھولوں گا جس کو اللہ کے رسول علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے باندھا ہے، (سیرت الرسول ص ۷۵۰)

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرتد قبائل دہشت زدہ ہو گئے وہ روم کی سرحد تک پہنچ گئے طرفین میں جنگ ہوئی، مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہوا، اور اس طرح اسلام کا بول بالا ہوا، (تاریخ الخلفا ص ۵۱) یہ ہے حکم رسول اور اس کے آگے جھک جانے کے ثمرات، جن سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے

زیادہ نوازے گئے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تکوینی امور میں بھی حضور علیہ السلام کے حکم و اختیار کے بارے میں ویسا ہی مضبوط عقیدہ رکھتے تھے جیسا تشریعی احکام کے بارے میں عقیدہ تھا، یہ عقیدہ کیوں نہ ہوتا جب آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ غار ثور میں زہریلے سانپ نے ڈس لیا تھا، حضور نے اپنا لعاب دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہو گئی، (ضیاء النبی ص ۶۹ جلد ۳) زرقانی علی المواھب جلد ا ص ۳۳)

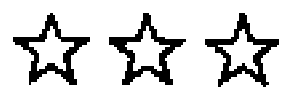
تکوینی امور میں موت و حیات کا حکم و اختیار نہایت حیرت انگیز ہے اور حقیقی طور پر خالق کائنات کے دست قدرت میں ہے، زندہ کرنے اور موت دینے کی تمام قوتیں اور قدرتیں اس حی لا یموت کی ذات باقی کے شایاں ہیں، لیکن اس کے محبوب کریم اس کی ذات و صفات کے مظہر یکتا ہیں اس لیے اس نے موت و حیات کا حکم و اختیار بھی انہیں عطا فرمایا کہ دنیا جان لے جس کے محبوب کریم کی یہ شان ہے اس کی اپنی شان کا کیا عالم ہو گا،

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فخر عالم ﷺ نے فرمایا۔

ان عبدا خیره اللّٰہ بین ان یوتیه من زهرة الدنیا ماشاء و بین ما عنده فاختار ما عنده فبکی ابو بکر قال فدیناک بآبائنا و امهاتنا، بے شک اللہ نے ایک بندے کو اس کا اختیار دیا کہ وہ جتنا چاہے دنیا کی عطا کردہ ترو تازگی کو اختیار کر لے یا اس کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کر لے اس نے اللہ کے پاس والی نعمتوں کو اختیار کر لیا، جناب ابوبکر

رونے لگے اور عرض کیا آپ پر ہمارے والدین قربان، (متفق علیہ، مشکوٰۃ جلد۳ص ۳۰۸)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم پہلے تو حیران ہوئے کہ ابو بکر صدیق کو دیکھو، حضور ایک بندے کی بات کر رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا اور یہ کہہ رہے ہیں آپ پر ہمارے والدین قربان، پھر معلوم ہوا کہ حضور کو ہی یہ اختیار دیا گیا تھا، **وکان ابو بکر اعلمنا**، اور ابوبکر ہم سے زیادہ علم رکھتے تھے، پھر راہ ہجرت میں آپ کے سامنے حضور کے حکم سے زمین نے سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو جکڑ لیا تھا، اس تکوینی حکم پر آپ سے بڑھ کر اور کس کا ایمان ہوسکتا ہے۔



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تمام عمر سرکار مدینہ ﷺ کے حکم کے سامنے سرنگوں رہے، چونکہ آپ **اشداء علی الکفار** (کافروں پر سخت ہیں) کی خصوصی شان سے متصف تھے اس لیے مقام حدیبیہ پہ حضور ﷺ کی قبول کردہ ہر ایک شرط پر پریشان ہو گئے، مگر بعد میں سخت پشیمان ہوئے، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رقمطراز ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تمام عمر ان باتوں کا صدمہ اور سخت رنج ہوا جو انھوں نے جذبہ بے اختیاری میں حضور ﷺ سے کہہ دی تھیں، زندگی بھر اس سے توبہ و استغفار کرتے رہے، اور اس کے کفارہ کے لیے انھوں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، خیرات کی غلام آزاد کئے، بخاری شریف

میں اگر چہ ان اعمال کا مفصل تذکرہ نہیں ہے، اجمالا ہی ذکر ہے لیکن دوسری کتابوں میں نہایت تفصیل کے ساتھ یہ تمام باتیں بیان کی گئی ہیں (سیرت مصطفیٰ ص ۲۸۴) محدث طبری علیہ الرحمۃ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، کہ انھوں نے کفارے کے لیے نمازیں پڑھیں، خیرات دی، روزے رکھے اور غلام آزاد کیے، (تاریخ الامم والملوک واقعات ۶ ہجری) گویا ان کو حکم رسول کی اہمیت کا مکمل احساس تھا، اگر پریشانی واقع ہوئی تو وہ بھی ان کی اوران کے اسلام کی عزت وحرمت کے لیے تھی، آپ اسے عشق رسول کا منفرد انداز بھی کہہ سکتے ہیں کہ محبوب کے دشمنوں کے سامنے محبوب کی توہین ہرگز برداشت نہیں ہوسکتی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور ﷺ کے ارشاد کے باوجود حضور کا نام محمد رسول اللہ نہ مٹایا، ان کے اندر بھی یہی جذبہ محبت کارفرما تھا۔ یہاں کسی پر بھی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک حکم رسول کس قدر اہم تھا، اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیں۔

بشر نامی ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہوگیا یہودی نے کہا چلو حضور ﷺ سے فیصلہ کرواتے ہیں، منافق جانتا تھا، کہ حضور عدل وانصاف کو سامنے رکھیں گے، اور اس طرح اس کا کام نہ بن سکے گا، اس نے کہا کعب بن اشرف یہودی سردار سے فیصلہ کراتے ہیں، یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے، اس سے درست فیصلے کی توقع نہیں، اس نے کعب کے پاس جانے سے انکار کردیا، چنانچہ منافق کو مجبوراً حضور ﷺ کے پاس آنا پڑھا، حضور نے فیصلہ برحق فرمایا، جو یہودی کے موافق اور منافق کے مخالف تھا،

منافق یہودی کو تنگ کر کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لایا کہ ان سے فیصلہ کرواتے ہیں، یہودی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا یہ حضور ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا، آپ نے فرمایا ٹھہرو میں ابھی آ کر فیصلہ کیے دیتا ہوں یہ فرما کر مکان میں گئے اور تلوار لا کر اس منافق کا سر قلم کر دیا، اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ نہیں مانتا اس کے متعلق یہی فیصلہ ہے کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی،

''کیا تم نے نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان لائے، پھر شیطان کو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہیں انہیں تو حکم تھا، کہ اسے ہرگز نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں شدید گمراہ کر دے پھر کسی نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں واقعہ بیان کر دیا، کہ عمر فارورق نے مسلمان کو قتل کر دیا ہے آپ نے فرمایا مجھے عمر سے توقع نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کر دے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، **فلا وربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم** اے محبوب تمھارے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک تمھیں اپنے باہمی معاملات میں حاکم تسلیم نہ کر لیں (تاریخ الخلفاء ص ۸۴، تفسیر جلالین وصاوی)۔ حضور کو حاکم ومختار ماننے کا یہ اجر وانعام ملا کہ آپ نے انسانوں پر ہی نہیں، دریاؤں پر بھی حکمرانی کی، دریائے نیل کا واقعہ مشہور ہے۔

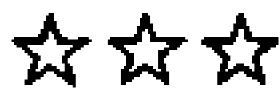
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

(اقبال)

حضرت عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضور جنت کے حاکم و مختار ہیں اس لیے عرض کی حضور! کیا آپ مجھ سے ایک مکان لے کر جنت میں ایک مکان کی ضمانت دیتے ہیں، حضور نے فرمایا ہاں اور مسلمانوں کو گواہ بنا لیا (مسند احمد فضائل عثمان)

مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اپنا چشمہ جنت کے چشموں کے عوض مجھے دے دے، اس نے اہل خانہ کی معاش کا عذر کیا، حضرت عثمان غنی نے اس شخص سے چشمہ خریدا اور حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ جس طرح آپ اس شخص کو جنتی چشمہ عطا فرما رہے تھے، میں اس سے خرید لوں تو مجھے بھی عطا فرما دیں گے؟ حضور نے فرمایا ہاں (طبرانی و ابن عساکر) آپ نے دو مرتبہ حضور سے جنت خرید لی، (مستدرک حاکم) حضور کا جنت فروخت کرنا حضور کی حاکمیت کی دلیل ہے اور حضرت عثمان غنی کا خریدنا ان کے اس عقیدے کی دلیل ہے کہ حضور حاکم و مختار ہیں۔



حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رات حضور ﷺ کے حکم کے مطابق کفار مکہ کے شدید نرغے میں بسر کی اس لیے کہ محبوب کا حکم جان پر مقدم ہے، آپ کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے

تکوینی امور پر بھی حاکم ومختار ہیں، غزوہ خیبر میں آپ آشوب چشم کی وجہ سے پریشان تھے، حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں پہ لعاب دہن لگایا تو آنکھیں ایسے تندرست ہوگئیں جیسے کبھی ان کو کچھ ہوا ہی نہیں، خیبر سے واپسی پر ردالشمس کا عظیم معجزہ بھی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بدولت رونما ہوا

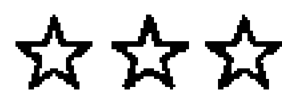
حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ خیبر کے قریب منزل صہبا میں حضور حاکم کائنات ﷺ نے نماز عصر پڑھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی ادا نہیں کی تھی کہ حضور ان کی آغوش میں اپنا سر رکھ کر آرام فرما ہوگئے، سورج غروب ہوگیا، آپ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوگئی ہے تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، لہذا تو سورج کو لوٹا دے تاکہ وہ اپنی نماز عصر ادا کرلے، میں نے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین پر ہر طرف دھوپ پھیل گئی، (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵۴)

یاد رہے کہ اس حدیث پر محدث ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے جرح کی ہے، لیکن محدث عینی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان کی جرح قابل قبول نہیں، (عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۴۶) شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو حدیث صحیح وحسن قرار دیا، (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵۴) ان کے علاوہ امام ابوجعفر طحاوی، امام حاکم، قاضی عیاض مالکی، خطیب بغدادی، حافظ مغلطائی، امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن یوسف دمشقی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام طبرانی، امام قسطلانی، امام ابن عبد الباقی رحمتہ اللہ

علیہم جیسے محدثین و شارحین نے اس حدیث کو نقل کیا اور اس کی اسناد کو ثقہ قرار دیا ہے، بہر حال اس حدیث مبارک نے حضور ﷺ کے تکوینی حکم واختیار اور اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے یقین محکم کو کیا خوب روشن کیا ہے، فرماتے ہیں، جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا وہ حضور کی سلام کہتا اور اس کی آواز کو میں بھی سنتا تھا، (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۳)

آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی سے حضور نے فرمایا سل ماشئت مانگ جو چاہتا ہے، فغبطناہ فقلنا الان یسائل الجنتہ، ہمیں اس پر رشک آیا اور ہم نے کہا کہ یہ حضور سے جنت مانگے گا، مگر اس نے اونٹ اور زاد راہ مانگا (طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک حضور جنت عطا کر سکتے ہیں اس عقیدے نے ان کو بھی کائنات میں متصرف بنا دیا، جیسا کہ انھوں نے دریائے فرات کی جولانی پر قابو پایا (شواہد النبوۃ) اور سورج واپس کروایا (ایضاً)



حضرت انس کا عقیدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا کہ کوئی معجزہ دکھائیں، حضور ﷺ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے، یہاں تک کہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا، (متفق علیہ، مشکوۃ جلد ۳ ص ۲۶۰)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی

ہے انشق القمر علی رسول اللہ ﷺ فرقتین، حضور ﷺ کے زمانہ ظاہری میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا نیچے تھا، حضور نے فرمایا اشھدوا، گواہ ہو جاؤ (ایضاً) شق القمر کا معجزہ حذیفہ بن یمان، حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت علی المرتضیٰ جیسے عظیم صحابہ کرام نے بھی بیان کیا ہے۔ (زرقانی جلد ۵ ص ۱۲۴) اور اس معجزے کی گواہی باہر سے آنے والے افراد نے بھی دی (الشفا جلد ا ص ۱۸۳)

پنجہ او پنجہ حق می شود
ماہ از انگشت اوشق می شود

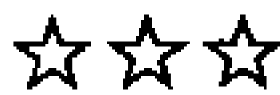
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا گیا، آپ نے برتن میں ہاتھ رکھا تو انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، کم و بیش تین سو آدمی سیراب ہوئے۔ (بخاری جلد ا ص ۵۰۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور کی دعوت کی، حضور کے ساتھ ستر یا اسی افراد نے حصہ لیا حالانکہ اہل خانہ کے پاس چند روٹیاں تھیں، روٹیوں کا چورہ کیا اور بطور سالن ان کے اوپر گھی ڈال دیا، دس دس صحابہ اندر آ کر کھاتے رہے، سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ (بخاری ص ۵۰۵)

فرماتے ہیں کہ ایک شخص کاتب وحی تھا، بعد میں مشرک ہو گیا تو حضور نے فرمایا اسے زمین بھی قبول نہیں کرے گی، چنانچہ، ایسا ہی ہوا، جب اسے

دفن کرنے لگے تو زمین نے قبول نہ کیا، (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۸۴)

فرماتے ہیں قحط سالی کا دور تھا، ایک اعرابی نے عرض کی حضور مال برباد ہو گیا، بچے بھوکے مر گئے، بارش کی دعا کریں، حضور ﷺ نے جب دعا کی بادل نہیں تھا۔ منہ پر ہاتھ نہیں پھیرا تھا کہ خدا کی قسم بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا اور منبر سے نہیں اترے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک پر بارش ٹپکتی ہوئی دیکھی، پورے ایک ہفتے بارش ہوتی رہی، اسی شخص یا کسی اور نے عرض کیا حضور مال ڈوب گیا، عمارتیں گر گئیں، دعا کریں بارش بند ہو جائے حضور نے دعا کی الٰہی ہم پر نہ برسا، آس پاس برسا، پھر آپ بادل کے جس گوشے کی طرف اشارہ فرماتے وہ پھٹ جاتا، (متفق علیہ)۔



حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکیس کھجوریں حضور کی بارگاہ میں پیش کیں، حضور نے فرمایا فلاں اور اس کے دوستوں کو بلا لاؤ، انہوں نے کھجوریں خوب کھائیں، اور چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور اس کے دوستوں کو بلا لاؤ انھوں نے کھجوریں خوب کھائیں اور چلے گئے، پھر فرمایا فلاں اور اس کے دوستوں کو بلا لاؤ انھوں نے بھی کھجوریں خوب کھائیں اور چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں، پھر آپ نے مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ، پھر آپ نے اور میں نے کھائیں اور کھجوریں باقی رہیں، آپ نے انہیں تھیلے میں ڈالا اور مجھے فرمایا جب تم نکالنا چاہو نکال لینا مگر تھیلے کو الٹا نہ کرنا، میں اپنا ہاتھ ڈالتا اور جتنی کھجوریں چاہتا، نکال لیتا، میں نے اس تھیلے سے پچاس

وسق کھجوریں خدا کی راہ میں صرف کیں، وہ تھیلا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گم ہو گیا، (خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۵۱ ترمذی جلد۲ ص ۲۲۴) آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ (ترجمہ: لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں، ایک تھیلے کا غم ہے اور دوسرا حضرت عثمان غنی کا غم ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ)

فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ جو کچھ آپ سے سنتا ہوں بھول جاتا ہوں، آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا دو، میں نے پھیلا دی، آپ نے اپنے ہاتھوں کی لپ بھر کر اس میں ڈال دی اور فرمایا اسے سینے سے لگا لو، میں نے اسے سینے سے لگا لیا **فما نسیت شیأ بعد** اس کے بعد میں کوئی چیز نہ بھولا (بخاری جلد ۱ ص ۲۲)

فرماتے ہیں ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور اس نے کہا **ھلکت** ، یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا، فرمایا تجھے کیا ہوا، عرض کرنے لگا میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے قریب چلا گیا ہوں، آپ نے فرمایا تیرا غلام ہے تو اسے آزاد کر دے اس نے کہا نہیں ہے فرمایا کیا دو مہینے کے روزوں کی طاقت رکھتے ہو، اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو، اس نے کہا نہیں حضور ﷺ خاموش ہو گئے ہم بھی خاموش رہے، حضور کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا فرمایا سوالی کہاں ہے، اس نے کہا، میں حاضر ہوں، فرمایا اسے لے جاؤ اور صدقہ کر دو اس نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اسے دوں جو مجھ سے زیادہ غریب ہو، خدا کی قسم مدینہ منورہ کے ان سنگلاخ میدانوں کے درمیان کوئی بھی مجھ سے زیادہ غریب

نہیں، حضور ہنس پڑے، کہ سامنے کے دونوں دانت مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلا دو (بخاری جلد ۱ ص ۲۵۹) یہ ہے حضور کا تشریعی اختیار، اور صحابہ کرام کا عقیدہ کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا سب جانتے اور مانتے تھے،

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
جو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فرماتے ہیں میں شدید بھوکا تھا، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اشارۃً بات کی، وہ محسوس نہ کر سکے، حضور تشریف لائے، اور مسکرائے، آپ میرے دل اور چہرے کی حالت کو جان گئے، مجھے لے کر گھر تشریف لائے، گھر میں دودھ کا ایک پیالہ تھا، فرمایا جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ، میں یہ سوچتا ہوا گیا کہ ایک پیالہ تمام اصحاب صفہ کو کیسے سیراب کرے گا اصحاب صفہ آئے تو حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا پیالہ لو اور سب کو پلاؤ، سب نے جی بھر کر دودھ پیا، میری باری آئی تو فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو، میں نے پیا آپ فرماتے رہے میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کی حضور آپ کو بھیجنے والے کی قسم اب تو دودھ گزرنے کی راہ نہیں رہی اور پیالہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا، حضور نے اللہ کی حمد بیان کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا، (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۴۸، بخاری جلد ۲ ص ۹۵۵)

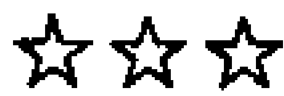
کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جوامع الکلم

دے کر بھیجا، اور رعب سے میری امداد فرمائی، اور میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

انہی سے روایت ہے کہ ابو جہل نے چاہا کہ حضور ﷺ کی گردن مبارک کو پامال کرے، اس ارادے سے آگے بڑھا مگر اپنے قدموں پہ پیچھے لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا اس نے کہا میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر دیتے۔

حضرت ابو ہریرہ اپنی والدہ کے بارے میں پریشان تھے کہ وہ ایمان قبول نہیں کرتی تھی نیز حضور ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتی تھی، ایک دن انھوں نے حضور رحمت عالم ﷺ سے دعا کرائی، ادھر حضور نے دعا کی ادھر وہ خوش خوش گھر آئے، آتے ہی والدہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر سنا دیا (مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۸۳)



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر تلوار کا زخم ہو گیا، حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے، حضور نے تین بار دم کیا تو آرام آیا پھر کبھی درد کی شکائت محسوس نہ ہوئی (بخاری جلد ۲ ص ۶۰۵)

فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں اصحاب کے قدم اکھڑ گئے، کفار نے حضور ﷺ کو گھیر لیا، حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمیں سے مشت

پھر خاک لے کر ان کے چہروں پر ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ ، ان کے آنکھوں میں مٹی پڑی اور سب فرار ہو گئے (مسلم)

فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو حضور نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا اس کی طاقت نہیں رکھتا، فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا، اسے صرف تکبر نے منع کیا تھا، پھر وہ شخص تمام عمر وہ ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا (مسلم مشکوۃ ۳ ص ۲۸۶)

☆ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں پنڈلی کو عمامے سے باندھ کر حضور کی بارگاہ میں آیا، آپ نے فرمایا پاؤں دراز کرو، پاؤں دراز کیا تو آپ نے اپنا دست مبارک پھیرا، ایسے تھا جیسے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں، (مشکوۃ جلد ۳ بخاری جلد ۲ ص ۵۷۷)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کے گوشت اور چند روٹیوں کا کھانا تیار کیا اور حضور ﷺ کی دعوت کی، حضور نے صحابہ کو بھی دعوت دی، سب ٹولیاں بنا بنا کر کھاتے رہے، جتنا کھانا پہلے تھا اتنا ہی بعد میں تھا۔

ثم انہ جمع العظام فی وسط الجفنة فوضع یدہ علیھا ثم تکلم بکلام فاذالم اسمعه فان الشاة قد قامت تنفض اذنیھا۔

پھر انھوں نے بکری کی ہڈیاں ایک برتن میں جمع کیں اور ان پر اپنا ہاتھ رکھا، اور کلام پڑھا جسے میں نے نہ سنا، بے شک بکری کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی، پھر فرمایا اپنی بکری لے جا، میں اسے اپنی بیوی کے

پاس لایا وہ بولی یہ کیا، میں نے کہا ہماری بکری ہے جسے حضور نے زندہ کر دیا ہے، یہ سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتی ہوں وہ اللہ کے رسول ہیں (دلائل النبوت ص ۵۴۳) ایک روایت ہے کہ حضور علیہ نے حضرت جابر کے دو بچے بھی زندہ کیے (شواہد النبوت ص ۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کے ہمراہ جنگل میں اترے، قضائے حاجت کے لیے اوٹ کی ضرورت تھی، حضور نے ایک درخت کی شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو، درخت اونٹ کی طرح ساتھ چل پڑا، دوسرے درخت سے بھی یہی فرمایا وہ بھی ساتھ چل پڑا، پھر ان دونوں کو ساتھ ملنے کا حکم دیا۔ وہ مل گئے۔ حضور فارغ ہوئے تو دونوں درخت جدا ہو گئے (ملخصاً مسلم، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۷۸)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور کے ہمسفر تھے، ایک اعرابی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا آپ کی نبوت پر کوئی شاہد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا، اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے تین مرتبہ بلند آواز سے حضور کی رسالت کی گواہی دی۔ پھر حضور نے حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ وہ اعرابی مسلمان ہو گیا (زرقانی جلد ۵) بوصیری فرماتے ہیں۔

جاءت لدعوته الاشجار ساجدة

تمشی الیه علیٰ ساق بلا قدم

غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، انھوں نے حضور حاکم کل ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو حضور نے انہیں درخت کی ایک ٹہنی عطا کی، اور فرمایا تم اس سے جنگ کرو، وہ ٹہنی ان کے ہاتھ آتے ہی چمکدار تلوار بن گئی، غزوہ احد میں یہی حال حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ رونما ہوا (مدارج النبوہ جلد۲ص ۱۲۳)

☆ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رات گئے تک حضور سرورکونین ﷺ کے پاس رہے، رات تاریک تھی، یہ اپنے گھروں کو چلے تو ایک کی چھڑی خود بخود روشن ہو گئی، اور روشنی میں چلتے رہے، آگے راستہ الگ الگ تھا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشنی ہو گئی اور دونوں گھر پہنچ گئے (بخاری جلد ا ص ۵۳۷)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا، حضور جان عالم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا "اے لڑکے ان بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی پلاؤ، میں نے کہا میں ان بکریوں کا مالک نہیں، آپ نے فرمایا تمھاری بکریوں میں کوئی بچہ ہے، میں نے بچہ پیش کر دیا، آپ نے اس کی ٹانگوں کو پکڑا اور اس کے تھن کو مبارک ہاتھ لگایا، اس کا تھن دودھ سے بھر گیا۔ پھر ایک گہرے پتھر میں اس کا دودھ دوہا، پہلے خود پیا پھر حضرت ابو بکر کو اور مجھے پلایا۔ پھر میں نے حضور سے آسمانی کلام کی ستر سورتیں یاد کیں، اور میرے ایمان لانے میں اس معجزے کا بہت ہاتھ ہے (طبقات ابن سعد جلد ا ص ۱۲۲)

فرماتے ہیں ہم معجزات کو برکت افروز سمجھتے تھے اور تم ان سے ڈرتے ہو ایک سفر میں پانی کم ہو گیا، حضور نے بچے کھچے پانی میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا او برکت والے پانی، میں نے دیکھا حضور کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔ یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا (رواہ البخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۸۹)

☆ سفر ہجرت میں حضور نے ام معبد رضی اللہ عنہا کے گھر تھوڑی دیر قیام فرمایا اور ان کی کمزور بکری کے تھنوں پہ ہاتھ پھیرا اور دودھ کے برتن بھر دیئے۔ دودھ کچھ ہم سفروں نے پیا، اور کچھ ام معبد کے لیے چھوڑ دیا (مشکوٰۃ) امام اعظم نے کیا خوب کہا ہے۔

ومست شاۃ لام معبد بعدھا
لشفت قدرت من شقا رقیاک

یارسول اللہ ام معبد کی بکری کا دودھ خشک ہو گیا تھا آپ کے دست مبارک کی برکت سے وہ دودھ والی ہو گئی۔ ام معبد کا ارشاد ہے کہ وہ بکری فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور تک مسلسل دودھ دیتی رہی، اس دور میں خشک سالی عام تھی مگر اس نے بھوکے پیاسے رہ کر بھی دودھ دیا (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل گئی، حضور نے انہیں آنکھ عطا کی اور ساتھ ان کے لیے جنت کی دعا کی۔ یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور قوت والی تھی (زرقانی جلد ۵ ص ۱۸۶) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز

رضی اللہ عنہ کے دربار میں اپنے تعارف کے لیے یہ اشعار پڑھے۔

ان ابن الذی سالت علی الخد عینہ

فردت بکف المصطفی احسن الرد

فعادت کما کانت لاحسن حالھا

فیا حسنھا عیناً و یا حسنھا اید

یعنی میں اس کا لختِ جگر ہوں، جس کی آنکھ نکل کر اس کے رخسار پر آ گئی، تو دستِ مصطفیٰ نے اسے درست کر دیا، وہ پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئی، کیا ہی حسین وہ آنکھ تھی اور کیا ہی حسین وہ ہاتھ تھا۔

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سراپا نور ﷺ نے ایک یہودی کے لیے حسن و جمال کی دعا کی تو اس کی داڑھی کے بال سیاہ ہو گئے، نوے سال کی عمر میں بھی اس کے بال سفید نہ ہوئے (خصائص کبری جلد ۲ ص ۸۳)

☆ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو افراد تھے، ایک کنویں سے پانی نکالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا، یہ خبر حضور تک پہنچی، آپ اس کنویں پر آئے، وضو کیا کلی کی اور دعا فرمائی، پھر فرمایا اس کو گھڑی بھر چھوڑ دو، پھر لوگ اپنے آپ اور اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا (رواہ البخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۷۵)

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں شکمِ مادر میں تھا کہ قلمِ قدرت اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتا تھا (مجموعہ الفتاوی

جلد۲ص۹۷)

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا تو حضور سرورِ اعظم ﷺ کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے اور میں اس کی لگام پکڑے روک رہا تھا، ابوسفیان ابن حارث حضور کی رکاب پکڑے ہوئے تھے، میں نے حضور کے حکم پر بیعت رضوان والوں کو پکارا، انصار مدینہ کو بلایا، سب لبیک کہتے ہوئے پلٹے، جنگ گرم ہوئی تو حضور نے چند کنکریاں لیں اور کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا رب محمد کی قسم یہ بھاگ نکلے، خدا کی قسم حضور نے کنکریاں پھینکیں تو کفار کی تلوار کند اور معاملہ ذلت آمیز ہو گیا (مسلم، مشکوٰۃ جلد۳ص۲۸۰)

☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم مجھے "ذی الخصہ" (کو تباہ کرکے) راحت نہ دو گے میں نے عرض کیا "ہاں" اور گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا۔ میں نے حضور کی بارگاہ میں یہ عرض کی تو حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر لگا دیا کہ اس کا اثر میں نے سینے میں محسوس کیا، اور دعا کی مولا، اسے ثابت قدم رکھ اور ہدایت دینے والا بنا، اس کے بعد میں گھوڑے سے نہ گرا، پھر ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لیا اور ذی الخلصہ کو آگ لگ کر خاکستر کر دیا (متفق علیہ، مشکوٰۃ جلد۳ص۲۸۴)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اپنی والدہ کی قبر سے گزرے تو رو پڑے، مجھے فرمایا حمیرا یہیں رکو، آپ بہت دیر بعد تشریف لائے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے وجہ

دریافت کی تو فرمایا میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انہیں زندہ کردے چنانچہ اللہ نے انہیں زندہ کیا، وہ مجھ پر ایمان لائیں اور وصال فرما گئیں (الروض الانف ص ۱۱۳)

یاد رہے کہ امت کے جلیل القدر محدثین نے اس کی تائید کی ہے۔ جن میں امام جلال الدین سیوطی، امام قرطبی، حافظ شمس الدین دمشقی، امام سہیلی، خطیب بغدادی، امام ابن شاہین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمہ شامل ہیں۔ حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ (کثرت طرق) سے اس حدیث کا ضعف دور ہو گیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا ص ۷۶۵)

اس حدیث مبارک نے جہاں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی مومنانہ عظمت کو ثابت کیا ہے وہاں آپ کا عظیم معجزہ بھی ظاہر کیا ہے، ویسے حضور ﷺ کے والدین کریمین موحد تھے، ان پر دور جہالت کے عقائد و اعمال کا کوئی اثر کسی بھی روایت سے ثابت نہیں، یہ تو حضور نے اپنی رسالت کا اقرار کروا کر ان کے مراتب میں اضافہ فرما دیا کہ قیامت میں کوئی بھی ان کی برابری اور ہمسری نہ کر سکے، آخر وہ محبوب خدا کے والدین ہیں ان کے مقام رفیع کو بھلا کون پہنچ سکتا ہے۔

☆ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے بلال کیا تو نہیں سنتا یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مخبر صادق ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

☆ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے آپ تہجد کے لیے اٹھے اور وضو کرنے کی جگہ پر جلوہ گر ہوئے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا لبیک لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تو مدد کیا گیا، تو مدد کیا گیا، تو مدد کیا گیا، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمائی یہ راجز مجھ سے فریاد کرر ہا ہے۔ (اصابہ ۲ص ۵۳۶)

معاملہ کچھ یوں تھا کہ مکہ مکرمہ سے بنو خزاعہ کے ایک فرد نے قریش اور بنو بکر کے ظلم سے تنگ آکر حضور سے فریاد کی، بنو خزاعہ حضور کے حلیف تھے، گویا حضور نے مکہ مکرمہ سے پکارنے والے کی آواز مدینہ منورہ میں سماعت فرمائی اور ظاہر ہے اس کی مدد بھی فرمائی۔ واقعی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے حاکم کل کی یہی شان ہونی چاہیے۔

☆ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے میرے زخم کی پٹی کھول کر لعاب دہن لگایا تو اس کے بعد مجھے بالکل درد نہ ہوا، اور زخم بھی ٹھیک ہو گیا (خصائص کبریٰ جلد ۲ص ۷۰)

☆ حضرت ملاعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے پیٹ میں شدید درد تھا، میں نے ایک آدمی کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا تو حضور ﷺ نے ایک ڈھیلا زمین سے اٹھایا اس پر اپنا لعاب پھینکا اور فرمایا اس کو پانی میں گھول کر پلا دو، جب وہ پیا تو فوراً آرام آ گیا، (خصائص کبریٰ جلد ا ص ۲۰۵)

☆ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ تیر لگنے سے پھوٹ گئی، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا لعاب پاک وہاں لگایا تو تکلیف ختم ہو گئی اور آنکھ

بھی تندرست ہو گئی (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۲۰۵)

☆ حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کے سینے میں تیر لگا تو حضور ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے فوراً زخم ٹھیک ہو گیا (الشفا جلد ۱ ص ۲۱۳)

☆ جنگ بدر میں حضرت معوذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹ گیا حضور ﷺ نے لعاب دہن لگا کر اسے دوبارہ جوڑ دیا، اب ایسے تھا جیسے کبھی کٹا ہی نہیں (ایضاً)

☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ آپ نے کلی کا پانی ایک کنویں میں ڈالا تو اس میں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی (زرقانی جلد ۴ ص ۹۶)

☆ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا انی اوعطیت مفاتیح خزائن الارض اور مفاتیح الارض، بے شک مجھے زمین کے خزانوں یا زمین کی چابیاں عطا کی گئیں (متفق علیہ) اس مضمون کی حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے، (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۹۵)

☆ حضرت جعیل بن زیاد رضی اللہ عنہ کی کمزور گھوڑی کو حضور سرور کونین ﷺ نے دست مبارک کی چھڑی سے مارا اور فرمایا اے اللہ اس میں جعیل کے لیے برکت عطا فرما، حضرت جعیل فرماتے ہیں اس کے بعد وہ ایسی تیز ہوئی کہ میں اس کو تھام نہیں سکتا تھا، اور اس کی اولاد میں اتنی برکت ہوئی کہ میں نے ان کو بارہ ہزار میں فروخت کیا (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۶۳)

☆ حضرت عمر بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈالنا چاہا تو حضور ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا، حضور نے حضرت عمار کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے آگ تو عمار پر سلامتی والی ہو جا جس طرح ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا اے عمار تیرے مرنے کا وقت نہیں (زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۳)

☆ حضور ﷺ نے اسید بن ایاس رضی اللہ عنہ، کے چہرے اور سینے پر دست اقدس پھیرا، وہ اندھیرے کمرے میں داخل ہوتے تو وہ منور ہو جاتا (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۸۵)

☆ حضور ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست انور پھیرا تو مرتے دم تک ان کا چہرہ شاداب رہا (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۸۴)

☆ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر اسی دست انور کی برکت سے رونق آ گئی وہ ایک سو سال سے زیادہ زندہ رہے مگر سر اور داڑھی کے بال سفید نہ ہوئے، چہرے پر بھی کوئی شکن نمودار نہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۸۳)

☆ حضرت ہلب بن یزید رضی اللہ عنہ کے سر پر بال نہیں تھے، حضور نے دست اقدس رکھا تو بال اوگ آئے کہ نام ہی ہلب پڑ گیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۸۳)

☆ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے لیے تھوڑا سا کھانا پکایا اور دعوت کے لیے حاضر ہوا، حضور صحابہ

کرام کی جماعت میں تشریف فرما تھے، حضور سب کو لے کر چلے، سب نے سیر شکم ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۴۹)

☆ حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد کا نشان تھا، حضور نے دست اقدس پھیرا تو شام تک کوئی نشان نہ رہا۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۷۵)

☆ حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طواف کعبہ کے دوران میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضور علیہ السلام کو موقع پا کر شہید کر دوں، حضور میرے قریب آئے اور فرمایا تم فضالہ ہو، میں نے عرض کی ہاں، حضور نے فرمایا تمھارے دل میں کیا خیال آ رہا تھا، عرض کی کچھ نہیں، میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا، حضور نے فرمایا اللہ سے بخشش طلب کرو، پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا، تو میرے نزدیک آپ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۴ ص ۵۹)

☆ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بچپن میں گرم ہنڈیا کی وجہ سے جل گئے، ان کے والد نے انہیں حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا، حضور علیہ السلام نے ان کے جسم پر لعاب دہن لگایا اور دست انور پھیرا، فرماتے ہیں مجھے کوئی تکلیف نہ رہی (نسائی جلد ۱ ص ۲۱۴)

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پتھر حضور علیہ السلام کے پائے ناز مین کے نیچے آ کر نرم ہو جاتے اور ان کے اوپر نشان بن جاتے تھے (زرقانی جلد ۴ ص ۱۹۷)

☆ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم

ﷺ ایک بار حضرت سعد بن عبادہ کے سست رفتار دراز گوش پر سوار ہوئے، وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گدھا اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ (الشفا جلد ۱ ص ۲۱۸)

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ من یضمن لی مابین لحییه و ما بین رجلیه اضمن له الجنه، جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (رواہ البخاری) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے سرور عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے دنیوی کام درست فرمائے اور میں تیرے اخروی کام کی ضمانت لیتا ہوں (مسند الفردوس) اس سے بڑھ کر حضور کے حکم و اختیار پر اور کونسی دلیل قائم کی جائے۔

☆ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور حضور کے سر انور کے قریب کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اونٹ اگر تو سچا ہے تو تجھے سچ کا پھل ملے گا اور جھوٹا ہے تو اس کا وبال بھی تجھ پر ہے۔ یہ الگ بات کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ نے اس کے لیے پناہ رکھی ہے۔ جو ہم سے فریاد کرے وہ نامراد نہ لوٹے، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے، فرمایا اس کے مالکوں نے اسے ذبح کرنا چاہا ہے پھر اس کے مالک آئے، حضور نے ان کو اونٹ کی شکایت سنائی، اور ان سے دو سو روپے میں خریدا اور آزاد کر دیا۔ اونٹ نے اپنی زبان میں کچھ کہا حضور نے آمین کہا۔ صحابہ کرام کے استفسار پر حضور نے فرمایا وہ کہہ رہا ہے حضور!

اللہ، قرآن واسلام کی طرف سے آپ کو بہتر جزا دے، قیامت میں آپ کی امت کا خوف دور کرے، جس طرح حضور ﷺ نے میرا خوف دور کیا ہے اور حضور کی امت کا خون دشمنوں سے محفوظ رہے۔ جیسے حضور نے میرا خون محفوظ فرمایا۔ اور آپ کی امت کو باہمی خونریزی سے بچائے، اس پر حضور نے یہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں رب سے مانگ چکا، آخری مراد کی اجازت نہ ملی۔ جبریل امین نے خبر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے۔ اس پر قلم قدرت چل چکا ہے۔ (ابن ماجہ الترغیب والترهیب)

اس حدیث مبارک نے بتایا کہ حضور ﷺ انسانوں کے ہی نہیں جانوروں کے بھی فریادرس ہیں، حضور ﷺ کی پناہ، اللہ کی پناہ رحمت ہے، حضور ﷺ حاکم ومختار ہیں۔ اور صحابہ کرام کا اس پر پورا عقیدہ ہے۔ بلکہ جانور تک اس کا یقین رکھتے ہیں۔

☆ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری والدہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ہماری یتیمی کے بارے میں عرض کی، حضور ﷺ نے فرمایا **تخافين عليهم و انا وليهم في الدنيا و الاخرة** تم ان کے بارے میں غم زدہ ہو؟ ان کا تو دنیا وآخرت میں میں مددگار ہوں (طبرانی، مسند احمد) قرآن پاک بھی اسی کا اعلان کر رہا ہے **انما وليكم الله ورسوله، والذين آمنو**، اور تمہارا مددگار اللہ اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

☆ حضرت زہیر ابن صرد رضی اللہ عنہ کے اشعار مبارکہ دیکھئے۔

امنن علينا رسول الله في كرم

فــانک الــمــرء تــر جــوه و تــدخــر

امــن عــلــی بیـضة قـدعـا قهـمـا قـدر

مشتــت شـمـلهـا فـی دهـرهـا غیـر

ان لـم تـدار کهـم نـعـمـاء تـنشـرهـا

یــارجـع الـنـاس حـلـمـا حین یـختیـر

یارسول اللہ! اپنے کرم سے ہم پر کرم فرمایئے آپ ہی وہ مرد کامل ہیں جن سے امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔ کرم فرمایئے جس کو مصیبت کے وقت ذخیرہ کرلیا جائے۔ کرم فرمائے اس خاندان پر جو تقدیر کی وجہ سے بٹ گیا۔ حضور کی وہ نعمتیں جو زمانے کے لیے عام ہیں اگر ان کی مدد آئیں تو زمانے میں ان کا کوئی ٹھکانا ہو گا اے امتحان کے وقت تمام انسانوں کے مرجع کرم فرمایئے۔

حضور نے فریاد سن کر فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ تمھیں عطا کر دیا۔ قریش وانصار نے عرض کی ہمارا سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ (طبرانی)

☆ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ ہے حضور ہم پر سکینہ نازل کریں۔ دشمنوں کے مقابلے میں ہمیں ثابت قدم رکھیں اور ہم حضور کے فضل و احسان سے بے نیاز نہیں (مسلم ومسند احمد)

☆ بعض انصار مدینہ نے جعرانہ کے اموال غنیمت پہ شکایات کیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تمھیں گمراہ نہ پایا اور اللہ نے تمھیں ہدایت دی، کیا میں نے تمھیں محتاج نہ دیکھا اور اللہ نے تمھیں غنی کر دیا، انصار مدینہ

نے حضور کا جلال دیکھا تو رو رو کر عرض کی نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ ، ہم اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، حضور نے فرمایا جواب نہیں دیتے ، انھوں نے عرض کی اللّٰہ و رسول امن و افضل ، اللہ اور اس کے رسول کا فضل سب سے زیادہ ہے، (مصنف ابن شیبہ)

اس حدیث مبارک سے صحابہ کرام کے عقیدے کا تصور کیجئے وہ کس طرح اللہ کے فضل و احسان کے ساتھ رسول ﷺ کے فضل و احسان کا ذکر کرتے ہیں قرآن نے انہیں یہی انداز سکھایا ہے۔ ان اغنھم اللہ ورسولہ، اتاھم اللّٰہ و رسولہ، انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ ، اللہ کریم نے خود اپنی عطا و نعمت کے ساتھ اپنے محبوب کریم ﷺ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ یہ انداز کیسے شرک ہو سکتا ہے، یہ انداز تو محبت اور ہدایت سے سرشار ہے۔ نیز صحابہ کرام کے نزدیک حضور کا غضب اللہ کے غضب کا مظہر ہے، اور اس لیے وہ لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات
جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا ہمیں

اب تکوینی امور کے علاوہ کچھ تشریعی احکام میں حضور ﷺ کے حکم و اختیار کا مشاہدہ کرتے ہیں یعنی یہ دیکھیں کہ اللہ کریم نے محبوب کریم ﷺ کو شریعت میں کیا مقام دیا ہے اور آپ کس طرح حکم عام کو کسی فرد خاص کے لیے خاص کر سکتے۔ یہ تو سب نے سنا ہے کہ حضور کی اطاعت و اتباع اللہ کی اطاعت و اتباع ہے۔ "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کی نص قطعی سے

یہ امر ثابت ہے۔ وما اتا کم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنه فنتھوہ، اور تمھیں جو کچھ رسول عطا کرے قبول کرو اور جس سے منع کرے رک جاؤ کے حکم الٰہی سے یہ شان واضح ہے ان ارشادات عالیہ نے بتایا کہ شریعت حضور ﷺ کے نقش قدم کا نام ہے، حضرت سیدنا علی خواص ؒ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ مقام دیا ہے کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں وارد ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں سے گھاس کاٹنے کی ممانعت فرمائی۔ حضرت عباس ؓ نے عرض کی حضور! اذخر گھاس کو اس حکم سے نکال دیں، فرمایا اذخر نکال دی، ولو ان اللّٰه تعالیٰ لم یجعل له ان یشرع من قبل نفسه لم یتجرع ﷺ ان یستثنی شیأً مما حرمه اللّٰه تعالیٰ، اگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مقام نہ عطا کیا ہوتا کہ اپنی مرضی سے جو چاہیں حکم مقرر کر دیں تو حضور ﷺ ہرگز اس حرام کردہ چیز کو مستثنٰی کرنے کی جرأت نہ فرماتے، (میزان الشریعہ الکبریٰ باب الوضو)

اب ہم حضور ﷺ کے تشریعی حکم و اختیار کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے عقائد بیان کرتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (حرم مکہ میں تمام نباتات کی حرمت کو دیکھ کر) حضرت عباس رضی اللہ عنہ، نے عرض کی الا الا ذخر لما ختنا و قبور نافقال الا الا ذخر ، اذخر گھاس کو نکال دیں کہ یہ ہمارے سناروں اور قبروں کے لیے ضروری ہے، حضور نے فرمایا اذخر گھاس کو نکال دیا (متفق علیہ)

انہی سے روایت ہے کہ حضور سے پوچھا گیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے، حضور نے فرمایا لو قلت نعم حبیب ثم اذلاً لا تسمعون ولا تطیعون میں ہاں کر دوں تو فرض ہو جائے پھر تم سنو اور نہ اطاعت کر سکو (سنن نسائی) یہ حدیث مبارک حضرت علی المرتضٰی، حضرت انس بن مالک حضرت ابو ہریرہ سے بھی منقول ہے۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کمزور کی کمزوری اور مریض کے مرض اور محنت کش کی محنت کا لحاظ نہ ہوتا لا خرت ھذا الصلوۃ الی شطر اللیل تو میں اس نماز (یعنی نماز عشا) کو آدھی رات تک موخر فرما دیتا۔ (سنن ابی داؤد)

☆ حضرت ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی، معلوم ہوا کہ کافی نہیں تو عرض کرنے لگے حضور! وہ تو ہو چکی اب میرے پاس بکری کا بچہ ہے مگر اس کی عمر چھ ماہ ہے، اور سال والے سے اچھا ہے، حضور نے فرمایا "اس کی قربانی کر دو اور تیرے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہیں" (متفق علیہ)

☆ حضور ﷺ نے صرف حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو ایک خاندان کے لیے نوحہ کی اجازت دی۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بیوی حضرت اسما بنت عمیس کو تین دن کے بعد سوگ ختم کرنے کی اجازت دے دی (حالانکہ شوہر کی وفات کے بعد عورت کے لیے چار مہینے دس دن کا سوگ واجب ہے، مگر حضور ﷺ نے اس حکم عام کو صرف حضرت اسماء کے لیے

تبدیل کر دیا) (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو مردوں کے برابر قرار دے دیا (مصنف ابن شیبہ)

☆ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے عرض کیا کہ ہمارا آزاد کردہ غلام سالم میرے سامنے آجاتا ہے اور وہ جوان ہے، ابو حذیفہ اس کو پسند نہیں کرتے تو حضور ﷺ نے فرمایا ارضعیہ حتی یدخل علیک تم اسے دودھ پلا دو (رضاعت کی وجہ سے) اس کا تمھارے سامنے آنا جائز ہو گا، (مسلم و ابن ماجہ) یہ حکم بھی حضرت سالم کے لیے خاص ہے کسی اور کے لیے ایسا ہرگز جائز نہیں۔

☆ حضور نے صرف حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو (خارش کی وجہ سے) ریشم کا لباس پہننے کی اجازت دے دی۔ (متفق علیہ)

☆ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو جنابت میں بھی مسجد میں داخلے کی اجازت دے دی (جامع ترمذی)

☆ حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دے دی (متفق علیہ) ان سے کسی نے سوال کیا کہ سونا پہننا تو منع ہے انھوں نے فرمایا حضور ﷺ نے یہ انگوٹھی مجھے عطا فرمائی اور فرمایا خذوا لبس ما کساک اللہ ورسولہ پہن لو جو اللہ اور اس کے رسول نے پہنایا۔

☆ ایک شخص کا اسلام لانا صرف اس پر قبول فرمالیا کہ وہ دو نمازیں

پڑھا کرے گا، (مسند احمد) یہ حکم بھی اسی کے لیے خاص ہے۔

☆ حضور ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ منورہ کو حرم بنادیا (متفق علیہ) اس ارشاد پر تمام صحابہ کرام کا ایمان تھا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ ﷺ حرم هذا الحرم بے شک حضور ﷺ نے اس حرم کو حرم بنایا ہے (سنن ابی داؤد) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لم تعلمو ان رسول اللہ ﷺ حرم صیدها، کیا تم نہیں جانتے کہ حضور نے مدینہ منورہ میں شکار کو حرام قرار دیا ہے، حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے بقیع کو حرم قرار دیا (طحاوی شریف)۔ ان کے علاوہ اور بھی تشریعی احکام حضور ﷺ کے حکم و اختیار کا ناقابل تردید ثبوت ہیں امام اجل اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ نے بہت سے واقعات رقم فرمائے ہیں، الامن والعلی دیکھئے۔

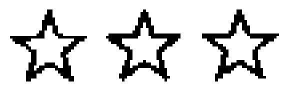
باب ششم

ذکر رسول

عشق و محبت کا اہم تقاضا ہے کہ محبوب کا ذکر کیا جائے، اس تقاضے کا سب سے زیادہ اہتمام خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا، اس نے ازل سے لے کر ابد تک، عرش سے لے کر فرش تک، مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں پھیلی ہوئی اس کائنات میں اپنے محبوب کے ذکر کو پھیلا دیا ہے، فرمایا ورفعنالک ذکرک، اور ہم نے تمھارا ذکر تمھارے لیے بلند کر دیا، رفعت ذکر کا کیسا انداز ہے کہ خطبوں، اذانوں، نمازوں میں جہاں محب جل جلالہ کا ذکر وہاں محبوب ﷺ کا ذکر ہے، تورات، زبور، انجیل اور قرآن ذکر خدا جل جلالہ کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے معمور نظر آتے ہیں بلکہ حدیث قدسی ہے، اذا ذکرت ذکرت معی، جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تمھارا ذکر ہوگا، جعلت ذکرک من ذکری، میں نے تمھارے ذکر کو اپنا ذکر بنالیا ہے، من ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب، جس نے میرا ذکر کیا اور تمھارا ذکر نہ کیا وہ جنت کا حقدار نہیں، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ذکر مصطفیٰ سنت کبریا ہے، ذکر مصطفیٰ سنت انبیاء ہے، ذکر مصطفیٰ سنت مصطفیٰ ہے، ذکر مصطفیٰ سنت ملائکہ ہے، ذکر مصطفیٰ سنت صحابہ ہے، تو گویا

دشت میں دامنِ کہسار میں میدان میں ہے
بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنالک ذکرک دیکھے

ہم صرف صحابہ کرام کے حوالے سے ذکر رسول کی کہکشاں سجانا چاہتے ہیں اس لیے دوسرے عنوانات پر کہیں اور بات کریں گے وما توفیقی الا باللہ۔



حضرت صدیق اکبر کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور کی شان وعظمت میں مدح سرا ہیں۔

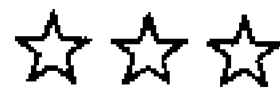
لــمـــا رایـــت نبیـــنـــا متـــجـنـــدلاً
ضـــاقـــت علـــی بـعـــرضھـــا الـــدور
یـــا لیتـنـــی مـــن قبـل یھـلـک صـــاحبـی
غیـــبـــت فـــی جـــدث عـــلـــی صـــخـــور

مجھے حضور کے وصال پہ زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ نظر آئی کاش میں حضور کے وصال سے پہلے دفن ہو گیا ہوتا مجھ پر پتھر رکھ دیئے جاتے (السیرۃ النبویہ ص ۳۴۸)

یـــا عیـــن فـــابـــکـــی ولا تســـامـــی
وحـــق البـــکـــا عـــلـــی الســیـــد
عـــلـــی خیـــر خـــنـــدف عـــنـــد البـــلا
امســـی یـغـیـــب فـــی الـمـــلـــحـــد
فـصـــلـــی الـمـــلـیـک ولـــی العـبـــا
ورب الـــعـبـــاد عـــلـــی احـــمـــد

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب
وزین المعاشر فی المشھد
فلیت الممات لنا کلنا
فکنا جمیعاً مع المھتدی

اے آنکھ تو خوب رو کہ آنسو نہ تھمیں، قسم ہے حضور پر رونے کے حق کی خندف کے بہترین پر آنسو بہا جو ہجوم غم میں سر شام گوشہ لحد میں چھپ گیا۔ پرودگار عالم جل جلالہ احمد مجتبیٰ ﷺ پر درود ارسال کرے۔ محبوب ﷺ کے بغیر یہ زندگی کس قابل ہے وہ زینت فروز عالم نہ رہا۔ کاش ہم سب کو ایک ساتھ موت آتی کہ ہم سب زندگی میں بھی ایک ساتھ تھے (نصاب عشق ص ۲۶)



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ذکر رسول میں رطب اللسان ہیں

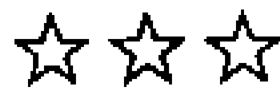
وقد بدانا فکذبنا فقالنا
صدق الحدیث نبی عندہ الخبر
وقد ظلمت ابنۃ الخطاب ثم ھدی
ربی عشیۃ قالو اقد صبا عمر
لما دعت ربھا ذالعرش جاھدۃ
والدامع من عینھا عجلان یتبدر
فقلت اشھدان اللہ خالقنا

و ان احــــمــــد فيـنــــا اليــوم مشتهـــر

نبـــی صـــدق اتـــی بـــالـــحـــجة مــن ثـقة

و افـــی الامـــانة مـــا فـــی و عــده حـــور

حضور نے تبلیغ کا آغاز کیا اور ہم نے تکذیب کی مگر حضور کی تبلیغ سچی تھی، میں نے بنت خطاب پر ظلم کیا پھر میرے رب نے مجھے ہدایت دی تو لوگ کہنے لگے عمر آبائی دین کو چھوڑ گیا، اور اس نے کتنی کربنا کی سے اپنے رب کو پکارا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا خالق اللہ ہے اور احمد مصطفیٰ ہمارے لیے متعارف ہیں، وہ نبی صادق ہیں، مضبوط دلیل لے کر آئے ہیں، امانت دار ہیں اور ان کا وعدہ پورا ہوتا ہے: (سیرۃ ابن اسحاق ص ۶۲)



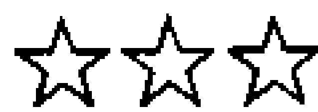
حضرت عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت سیدنا عثمان غنی حضور فخر عالم ﷺ کے فراق میں گریہ زن ہیں

وحق البكاء علی السيد

فيا عينی ابكی ولا تسامی

اپنے سردار پر رونا واجب ہے تو اے چشم پرنم آنسو بہاتی جا (نصاب عشق ۲۷)

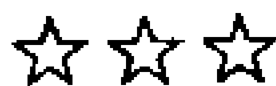


حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ

حضرت سیدنا شیرِ خدا رضی اللہ عنہ، حضور، محبوب خدا ﷺ کی یاد میں محو سخن ہیں

فامسی رسول اللّٰہ قدعز نصرہ
وکان رسول اللّٰہ ارسل بالعدل
فیجاء بفرقان من اللّٰہ منزل
مبینۃ آیاتہ لذوی العقل
فآمن اقوام بذالک ایقنوا
فامسوا بحمد اللّٰہ مجتمعی الشمل
وانکر اقوام فزہ اغت قلوبھم
فزادھم ذوالعرش خبلا علی خبل

اللہ کے رسول ﷺ کی عزت و نصرت کے کیا کہنے، وہ عدل لے کر آئے، وہ فرقان لے کر آئے جس کی آیات مبارکہ اہل عقل کے لیے روشن ہیں، اس پر بہت لوگوں نے ایمان قبول کیا، یقین رکھا اور باہم شیر و شکر ہو گئے، اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کے دلوں میں کجی تھی، اور ربِ عرش نے ان کی تباہی میں اضافہ فرما دیا (سیرت ابن ہشام جلد۲ ص ۱۱)

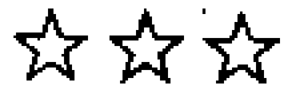


سیدہ عائشہ صدیقہ کا عقیدہ

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب فرمایا ہے۔

لنا شمس وللافاق شمس
وشمسی تطلع بعد العشاء
افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لاتغرب

ہمارا بھی سورج ہے اور آفاق کا بھی سورج ہے، ہمارا سورج رات کے اندھیروں میں چمکتا ہے، پہلوں کے سورج غروب ہوئے اور ہمارا سورج افق ہدایت پر ہمیشہ چمکتا رہے گا، (نصاب عشق ص ۳۰)



حضرت عبد اللہ بن رواحہ کا عقیدہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی وارفتگی کا عالم دیکھیے

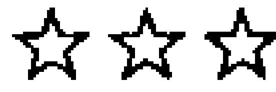
فانی و ان عنقتمونی لقائل
فدی لرسول اللہ اھلی ومالیا
اطعناہ لم نعدلہ فینا بغیرہ
شھابا لنا فی ظلمۃ اللیل ھادیا

تم مجھے جو مرضی کہو میرا تو مال و اولاد سب رسول اللہ ﷺ پر قربان ہے، ہم ان کے غلام ہیں اور ان کے برابر کسی کو تصور نہیں کرتے، وہ ظلمات شب میں سیدھا راستہ دکھانے والا شہاب نور ہیں، (سبل الھدی جلد۴ ص ۴۸۱)

حضرت عبداللہ بن رواحہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

ارانا الھدی بعد العمی قلوبنا
بہ موقنات ان ماقال واقع

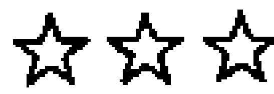
ہم جیسے اندھوں کو وہی راستہ دکھاتے ہیں اور جو وہ عالی جناب فرما دیں وہی ہوتا ہے۔



حضرت جعفر طیار کا عقیدہ

دربار نجاشی میں حضرت سیدنا جعفر طیار نے حضور محسن عالم ﷺ کی داستان کرم ان الفاظ میں سنائی

''اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے، شرک و بت پرستی کرتے تھے، لوٹ مار چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب ونسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے جانتے تھے، اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا ہم اس رسول پر ایمان لے آئے (زرقانی علی المواھب جلد ا ص ۲۸۸)''



حضرت ابو دجانہ کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں نعرہ زن ہوئے

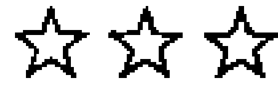
انا الذی عاھدتی خلیلی

ونحن بالسفح لدی النخیل

الا اقوم الدھر فی الکیول

اضرب بسیف اللہ والرسول

میں وہ ہوں جس سے میرے محبوب نے وعدہ کیا جب ہم کھجوروں کے پاس تھے کہ میں تمام عمر اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ کے لیے تلوار چلاؤں گا (سبل الھدی جلد ۴ ص ۲۸۶)



حضرت حمزہ کا عقیدہ

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ نے نعت رسول کا گلدستہ اس طرح مہکایا

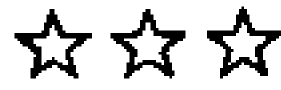
حمدت اللہ حین ھدیٰ فوادی
الی الاسلام والدین الحنیف

اذا تلیت رسائلہ علینا
تحدر دمع ذی اللب الحصیف

واحمد مصطفیٰ فینا مطاع
فلا تغشوہ بالقول العنیف

فلا واللہ نسلمہ لقوم
ولما نقض فیھم بالسیوف

خدا کی تعریف کہ اس نے میرے دل کو دین حنیف کی ہدایت دی، جب اسلام کے احکام سنائے جاتے ہیں تو اہل عقل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اور خدا کے برگزیدہ جناب احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے پیشوا ہیں، کافرو! اپنی زبان بد سے ان پر غلبہ نہ حاصل کرو، خدا کی قسم ہم ان کو کافروں کے حوالے نہیں کر سکتے حالانکہ ابھی ہم نے کافروں کے ساتھ تلواروں سے جنگ نہیں کی (زرقانی جلد ا ص ۲۵۶)



حضرت حسان بن ثابت کا عقیدہ

حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے درباری نعت خوان تھے، آپ کی زندگی ذکر رسول کی تجلیوں میں بسر ہوئی، آپ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں،

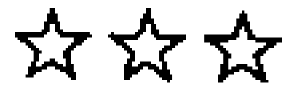
''آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا، آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی رضا کے مطابق ہوئی خدا نے آپ کے اسم گرامی کو آپ کے اعزاز کے طور پر اپنے نام نامی سے مشتق کیا تو عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں، آپ دور فترت اور نہایت مایوسی کے زمانے میں ہمارے پاس آئے جبکہ ہر طرف شرک پھیلا ہوا تھا آپ چراغ نور اور ہادی عالم ہیں، ایسے درخشاں ہیں جیسے ہندی تلوار چمکتی ہے، ہم کو جہنم سے ڈراتے اور جنت کی بشارت سناتے ہیں، اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں کہ ہم خدا کی تعریف کرنے کے لائق ہوئے، (دیوان حسان) (مشہور اشعار کا ترجمہ) فرماتے ہیں۔

نبی یری مالا یر الناس حولہ
ویتلوا کتاب اللہ فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب
فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم و غد

ایسے نبی ہیں وہ دیکھتے ہیں جو دوسروں کو نظر نہیں آتا ہر جگہ اللہ کی کتاب

پڑھتے ہیں، اگر کسی دن غیب کی خبر دیتے ہیں تو اسی دن یا اگلے دن اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ (دیوان حسان)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ذکر رسول کی برکت سے دعائے رسول کی عظیم نعمت ملی اللھم ایدہ بروالدقس ان کے حق میں وارد ہے۔



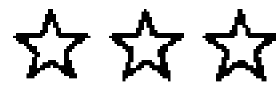
حضرت کعب بن زهیر کا عقیده

اشعر الشعرا حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا نعتیہ قصیدہ نہایت معروف ہے، آپ نے اپنی عقیدت وارادات کو کیا دل نشین اسلوب میں بیان فرمایا ہے،

بنت ان رسول اللہ وعدنی
والعفو عند رسول اللہ ماء مول
فقد اتیت رسول اللہ معتذرا
والعذر عند رسول اللہ مقبول
ان الرسول لنور یستضاء بہ
مهند من سیوف اللہ مسلول

مجھے معلوم ہوا کہ حضور نے میرے قتل کی وعید سنائی، حالانکہ حضور سے عفوو درگزر کی زیادہ امید ہے میں حضور کی بارگاہ میں معافی کا خواستگار ہوں کہ اس بارگاہ میں معذرت مقبول ہوتی ہے، بے شک حضور، نور ہیں جس سے روشنی حاصل ہوتی ہے، اور خدائے واحد کی چمکدار تلواروں میں سے اعلیٰ چمکدار ہندی تلوار ہیں، (سیرت ابن ہشام ص ۱۰ جلد ۲)۔ اس قصیدے

کو سن کر حضور نے ان کو اپنی چادر رحمت سے نوازا تھا۔

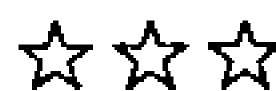


حضرت فاطمۃ الزہرا کا عقیدہ

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی محبت میں کیا گوہر فشاں ہیں،

ماذا علی من شم تربة احمد
ان لایشم مدی الزمان غوالیا
والارض من بعد النبی کیئبة
اسفا علیه کثیرة الاحزان
یا خاتم الرسل المبارک صنوة
صلی علیک منزل القرآن

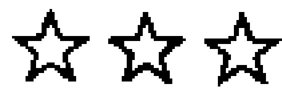
جس نے ایک بار تربت رسول کی خاک مقدس کو سونگھ لیا، کیا غم ہے جو وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے حضور کے جانے سے ساری زمین درد میں ڈوب گئی اے آخری رسول مبارک آپ دریائے سعادت ہیں کہ آپ پر قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے (زرقانی جلد ۸ ص ۲۹۳)



حضرت عبد اللہ بن عمرو کا عقیدہ

حضرت عطا تابعی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کا ذکر پاک تورات میں

بھی فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم حضور ﷺ کی بعض صفات مبارکہ تورات میں بھی مذکور ہیں، جن کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے، ارشاد ہے اے محبوب ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، ڈرسنانے والا، بے پڑھوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا آپ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا آپ نہ سخت دل ہیں نہ سخت زبان، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، اللہ انہیں وفات نہ دے گا کہ ان کے توسل سے ٹیڑھے دین کو سیدھا کر دے گا اس طرح کہ لوگ پکار اٹھیں گے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ان کی برکت سے اللہ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور ڈھکے دلوں کو کھول دے گا۔ (رواہ البخاری)



حضرت عباس کا عقیدہ

عم رسول حضرت سیدنا عباس نے حضور ﷺ کے سامنے حضور کا ذکر کیا،

من قبلها طبت فی الظلال و فی

مستودع حیث یخصف الورق

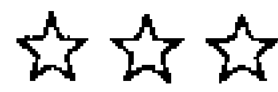
وردت نارا خلیل مستبراء

فی صلبه انت کیف یحترق

فنحن فی ذالک الضیاء و فی النور

وسبل الرشاد مخترق

نزول زمین سے پہلے آپ سایہ جنت میں خوشحال تھے، جہاں جنت کے پتے جوڑے جاتے تھے، حضرت خلیل نارنمرود میں کیسے جلتے، آپ جوان کے صلب اطہر میں موجود تھے، ہم آپ کے نور سے ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں (کتاب الوفا ص ۳۵)



حضرت عبد اللہ بن عباس کا عقیدہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

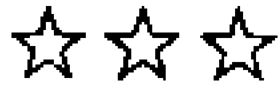
''توراۃ میں حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی احمد الضحوک القتال وارد ہے۔جس کا ترجمہ ہے، احمد ہمیشہ تبسم فرمانے والے اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے والے۔(شواہد النبوۃ ص ۹)''

فرماتے ہیں کہ حضرت کعب احبارؓ سے پوچھا گیا کہ توراۃ میں حضور اکرم ﷺ کی تعریف کن الفاظ میں ہے انھوں نے فرمایا۔

''محمد رسول اللہ میرے عبد مختار ہیں ان کی ولادت کا شہر مکہ مکرمہ اور ہجرت کا شہر مدینہ منورہ ہے، ان کے غلام اللہ تعالیٰ کی بہت حمد و ثنا کرنے والے ہیں کہ وہ خوشی اور غمی میں اسی کی مدحت سرائی کریں گے، ہر بزرگی کے مقام پر اسی کی بزرگی بیان کریں گے، نماز وقت پر ادا کریں گے، خواہ کیسا بھی مقام ہو، اپنے وسطوں پر ازار بند باندھیں گے اور طرفوں کو روشن رکھیں گے، اور رات کو ذکر خدا کی دھیمی آوازوں سے فضائے آسمانی کو گرم کریں گے (سنن دارمی ص ۱۴)''

فرماتے ہیں کہ یہودی اغیار کے مقابلہ میں اس دعا کا سہارا لیتے تھے یا

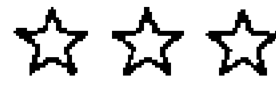
اللہ اس نبی آخر الزماں کا واسطہ جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے دشمنوں پر ہمیں فتح عطا فرما (تفسیر قرطبی جلد۲ ص ۲۷) فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ تم محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصدیق کرو، اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کی ہدایت کرو، اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا میں نے عرش معلیٰ کو پیدا کیا تو متحرک تھا، اس کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو ساکن ہو گیا (کتب الوفا جلد ا ص ۴۰)



حضرت عبد اللہ بن سلام کا عقیدہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں سرکار ابد قرار ﷺ کی صفات جمیلہ کا ذکر ہے اور یہ بھی درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور کے ساتھ مدفون ہوں گے (خصائص الکبریٰ جلد ا ص ۴۴)

فرماتے ہیں میں نے حضور کا ذکر سنا اور ان کی صفات کو پہچان لیا اور بات دل میں رکھی جب حضور مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں نے تکبیر کہی۔ میری پھوپھی نے کہا اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے، میں نے کہا پھوپھی جان وہ موسیٰ علیہ السلام کے برادر مکرم ہیں وہ بھی ان کی طرح مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا اے بھتیجے کیا یہ وہی نبی اکرم ہیں جن کی ہمیں خبر دی گئی ہے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے میں نے کہا ہاں، (دلائل النبوت بیہقی، انوار محمدیہ ص ۲۴۲)

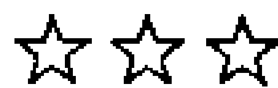


حرت سراقہ کا عقیدہ

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کے اشعار واہیہ کے جواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی شان اس طرح بیان فرمائی۔

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا
لامر جوادی اذتسوخ قوائمہ
عجبت ولم تشلک بان محمداً
رسول برھان فمن ذایقاومہ
علیہ فکف القوم عنہ فاننی
اخال لنا یوماً ستبد و معالمہ

اے ابوالحکم، (ابوجہل) خدا جل جلالہ کی قسم اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو دیکھتا جب میرا گھوڑا پتھریلی زمین میں دھنس رہا تھا اور حیرت زدہ ہوتا اور تجھے کوئی شک نہ رہتا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ اور برھان ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ تجھ پر ضروری ہے کہ اپنی قوم کو ان کے مقابلے سے باز رکھے کہ عنقریب ان کی عزت و عظمت بلند سے بلند تر ہوگی (سیرت ابن کثیر جلد۔ص ۲۴۹)



حضرت صفیہ کا عقیدہ

حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں

عرض گزار ہیں۔

الا یارسول اللہ کنت رجاء نا
وکنت بنا برا ولم تک جافیا
وکنت رحیما ھادیا و معلما
لیبک علیہ الیوم من کان باکیا
فدا الرسول اللہ امی و خالتی
وعمی و آبائی و نفسی و مالیا

یارسول اللہ! آپ ہماری امید تھے آپ خوش اخلاق تھے۔ آپ بد سلوک نہیں تھے۔ آپ رحیم و ہادی و معلم تھے، جو رونا چاہتا ہے وہ آج آپ کے فراق میں روئے، میری ماں، خالہ، چچا، ابا، میری جان و مال سب کچھ آپ پر نثار ہوں (زرقانی جلد ۸ ص ۳۰۷)

☆☆☆

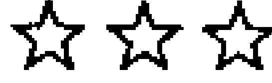
اهل مدینه کا نغمه

حضور جان عالم ﷺ کی آمد مبارک پہ بنات مدینہ نے ذکر رسول سے سرشار نغمہ آلاپا

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للّٰہ داع
ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر بدر نبوت کا ظہور ہوا۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے، کہ خدا کی طرف بلانے والا آیا، اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والے آپ وہ حکم لائے ہیں جس کی اطاعت کرنا ضروری ہے

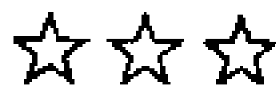
(زادالمعاد ص ۲۶۲)



باب ہفتم

آلِ رسول

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آل رسول اور اصحاب رسول میں گہرا تعلق خاطر تھا وہ عظیم لوگ "رحماء بینھم" کی عملی تفسیر تھے اور فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً (اس نے تمھارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے) کا حسین نمونہ تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے امت محمدیہ نے آل رسول ﷺ کا ادب واحترام کرنا صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے سیکھا ہے۔ ذیل میں ہم صحابہ کرام کی سیرت مبارکہ کے اس ایمان آفرین گوشے پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں گے کہ آل رسول ﷺ کی نظر میں صحاب کرام کا مقام ہے۔



حضرت صدیق اکبر کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عشق رسول کی وجہ سے آل رسول کے ساتھ شدید محبت تھی آپ حضور ﷺ کی نسبت کا بہت خیال رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب حضرت ابو قحافہ مسلمان ہوئے تو انھوں نے کہا مجھے اپنے باپ کے ایمان لانے کی نسبت رسول اللہ کے چچا ابو طالب کے ایمان لانے پر زیادہ خوشی ہوتی (الریاض النظرہ جلد ا ص ۴۷۸) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کو بہت پیار تھا ان کے نکاح کا سارا معاملہ بھی آپ کی زیر نگرانی طے پایا۔ آپ کی ترغیب پہ انھوں نے سیدۃ النساء کے رشتے کی درخواست کی، حضور نے درخواست قبول فرمائی تو انھوں نے واپس آکر آپ سے اور حضرت عمر فاروق سے بات کی، جسے سن کر دونوں بہت ہی خوش ہوئے (کشف الغمہ جلد ا ص ۳۵۸) حضرت سیدہ

کا سامان جہیز بھی آپ نے خریدا (جلا العیون ص ۱۷۳)

پھر ان دونوں پاکیزہ ہستیوں سے ظاہر ہونے والے شہزادوں سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور فرمایا **بابی شبیه با لنبی ﷺ لیس شبیهاً بعلی و علی یضحک**، میرا باپ قربان ہو تم نبی اکرم کے ہمشکل ہو، علی کے نہیں اور حضرت علی المرتضٰی ہنس رہے تھے (رواہ البخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۴۴)

آپ نے اپنے دور خلافت میں حضرت علی المرتضٰی سے مشورے طلب فرمائے انھوں نے بھی آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی (شرح نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۹۷)

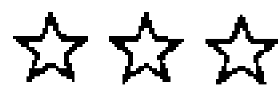
آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں (احتجاج طبرسی جلد ا ص ۱۲۶) آپ کو اپنا دوست اور محبوب تصور کیا (تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۲۱۸) آپ کو امام عادل اور خلیفہ برحق مانا (احقاق حق ص ۱۶) اور ان سے بغض رکھنے والے کو کافر قرار دیا (رجال کشی ص ۳۳۸)

اور آپ کے اسم گرامی پر اپنے لخت جگر کا نام رکھا (منتہی الامالی جلد ا ص ۳۶) ایک بار آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کے لیے جگہ چھوڑی تو حضور ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا فضیلت والوں کو فضیلت والے ہی جانتے ہیں (الریاض النظرہ جلد ا)

حضرت صدیق اکبر کے خاندان کی آل رسول سے نہایت مضبوط رشتہ داری قائم تھی۔ مثلاً حضرت امام حسن کی شادی آپ کی پوتی ہند بنت عبد الرحمٰن کے ساتھ ہوئی (شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ ص ۸) حضرت صدیق اکبر کا

یہ ارشاد بھی از حد قابل غور ہے۔

والذی نفسی بیدہ لقرابة رسول اللہ ﷺ احب الی ان اصل من قرابتی ، خدا کی قسم میں اپنے قریبیوں سے زیادہ حضور کے اہل بیت کو عزیز رکھتا ہوں (رواہ البخاری کتاب المناقب)



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی آل رسول سے خاص تعلق تھا۔ غدیر خم کے مقام پر حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کی شان بیان فرمائی تو آپ نے بطور خاص ان کو مبارک باد دی۔ آپ ان کے نکاح میں حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ خصوصی محرک تھے۔ آپ ان کی اولاد مبارکہ سے شدید محبت کرتے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ کی نسبت حسنین کریمین کو دگنا مال عطا فرمایا (الریاض النضرہ جلد۲ ص ۲۸)

علامہ شبلی نعمانی کتاب الخراج کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے تعلق کا نہایت پاس رکھتے تھے۔ جب صحابہ وغیرہ کے روزینے مقرر کرنے چاہے تو عبد الرحمٰن بن عوف وغیرہ کی رائے تھی کہ حضرت عمر مقدم رکھے جائیں، لیکن حضرت عمر نے انکار کیا اور کہا کہ ترتیب مدارج میں سب سے مقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات کے قرب و بعد کا لحاظ ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے قبیلہ بنی ہاشم سے شروع کیا اور اس میں بھی حضرت عباس و حضرت علی کے ناموں سے ابتدا کی تنخواہوں کی مقدار میں اسی کالحظار کھا۔ سب سے زیادہ جن لوگوں کی تھیں وہ اصحاب بدر

تھے۔ حضرت امام حسن وحسین اگرچہ اس گروہ میں نہ تھے لیکن ان کی تنخواہیں اسی حساب سے مقرر کیں (الفاروق ص ۵۸۹)

ایک دفعہ امام حسن سے فرمایا اللہ جل جلالہ کے بعد تمھاری برکت سے ہمارے سر کے بال اگے یعنی ہمیں یہ عزت وعظمت عطا ہوئی ہے (صواعق محرقہ ص ۱۷۷)

آپ نے اپنے دور خلافت میں زیادہ انحصار حضرت علی المرتضٰی کے مشوروں پر کیا آپ کا ارشاد ہے "علی اقضانا" علی ہمارے بہترین قاضی ہیں۔ (کتاب الامالی جلد نمبر ا ص ۳۵۶) اور فرمایا علی کے ہوتے ہوئے کوئی فتویٰ نہ دے (حق الیقین جلد نمبر ا ص ۱۷۴) آپ بنی ہاشم کی عیادت کو سنت اور ان کی زیارت کو نیکی تصور فرماتے (کتاب الامالی ص ۳۴۵) حضرت علی المرتضٰی نے حدیث پاک بیان فرمائی کہ "عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے علی اسے لکھ دو" انھوں نے لکھ دیا تو حضرت عمر فاروق نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ علی کا لکھا ہوا یہ فرمان رسول میرے کفن میں رکھ دینا، چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۸۲) آپ کا ارشاد ہے لاتذکر و علیا الابخیر، علی کا ذکر خیر کے ساتھ کیا کرو، جس نے ان کو تکلیف دی اس نے حضور محمد مصطفٰی ﷺ کو تکلیف دی (الامالی صدوق ص ۳۴۸) حضرت علی المرتضٰی بھی امیر المومنین عمر فاروق سے از حد مخلص تھے، انھوں نے آپ کو جنگ فارس میں حصہ لینے سے روکا کہ شہادت کی صورت میں امت مسلمہ مسائل کا شکار ہو جائے گی (نہج البلاغۃ مترجم ص ۱۰۳) آپ کے بارے میں

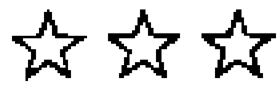
حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ ہے کہ۔

''حضرت ابوبکر کے بعد لوگوں پر ایک ایسا فرمانروا خلافت پر مسند نشین ہوا جس نے امر خلافت کو قائم کیا اور اس پر ثابت قدمی دکھائی یعنی تمام پر تسلط حاصل کیا یہاں تک کہ دین مضبوط ہوگیا۔ پس مسلمان بہت سے فتنوں اور سازشوں کے بعد سکون پذیر ہوئے اور حضرت عمر کے احسان مند ہوئے (شرح نہج البلاغۃ از فیض الاسلام جلد۴) حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے لخت جگر کا نام آپ کے نام نامی پر رکھا (کشف الغمہ ص ۴۴۰)''

آپ کی آل رسول کے ساتھ گہری رشتہ داری تھی، آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ اور سیدۃ النساء کی لخت جگر حضرت ام کلثوم سے ہوا، نور اللہ شوشتری لکھتے ہیں۔

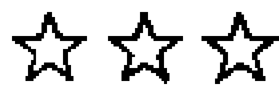
اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر خود را بعمر فرستاد (مجالس المومنین جلد ا ص ۲۰۴) فروع کافی جلد ۶ ص ۱۱۵، استبصار جلد ۳ ص ۳۵۲، پر بھی یہ تاریخی حقیقت رقم ہے اور یہ نکاح آپ نے صرف آل رسول کی نسبت حاصل کرنے کے لیے فرمایا تھا، اہل سنت کا تو اس پر اجماع ہے، صحیح البخاری، تاریخ طبری، اسد الغابہ، ثقات ابن حبان اور دیگر تاریخ و سیرت کی کتابوں میں اس کی صراحت منقول ہے، آپ نے شہزادی شہر بانو کا نکاح حضرت امام حسین سے فرمایا اور فرمایا ابوعبداللہ (امام حسین کی کنیت) اس خاتون سے تمھارے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جو تمام اہل زمین سے بہتر ہوگا (اصول کافی ص ۴۶۷ باب زین العابدین) حضرت عمر فاروق کا مشہور قول ہے لولا علی لھلک عمر، علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا

(استیعاب جلد۲ص۴۷۴)



حضرت عثمان غنی کا عقیدہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی آل رسول ﷺ کے بہت قریب تھے، آپ نے اپنی بیٹی عائشہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح میں عطا کی، (مناقب آل ابی طالب جلد۴ص ۳۹) حضرت امام حسن کے بعد حضرت امام حسین نے ان سے نکاح کیا (ایضاً ص ۴۰)۔ حضرت علی المرتضیٰ ن ان کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی، (الآمالی طوسی جلد۲ص ۱۲۱) اور آپ کی حفاظت کے لیے اپنے دونوں شہزادوں کو دربان مقرر فرمایا،



دیگر صحابہ کا عقیدہ

☆ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انداز خرام حضور ﷺ کے مشابہ تھا (متفق علیہ، مشکوۃ جلد۳ ص ۳۵۶) فرماتی ہیں حضور ﷺ کو حضرت فاطمہ اور ان کے شوہر حضرت علی کے ساتھ سب سے زیادہ پیار تھا، (ترمذی، مشکوۃ جلد۳ص ۳۶۰) فرماتی ہیں میں نے فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہ دیکھا، ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ رسول اللہ کی لخت جگر تھیں (استیعاب جلد۲ص ۷۷۲) فرماتی ہیں حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین کو کالی اون کی

مخلوط چادر میں لے کر فرمایا، اے نبی کے اہل بیت اللہ چاہتا ہے تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا پاک کرنے کا حق ہے، (مسلم، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۵۶) فرماتی ہیں انہ اعلم الناس بالسنتہ، حضرت علی تمام لوگوں میں سنت کے زیادہ عالم ہیں (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۵۵)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بھی حضور کے مشابہ نہیں تھا، اور حضرت حسین بھی حضور کے ہمشکل تھے، (بخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۵۸) آپ فرماتے ہیں جب حضرت حسین کا سر انور ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا تو میں وہاں موجود تھا اس نے آپ کے حسن میں کچھ کلام کیا اور چھڑی آپ کے ناک مبارک پر مارتا تھا۔ حضرت امام حسین حضور ﷺ کے ساتھ بہت مشابہ تھے اور آپ نے وسمہ کا خضاب لگایا تھا (ترمذی مناقب الحسین)

☆ حضرت زید بن ارقم، ابن زیاد کے دربار میں موجود تھے، انھوں نے دیکھا کہ وہ ظالم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دندان مبارک پر چھڑی مارتا ہے تو وہ درد و کرب سے بلک اٹھے اور فرمایا ابن مرجانہ یہ چھڑی ہٹا، میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہی لبوں اور دانتوں کو چوما کرتے تھے اور زار و قطار رونے لگے ابن زیادہ نے کہا خدا تجھے بہت رلائے اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا (طبری جلد ۶ ص ۲۶۲ ۳)

آپ نے فرمایا "میں اس سے بھی زیادہ غصہ دلانے والی بات سناتا ہوں میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دائیں زانو پر حسن اور

بائیں زانو پر حسین کو بٹھا رکھا تھا، آپ ان دونوں کے سر مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے اے اللہ میں ان دونوں کو تیرے مومنین کے پاس امانت کے طور پر چھوڑتا ہوں۔ اے ظالم تو نے رسول کی امانت سے کیسا سلوک کیا اے کوفیو تم سے خدا کبھی نہ خوش ہو تم نے فرزند رسول ﷺ کو شہید کیا اور ابن مرجانہ کو حاکم مانا اب یہ تمھارے اچھے افراد کو قتل کرے گا اور برے افراد کو چھوڑ دے گا یہ فرما کر آپ دربار سے نکل گئے (صواعق محرقہ ص ۱۹۴)

☆ جب حضرت امام کا سرانور، یزید پلید کے دربار میں پہنچا تو اس نے بھی ابن زیاد جیسی حرکت کی، وہاں ابو برزہ اسلمی نے فرمایا ''خدا کی قسم تو اپنی چھڑی کو ایسی جگہ پہ مارتا ہے جس کے بوسے لیتے ہوئے میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، خبردار، قیامت کے دن حسین کے شفیع محمد مصطفی ﷺ ہوں گے اور تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا، یہ فرما کر آپ دربار سے چلے گئے (ابن اثیر جلد ۴ ص ۳۵)

☆ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام کو خراج عقیدت پیش کیا کہ انھوں نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل کو ذلیل کرے۔ قتل حسین کے بعد کیا ہم اہل کوفہ سے مطمئن ہو سکتے ہیں...... خدا کی قسم انھوں نے قائم اللیل اور صائم النہار کو شہید کیا ہے، وہ ان سے زیادہ حقدار تھے کہ حکومت کا کاروبار چلاتے۔ وہ قرآن پاک کے بدلے گمراہی نہ پھیلاتے تھے، وہ اللہ کے خوف میں گریہ کناں رہتے تھے، وہ روزوں کو شراب کے بدلے نہ ختم

کرتے تھے اور ان کی محفل میں ذکر الٰہی کی بجائے شکاری کتوں کا ذکر نہ ہوتا تھا (ابن اثیر جلد ۴ ص ۴۰)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا اور عرض کیا اللھم ھولاء اھل بیتی، اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں (مسلم، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۵۵)

☆ حضرت مسور ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، فاطمہ میرا جگر پارہ ہے، جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۵۷)

☆ حضرت برا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن کو شانہ نبوت پر اٹھایا اور کہتے تھے یا اللہ میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر (ایضاً)

☆ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ منبر پر جلوہ فرما تھے اور حضرت حسن آپ کے پہلو مبارک میں تھے، آپ کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی ان کو دیکھتے اور فرماتے! میرا بیٹا سید ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے (بخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۵۸)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی کوفی نے پوچھا محرم میں مکھی کو مارنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا! کوفی لوگ مجھ سے مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں حالانکہ دختر رسول کے نور نظر کو قتل کر چکے ہیں۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں (بخاری، مشکوٰۃ جلد ۳ ص

(۳۵۸

☆ حضرت ابو ہریرہ نے حضرت امام حسین کے پائے اقدس اپنے کپڑے سے پونچھے اور کہا خدا کی قسم جتنے آپ کے فضائل میں جانتا ہوں، لوگ جان لیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھاتے پھریں۔ (اظہار السعادت)

ایک دن آپ نے حضرت امام حسن سے کہا ذرا پیٹ کھولیے، میں وہاں بوسہ لینا چاہتا ہوں۔ جہاں سے حضور علیہ نے بوسہ لیا ہے۔ (مسند احمد جلد۲ ص ۴۲۷)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت امام باقر حجۃ الوداع کی معلومات لینے آئے تو انھوں نے نہایت عزت و احترام سے بٹھایا اور پھر موضوع پر گفتگو فرمائی (ابوداؤد کتاب المناسک)

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آل رسول کا بہت احترام فرماتے تھے۔ آپ نے امام حسن و حسین کا سالانہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا اور وہ قبول فرماتے تھے (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۴۸) آپ نے یزید پلید کو وصیت فرمائی تھی۔

اے بیٹا! ہوس نہ کرنا، اور خبردار جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو تیری گردن میں حسین ابن علی کا خون نہ ہو ورنہ تو کبھی آرام نہ پائے گا، اور ابدی عذاب میں مبتلا رہے گا (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۱۱)

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت امام حسین کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا آپ عمر میں ان سے بڑے ہیں اور ان کی رکاب پکڑے ہوئے ہیں، فرمایا حسین رسول خدا علیہ کے بیٹے ہیں تو کیا

ان کی رکاب پکڑنا میرے لیے سعادت نہیں (سفینۂ نوح جلد ا ص ۲۴ بحوالہ تسوید القوس)

☆ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا سلونی فواللہ لاتسالونی عن شی الی یوم القیامۃ الاحدثتکم بہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم میں قیامت تک ہر چیز کے بارے میں تمھیں بتا سکتا ہوں۔ (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۶۲)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں، قرآن پاک سات حرفوں میں نازل ہوا اور ہر حرف کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ حضرت علی ہر حرف کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں (حلیۃ الاولیاء جلد ا ص ۶۵)۔ اور فرماتے ہیں اعلم اھل المدینۃ بالفرائض علی ابن ابی طالب، مدینہ طیبہ میں فرائض کے سب سے بڑے عالم حضرت علی المرتضیٰ ہیں (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۵۶)

ازالہ شبہات:۔ بعض حضرات چند روایات کا سہارا لے کر صحابہ کرام اور آل رسول رضی اللہ عنہم کی باہمی عداوت کو ثابت کرتے ہیں۔ بالخصوص حضرات خلفائے ثلاثہ کو آل رسول کا دشمن قرار دیتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر پر الزام لگاتے ہیں انھوں نے باغ فدک سے سیدہ زہرا کو محروم رکھا، اور سیدہ زہرا تمام عمر ان سے ناراض رہیں۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے قرآن و حدیث پر عمل فرمایا تھا۔ یعنی باغ فدک مال فئے کا درجہ رکھتا تھا اور مال فئے میں قرابت داوں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور فقیر مہاجروں کا بھی حق ہوتا ہے (سورۃ

الحشر) چنانچہ آپ یہ مال صرف سیدہ زہرا کو دے کر دوسروں کا حق کیسے فراموش کر سکتے تھے، نیز حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا لانورث ماتر کناہ صدقہ ہم نبیوں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے (متفق علیہ) اس مضمون کی حدیث مخالفین صحابہ کی معتبر کتاب اصول کافی جلد ا ص ۸۳ پر اس طرح رقم ہے، امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ۔ بے شک علماء انبیا کرام کے وارث ہیں اس لیے کہ وہ اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم وحکمت کی باتیں ہیں، جو ان کی باتوں سے حصہ لیتا ہے وہ وافر حصہ وصول کرتا ہے، آپ نے اس حدیث رسول کو نافذ فرمایا تھا، پھر اس میں حضرت سیدہ زہرا کی تخصیص نہیں، آپ نے ازواج رسول کے مطالبہ وراثت پر بھی یہی جواب دیا ہے، (متفق علیہ) کیا آپ ازواج رسول بالخصوص اپنی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ کے بھی دشمن تھے، پھر کیا کوئی کسی روایت سے ثابت کرسکتا ہے کہ آپ نے باغ فدک آل رسول کو نہ دے کر اپنی اولاد کے حوالے کر دیا یا حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی نے اسے اپنی وراثت تصور کر کے اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا، **ھاتو ابرھانکم**، حضرت صدیق اکبر کی صداقت کی یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت علی المرتضٰی نے اپنے دورِ خلافت میں باغ فدک آل رسول کو عطا نہیں فرمایا، کیا حضرت علی المرتضٰی بھی آل رسول کے دشمن تھے، اور یہ کہنا کہ سیدہ زہرا آپ پر ناراض تھیں محل نظر ہے، انھوں نے جونہی حدیث رسول سنی خاموش ہو گئیں، بھلا سیدہ زہرا سے بڑھ کر حدیث رسول کا کون احترام کرسکتا ہے **غضبت فاطمہ** ناراض

ہو گئیں، کے الفاظ روایت راوی کا اپنا خیال ہے کہ جس پر غور کرنے کی گنجائش ہے اور اگر وہ جلال آرا ہوئیں بھی تھیں تو یہ جذبہ وقتی طور پر تھا، امام بیہقی نے صحیح حدیث روایت فرمائی ہے کہ حضرت صدیق اکبر ان کی عیادت کے لیے ان کے کاشانہ اقدس پہ تشریف لے گئے اور اجازت چاہی حضرت علی نے ان سے پوچھ کر اجازت دی، **فدخل علیها فرضا هاحتی، رضیت وهو**، وہ اندر تشریف لے گئے اور سیدہ زہرا کو راضی کیا، سو وہ راضی ہو گئیں اور حضرت صدیق اکبر بھی راضی ہو گئے۔ (زرقانی علی المواہب) یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ اگر وہ راضی ہوتیں تو ان کی نماز جنازہ میں حضرت صدیق اکبر کو دعوت دی جاتی، ہماری نظر میں یہ الزام نہایت بے سروپا ہے، حقیقت یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا کو غسل بھی حضرت اسماء بنت عمیس نے دیا تھا جو حضرت صدیق اکبر کی زوجہ محترمہ تھیں اور ان کی نماز جنازہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر نے پڑھائی تھی، اس پر اہل سنت و جماعت کی معتبر کتابیں طبقات ابن سعد اور البدایہ والنہایہ گواہی دیتی ہیں، نیز مخالفین صحابہ کی زبردست کتاب شرح ابن ابی الحدید علیٰ نہج البلاغۃ جلد ۴ ص ۱۰۰ پر بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے **ان ابابکر هو الذی صلی علی فاطمه علیها السلام و کبر علیها اربعا**، بے شک حضرت ابوبکر نے سیدہ فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ اول اور آل رسول کے خاندانوں میں گہرے مراسم و روابط تھے، جیسا کہ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے۔

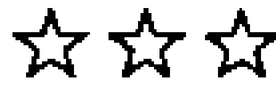
حضرت فاروق اعظم پر بہت بڑا الزام ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کی

بارگاہ میں قلم و قرطاس نہ پیش کرنے دیا کہ کہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کے بارے میں سند نہ لکھ دیں ہم کہتے ہیں کہ مخالفین صحابہ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ حضور نے خلافت علی کی سند لکھنے کے لیے قلم و قرطاس طلب فرمائے تھے، کیا یہ حدیث کے الفاظ ہیں، اگر نہیں تو قیاس ہے، اور ان کے نزدیک قیاس کرنا شیطان کا طریقہ ہے، اس کے برعکس اگر خلافت صدیق کی سند کے بارے میں کہا جائے تو قیاس کے ساتھ نص حدیث سے بھی ثابت ہے مسلم شریف میں موجود ہے حضور علیہ ﷺ نے آخری ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔

''میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور بھائی کو بلاؤ کہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا لینے والا کہے لیکن اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا کسی کو نہ مانیں گے (مشکوۃ جلد ۳ ص ۳۲۶ فضائل ابوبکر)''

مخالفین صحابہ کی تفاسیر میں بھی ہے کہ سیدہ حفصہ سے حضور سرور عالم علیہ ﷺ نے فرمایا **ان ابا بکر یلی اللافة بعدی ثم بعده ابوک** ، بے شک میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد تمھارے باپ عمر فاروق خلیفہ ہوں گے، انھوں نے عرض کی کہ آپ کو کس نے خبر دی، فرمایا رب علیم و خبیر نے (صافی جلد ۲ ص ۷۱۶، قمی ۲ ص ۳۷۶)

پھر جناب حیدر کرار کا ان کی خلافت کو تسلیم کرنا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور ان سے تعاون کرنا ہمارے موقف کے عظیم دلائل ہیں **فلحمد لله رب العالمین**۔



حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ

☆ حضرت محمد بن سکندر روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ فرمار ہے تھے اگر کوئی میرے پاس آئے اور مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہے تو میں اس کو ضرور درے لگاؤں گا جو مفتری کی حد ہے (رجال کشی ص ۳۳۸)

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے جو تم کو اللہ کا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے رک جاؤ۔ تو تم رسول اللہ ﷺ کے گواہ بن جاؤ کہ انھوں نے ابو بکر کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ (تفسیر صافی جلد۲ ص ۵۶۱)

☆ آپ کا ارشاد ہے رسول کے وعدے کا پابند رہنا ہے اس کی شرح میں ابن میثم نے لکھا ہے کہ جب لوگ ابو بکر کی بیعت کر لیں تو میں (علی المرتضیٰ) بھی بیعت کر لوں۔ پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابو بکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد اس کی مخالفت کرنا میرے لیے ناممکن تھا (شرح نہج البلاغۃ جلد۲ ص ۹۷)۔

☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قریشی آدمی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حضور آیا اور کہا میں نے ابھی آپ کا خطبہ سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ''اے اللہ ہم پر اسی طرح مہربانی کر جس طرح تو نے خلفائے راشدین پر کی۔ تو وہ خلفائے راشدین کون ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ دونوں میرے دوست، تمھارے چچا ابو بکر و عمر ہیں۔ وہ ہدایت کے

امام، اسلام کے بزرگ اور قریش کے عظیم فرد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد دونوں کی پیروی لازم ہے جس نے ان کی پیروی کی وہ محفوظ ہے۔ جس نے ان کے آثار پر عمل کیا وہ سیدھے راستے پر ہے تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۳۱۸

☆ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ فلاں شخص یعنی عمر بن خطاب کے شہروں میں برکت دے اور ان کو محفوظ رکھے جس نے کجی کو درست کیا، گمراہوں کو راہ راست پر لائے بیماری کا علاج کیا۔ شہر کے رہنے والوں کو مسلمان کیا، سنت طریقہ کو جاری فرمایا یعنی احکام پیغمبر کو جاری فرمایا۔ فتنہ و تباہ کاری اور فساد کے امور کو پس پشت ڈال دیا۔ اس دریا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر رخصت ہوئے۔ اس نے خلافت کی خوبیوں کو پایا، اس کے شر سے پہلے ہی رخصت ہو گئے۔ اور خلافت کو منظم طور پر سرانجام دیا۔ اور اس میں کوئی خرابی اور اختلال نہ آنے دیا۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت بجالائے۔ اس کی نافرمانی سے دور رہے۔ اور اس کے حق کو ادا فرمایا (فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ ص ۷۱۱)

☆ آپ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں ''کہاں ہیں وہ میرے بھائی جو راہ خدا میں سوار ہوئے اور اسی اعتقاد حقہ پر گزر گئے۔ کہاں ہے عمار، کدھر ہے ابن التیہان کس طرف ہے۔ ذوالشہادتین۔ کہاں ہیں ان کی مثالیں، اور کس طرف ہیں ان کے دینی بھائی جو خدا کی راہ میں مرنے کی قسمیں کھائے ہوئے تھے۔ (نیرنگ فصاحت ص ۲۶۸)

☆ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہے تم میں

کوئی بھی ان کی نظیر نہیں۔ وہ اس حال میں صبح کرتے کہ الجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے، ان کی راتیں قیام و سجود میں گزرتی تھیں۔ کبھی ان کی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں۔ کبھی وہ اپنے معادہ کے ذکر سے ایسے ہو جاتے جیسے بقیہ ثنا خرم (یعنی کوئی حرکت نہ رہتی) سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان گھٹے پڑ کے ایسے ہو گئے تھے جیسے بکریوں کے زانو۔ جب خدا تعالیٰ کا ذکر آتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں کہ جب وہ دامن تر ہو جاتے۔ وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں (ایضاً ص ۱۴۲)

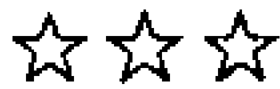
☆ فرماتے ہیں اسلام میں سب سے افضل نیز اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سب سے زیادہ مخلص خلیفہ صدیق اور ان کے خلیفہ فاروق تھے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم یقیناً ان کا مرتبہ اسلام میں بہت بلند ہے۔ ان کا انتقال فرما جانا اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کو اعمال کی بہترین جزا دے۔ (شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ ص ۳۶۲)

☆ فرماتے ہیں جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو انھوں نے مجلس شوریٰ کے چھ آدمیوں میں مجھے بھی شامل فرمایا۔ میں ان کے شامل کرنے پر شامل ہو گیا۔ میں نے مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ کو مکروہ سمجھا اور اتفاق کی لاٹھی کو توڑنا غلط خیال کیا۔ فبا یعتم عثمان فبایعتہ پھر تم نے عثمان غنی کی بیعت کی اور میں نے بھی بیعت کی (الامالی للشیخ الطوسی جلد ۲ ص ۱۲۱)

☆ فرماتے ہیں اگر شوریٰ مہاجروں اور انصار پر مبنی ہو اور وہ کسی ایک

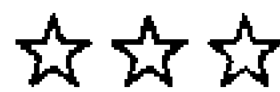
شخص کو اپنا امام نامزد کر لیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس امام کو پسند کرتا ہے۔ (نہج البلاغۃ جلد ۳ ص ۷)

☆ فرماتے ہیں ''میری بیعت ان لوگوں نے کی جنھوں نے ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی، بیعت کا عقیدہ بھی وہی تھا۔ (نہج البلاغۃ جلد ۳ ص ۷)



امام حسن کا عقیدہ

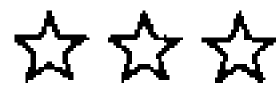
خلیفہ پنجم حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بے شک ابو بکر میرے کان کی طرح ہیں، عمر میری آنکھ کی طرح ہیں اور عثمان میرے دل کی طرح ہیں۔ (جامع الاخبار للشیخ الصدوق ص ۱۱۰)



امام زین العابدین کا عقیدہ

شہزادہ کرب و بلا حضرت امام زین العابدین علی ساجد رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں کوئی حاضر ہوئے اور حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں برے الفاظ استعمال کیے، آپ نے پوچھا کیا تم، مہاجرین میں سے ہو، وہ سچے تھے، کوئی بولے نہیں، آپ نے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جنھوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی خدمت کی۔ وہ بولے نہیں۔ آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جو مہاجرین و انصار کے

بعد آئے اور دعا کی اے ہمارے رب ہمیں بخش اور ہمارے بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے ایمان کی حالت میں چلے گئے۔ اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دل میں کوئی بغض و حسد نہ ڈال، اور یہ فرما کر آپ نے حکم دیا میرے پاس سے نکل جاؤ اللہ تمھیں ہلاک کرے۔ (کشف الغمہ ص ۱۹۹)



امام باقر کا عقیدہ

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو آپ نے فلاں (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) کو فرمایا میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا میں انصار کو بھی اپنے گھروں میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا مجھے بھی دکھا دیں، آپ نے حضرت ابوبکر کی آنکھوں پہ ہاتھ پھیرا تو انھوں نے بھی ان کو دیکھ لیا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا۔ انت الصدیق۔ تو صدیق ہے، (تفسیر قمی جلد ۲ ص ۲۹۰)

آپ مزید فرماتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق کو صدیق نہیں مانتا اللہ تعالیٰ اس کے قول کو دنیا و آخرت میں قبول نہیں فرمائے گا (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۷۸) فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تھی (فروغ کافی کتاب الروضہ ص ۱۳۶) کسی نے آپ سے پوچھا کہ کیا ابوبکر و عمر نے آپ کے حقوق پر کوئی ظلم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں، مجھے خدا کی قسم جس نے اپنے رسول پر قرآن اتارا انھوں نے

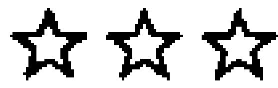
ہمارے حقوق میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا، اس نے کہا کیا میں ان دونوں سے محبت کروں۔ فرمایا ہاں ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں محبت کر (شرح نہج البلاغۃ ابن حدید بحث باغ فدک)۔

☆☆☆

امام جعفر صادق کا عقیدہ

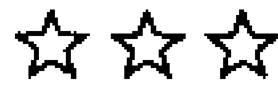
آل رسول کے عظیم امام حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے آبائے کرام سے روایت اخذ کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ''اگر کسی معاملہ میں میری حدیث موجود نہ ہو تو میرے صحابہ کرام کی بات قبول کرو کیونکہ وہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔ (بحار الانوار۔ انوار النعمانیہ جلد اص ۱۰۰)

فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمھیں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ انہیں برا نہ کہو کیونکہ انھوں نے حضور کے بعد کوئی خلاف اسلام کام نہیں کیا۔ اور نہ کرنے والوں کو دوست بنایا۔ حضور ﷺ کی بھی یہی وصیت ہے۔ (بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۳۰۶) فرماتے ہیں صدیق اکبر میرے نانا ہیں اللہ مجھے کوئی شان و عزت نہ دے اگر میں ان کی شان و عزت کو تسلیم نہ کروں (احقاق حق ص ۷) فرماتے ہیں۔ مجھے صدیق نے دو بار جنا آپ جب حضور ﷺ کے مزار پہ حاضر ہوتے تو حضور کے ساتھ جناب ابو بکر و عمر کو بھی سلام کرتے۔ (شرح نہج البلاغۃ ابن حدید)



امام محمد تقی کا عقیدہ

حضرت سیدنا امام تقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر کے فضائل کا منکر نہیں لیکن ابو بکر صدیق ان سے افضل ہیں (احتجاج طبرسی ص ۳۵۰)



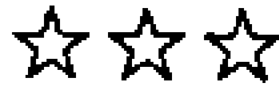
امام حسن عسکری کا عقیدہ

آل رسول کے گیارہویں امام جو بقول مخالفین امام مہدی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ہیں، اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے حضور سرکار دو عالم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ ہجرت کی رات اپنے ہمراہ ابو بکر صدیق کو لے لیں۔ کیونکہ اس نے آپ سے محبت کی ہے۔ آپ کی امداد کی ہے۔ آپ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ آپ کے ساتھ ثابت قدم اور مستقل مزاج رہا ہے۔ وہ آپ کے دوستوں میں سے ہے اور جنت میں ان کے ہمراہ اعلیٰ محلوں میں قیام کرے گا (تفسیر حسن عسکری ص ۳۲۱)

حاصل بحث

یہ تمام روایات مخالفین صحابہ کی معتبر اور مستند کتابوں سے اخذ کی ہیں۔ ان کی روشنی میں اور اہل سنت و جماعت کی کتابوں کو سامنے رکھ کر آدمی انصاف سے فیصلہ دے تو یہی فیصلہ دے گا کہ وہ عظیم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ ان کی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے

وقف تھی۔ ان کی نظر میں ذاتی مفاد کی بجائے اسلام کا مفاد زیادہ اہم تھا۔ لہذا ان کی ذوات قدسیہ کو بحث وتمحیص کا نشانہ بنانا اور اس مذموم کام سے مسلم معاشرے میں امن وامان، اتفاق و یگانگت اور اخوت ومحبت کو ختم کرنا کوئی کارنامہ نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے معتقدات کو سامنے رکھ کر زندگی بسر کریں۔



باب ہشتم

مدد رسول

قرآن پاک نے وضاحت وصراحت کے ساتھ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو کوئی اختیار نہیں اور نہ وہ کسی کی امداد کر سکتے ہیں۔ لہذا ان کو پکارنا، ان کے سامنے فریاد کرنا سب کفر و شرک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں، نبیوں اور ولیوں کے پاس اس کے دیئے ہوئے بے شمار اختیار ہوتے ہیں، جن کا معجزات اور کرامات کی صورت میں ظہور ہوتا ہے۔ ان کو پکارنا، ان کے سامنے فریاد کرنا جائز ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت کو پکارنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر فرشتوں کے ذریعے امداد فرماتا ہے تو اپنے نبیوں اور ولیوں کے ذریعے امداد فرمادے تو کون سی عجیب بات ہے۔ مستعان حقیقی تو وہی ہے یہ سب اس کی امداد کے مظہر ہیں، ہم اپنے موقف کے لیے بہت سے آیات قدسیہ پیش کر سکتے ہیں، چند ایک کا ترجمہ دیکھیے۔

☆ بے شک تمھارا مددگار اللہ ہے، اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔

☆ بے شک اللہ تمھارا مولا مددگار ہے اور جبریل امین اور نیک بندے تمھارے مددگار ہیں اور فرشتے تمھارے ظہیر (مددگار) ہیں۔

☆ اے محبوب! اللہ تمھیں کافی ہے اور تمھارے اتباع کرنے والے مومن (تمھیں کافی ہیں)

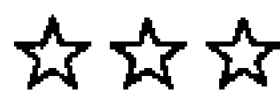
☆ حضرت ذوالقرنین نے قوم سے فرمایا تم اپنی قوت سے میری اعانت کرو۔ (الکہف آیت ۹۵)

☆ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کون ہے جو اللہ کے لیے میرا مددگار ہے۔ حواری کہنے لگے ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں (الصف آیت ۱۴)

☆ نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

☆ اے ایمان والو، صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔

ان آیات قدسیہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بالخصوص ہمارے آقا مولیٰ حضور غمگسار امت ﷺ جو اس کے تمام بندوں کے سردار ہیں، غمزدوں اور بے سہاروں کی فریاد سنتے ہیں اور امداد کرتے ہیں دیکھئے! حضور اللہ تعالیٰ کی رحمت بن کر آئے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی زندہ نہیں، کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی حاضر و ناظر نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتی، کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وسیلہ بھی جائز نہیں۔ ان سوالوں کا جواب صحابہ کرام کے مبارک عقیدوں میں تلاش کیجئے۔



حضرت صدیق اکبر کا عقیدہ

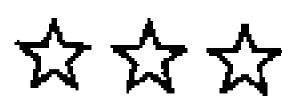
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، نے حضور جان کائنات ﷺ کے وصال حسرت آیات پر حضور کو مخاطب کیا، ولا ان موتک کان اختیار الجدنا لموتک بالنفوس اذکرنا یا محمد عند ربک ولنکن من بالک۔

ترجمہ: اگر آپ کے وصال میں ہمیں اختیار ہوتا تو ہم آپ کے وصال کے بدلے اپنی جانیں قربان کردیتے، سرکار اپنے رب کے پاس ہمیں یاد

کرنا اور ہمارا خیال رکھنا۔ (مواہب لدنیہ جلد ص ۳۲۲)

آپ نے حضور ﷺ کے وصال پر چہرہ اقدس سے کپڑا اٹھایا، جھک کر پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ اپنی مبارک زندگی میں صاف ستھرے تھے اور وفات کے بعد بھی صاف ستھرے ہیں۔ جس خدا کے ہاتھ میری جان ہے۔ اس کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ (سیرۃ الرسول ص ۳۷۷ مترجم) حضرت صدیق اکبر نے اپنے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ حضور ﷺ کے مزار اقدس پہ لے جانا اور اجازت طلب کرنا۔ اجازت مل گئی تو مجھے حضور کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دینا، چنانچہ صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا تو حضور کے دربار اقدس سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو۔ (تفسیر کبیر جلد ۵)

حضرت صدیق اکبر کا یہ عقیدہ بتا رہا ہے کہ ان کے نزدیک حضور ﷺ کو یا محمد، یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا کفر نہیں۔ حضور کی بارگاہ میں یہ کہنا حضور ﷺ ہمیں یاد کرنا، ہمارا خیال رکھنا، شرک نہیں۔ حضور وصال کے بعد بھی غلاموں کی فریاد سنتے ہیں، حضور ﷺ نے موت کا مزہ چکھا ہے۔ اس کے بعد آپ زندہ جاوید ہیں۔ اب آپ کے لیے کوئی موت نہیں۔ یاد رکھیں کہ اس عقیدے پر تمام امت کا اجماع ہے۔



حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاروق اعظم

بـاجـی انـت امـی یارسول الله کے کلمات محبت کے ساتھ حضورﷺ کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور آنسو بہاتے رہے۔ خلاصہ پیش خدمت ہے۔

☆ یارسول اللہﷺ! کھجور کے تنے کی نسبت آپ کی امت کو آپ کے فراق میں رونے کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔

☆ یارسول اللہﷺ! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

☆ یارسول اللہﷺ! آپ کے دشمن جہنم کا عذاب دیکھ لینے کے بعد آرزو کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کی ہوتی۔

☆ یارسول اللہﷺ! موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکالا، یہ آپ کی انگلیوں سے نکلنے والے پانی سے زیادہ عجیب نہیں۔

☆ یارسول اللہﷺ! عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے، یہ آپ کے ساتھ بھنی ہوئی زہر آلود بکری کے کلام کرنے سے زیادہ حیرت انگیز نہیں۔

☆ یارسول اللہﷺ! نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں ہلاکت کی دعا فرمائی، آپ بھی ہمارے بارے میں ایسی دعا کرتے تو ہم بھی ہلاک ہو جاتے۔ آپ نے مصائب برداشت کئے اور کہا یا اللہ میری قوم کو معاف فرما۔

☆ یارسول اللہﷺ! یہ آپ کی تواضع ہے کہ ہمارے ساتھ رہے، ہم میں نکاح کیا، ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایا، بھیڑ کی اون کا لباس پہنا،

جانوروں کی سواری کی، اور کسی کو اپنے پیچھے بیٹھانا بھی گوارا فرمایا، اپنا کھانا زمین پر رکھنا پسند کیا۔ (صورة من عظمة الاسلام از شیخ عبد المجید کشک)

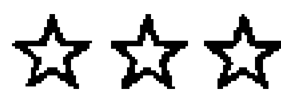
حضرت فاروق اعظم، حضور ﷺ کے توسل کو جائز سمجھتے تھے، امام بخاری نے روایت فرمائی کہ حضرت عمر بارش کی دعا اس طرح مانگا کرتے تھے، ''اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے چچا عباس کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں سیراب فرما، حضرت انس فرماتے ہیں فیسقون، پس انہیں بارش عطا کردی جاتی (بخاری جلد ا ص ۳۷)

یاد ہے کہ محدثین کرام نے حضرت عباس کے وسیلے کو حضور ﷺ کا وسیلہ قرار دیا ہے، کیونکہ حضرت عباس کا تمام شرف وعزت حضور ﷺ کی بدولت ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے یہ روایت ان الفاظ میں لکھی ہے۔ حضرت عمر نے دعا کی اے اللہ ہم تیرے نبی کے چچا کے وسیلے سے تیرا قرب چاہتے ہیں، ان کو اپنا شفیع بناتے ہیں۔ پس ان میں اپنے نبی کی رعایت فرما، جیسے تو نے دو بچوں کی ان کے باپ کی نیکی کے طفیل حفاظت فرمائی (کہ ان کی گرتی دیوار بنا دی) (استیعاب جلد ۳ ص ۹۹) حضرت عباس کا بھی یہی عقیدہ تھا وہ دعا کرتے۔ اے اللہ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہیں کہ میرا تیرے نبی کے ساتھ تعلق ہے (عمدة القاری جلد ۷ ص ۳۲)

یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام کے نزدیک حضرت عباس کا توسل جائز ہے تو کیا حضور ﷺ کا توسل جائز نہیں

ہوگا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے وسیلے کے ساتھ امتی کا وسیلہ بھی جائز ہے۔ صحابہ کرام نے یہ مسئلہ بھی ہمیشہ کے لیے حل فرما دیا۔

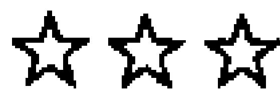
حضرت فاروق اعظم سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انھوں نے دعا مانگی کہ مولا مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم تو نے محمد مصطفیٰ کو کیسے پہچانا۔ انھوں نے عرض کی مولا! میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لا الـہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے میں نے جان لیا کہ یہ ہستی تجھے نہایت محبوب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، تیری مغفرت فرماتا ہوں۔ اگر میں محمد مصطفیٰ کو پیدا نہ کرتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا (المستدرک جلد۲ ص ۶۱۵) امام حاکم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث مبارک سے جناب فاروق اعظم کا عقیدہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ جب ہمارے باپ آدم علیہ السلام بھی حضور ﷺ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے تو ہم کیسے حضور ﷺ سے بے نیاز رہ سکتے ہیں۔



حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ

حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا وصال ہوا۔ حضور ﷺ ان کی قبر انور میں تشریف فرما ہوئے اور یہ دعا مانگی اللہ جو موت و زندگی عطا کرتا ہے، جو زندہ ہے، جس کے لیے موت نہیں میری ماں فاطمہ کو بخشش دے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلے سے اس کی قبر کو وسیع فرما۔ بیشک تو بڑا رحم والا ہے۔ (وفا لوفا جلد ص ۸۹۹)

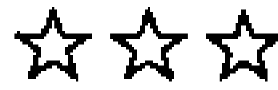
بتایئے اس کا نام مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے، یہ واقعہ تو حضرت علی المرتضیٰ کے گھر کا ہے کیا ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوگا کہ حضور علیہ ﷺ اپنے غلاموں کی مدد فرما سکتے ہیں۔ یہ روایت حضرت انس بن مالک سے مروی ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا بھی اس عقیدے پر مکمل یقین ہے، حضرت علی مرتضیٰ نے روایت بیان کی کہ حضور علیہ ﷺ نے فرمایا شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی برکت سے بارش دی جائے گی، ان کے وسیلے سے مدد طلب کی جائے گی۔ اور ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دفع ہوگا۔ (مشکوٰۃ) روایت ہے کہ حضرت علی سے کہا گیا کہ اہل شام کے بارے میں بددعا فرمائیں، فرمایا نہیں شام میں ابدال ہوتے ہیں خیال فرمایئے جن کا حضور کے غلاموں کے بارے میں یہ عقیدہ ہے، حضور کے بارے میں کیا عقیدہ ہوگا۔



حضرت عبد اللہ بن عباس کا عقیدہ

امام المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلہ عطفان کے ساتھ جنگ کرتے رہتے تھے۔ ایک جنگ میں یہودی شکست کھا گئے تو انھوں نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی محمد مصطفیٰ علیہ ﷺ کے وسیلے سے مانگتے ہیں جو آخری زمانے میں ہمارے پاس آئیں گے، تو ہمیں غطفان کے مقابلے میں فتح عطا فرما انہیں فتح نصیب ہوئی، جب آپ تشریف لائے تو یہودیوں نے آپ کا انکار کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفروا'' یہودی اس سلسلے نے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دعا مانگا کرتے تھے، یعنی

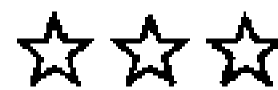
بک یا محمد ، یعنی اے محبوب آپ کے وسیلے سے (ہدایۃ الحیاریٰ لابن القیم الجوزیہ) آپ کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا، آپ نے کہا اپنی محبوب ترین ہستی کا نام لو۔ اس نے پکارا یا محمد! اس کا پاؤں درست ہو گیا (الاذکار للنووی ص ۲۷۱)



حضرت سواد بن قارب کا عقیدہ

صحابی رسول حضرت سیدنا سواد عرض کرتے ہیں۔

اے طیب اور مکرم حضرات کے لخت جگر آپ اللہ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں۔ آپ اس دن میں میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفیع سواد کو بے نیاز نہیں کر سکے گا۔ (سیرت الرسول ص ۴۹)

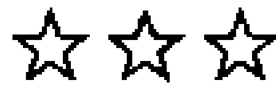


حضرت زھیر بن صرد کا عقیدہ

صحابی رسول حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر کرم فرمایئے آپ وہ کرم فرما ہیں کہ جن کے کرم کے ہم امید وار ہیں۔ (الروض الانف جلد ۲ ص ۳۰۶) گویا انہی کے جذبات کی عکاسی مولانا حسن رضا بریلوی نے کی ہے۔

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے تو دل بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دست تمنا کی لاج رکھ لینا
تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

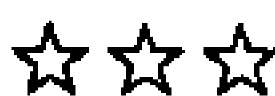


حضرت عتبیٰ کا عقیدہ

حضرت سیدنا عتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کی قبرانور پہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا السلام علیک یارسول اللہ! میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے ولو انھم اذظلموا انفسھم جائوک۔ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے آیا ہوں اور آپ کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمہ
فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف و فیہ الجود و الکرم

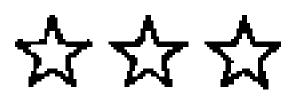
اے اس جگہ میں مدفون ذات بہترین جس کی مہک سے کوہ ودمن مہک اٹھے۔ میری جان اس قبرانور پر فدا جس میں پاکیزگی ہے، جودوکرم ہے۔ وہ چلا گیا تو مجھے اونگھ آگئی، حضور سرورکائنات ﷺ نے خواب میں زیارت سے نوازا اور فرمایا، عتبیٰ اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ا ص ۵۲۰)



حضرت امیہ بن خالد کا عقیدہ

صحابی رسول سیدنا امیہ بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فقرا مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا کرتے تھے۔ (رواہ شرح السنہ، مشکوٰۃ)

حالانکہ حضور سرور عالم ﷺ کو کسی کے وسیلے کی ضرورت و حاجت نہیں کیونکہ حضور خود وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ ایسا کر کے آپ نے امت مرحومہ کو تعلیم دی ہے کہ یہ عمل شرک و کفر نہیں، تمھارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ یہی حضرت امیہ بن خالد رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔

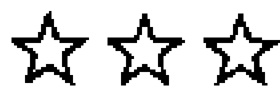


حضرت عثمان بن حنیف کا عقیدہ

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی حضور! میری بینائی کے لیے دعا فرمایئے، حضور ﷺ نے اسے یہ تعلیم فرمائی کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنی حاجت اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ پوری ہو، اے اللہ! میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ (المستدرک جلد ا ص ۵۱۹)

اس دعا کی برکت سے اس شخص کو بینائی مل گئی۔ دعا میں ''یا محمد'' کے

کلمات بتا رہے ہیں کہ اللہ کے ساتھ اس کے محبوب کو پکارنا بھی جائز ہے۔ اور یہ پکار اس نبی نے سکھائی ہے جو دنیا سے کفر و شرک کو ملیا میٹ کرنے کے لیے آیا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا اس دعا پر ایسا ایمان تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک شخص کو ان سے کام پڑ گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ دی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے اسے یہی دعا سکھائی۔ اس نے دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگی اور حضرت امیر المومنین کی بارگاہ میں پہنچا، انھوں نے اس کی حاجت فوراً پوری کر دی بلکہ یہ بھی فرمایا، مزید کوئی کام ہو تو میرے پاس آ جانا (معجم صغیر طبرانی ص ۱۰۴)



حضرت بلال مزنی کا عقیدہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ، حضور علیہ ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کی۔

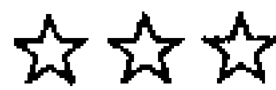
یارسول الله استسق لامتک فانهم قدهلکوا.

ترجمہ:۔ یارسول اللہ اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمایئے کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔

خواب میں حضور کی زیارت ہوئی، آپ نے حکم دیا کہ عمر کے پاس جاؤ، انہیں دعا کے لیے کہنا بارش دی جائے گی، اور انہیں کہنا کہ احتیاط کرتے رہیں۔ وہ امیر المومنین کے پاس آئے اور ساری داستان بیان

کی۔ حضرت عمر رو پڑے اور کہا یا اللہ میں اپنی طاقت کے مطابق تو غفلت نہیں کرتا۔ (استیعاب جلد۲ ص۴۶۴)

حضرت عمر کے دور میں ایک بار پھر قحط سالی ہوگئی، حضرت بلال مزنی پھر پکارے یا محمداہ، حضور خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تمھیں زندگی مبارک ہو (البدایہ والنھایہ جلد ۷ ص ۹۱)



حضرت خالد بن ولید کا عقیدہ

جنگ یمامہ زوروں پر تھی۔ مسیلمہ کذاب کی ساٹھ ہزار فوج کے مقابلے میں مٹھی بھر مجاہدین اسلام کے پاؤں اکھڑنے لگے تو حضرت خالد بن ولید نے یا محمداہ کی صدا بلند کر کے مسلمانوں کو پکارا۔ کہ اس دن ان کی علامت یہی تھی (البدایہ جلد ۶ ص ۳۲۴) تاریخ ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۵۲) ہر صحابی کی زبان پر یا محمداہ یا محمداہ کے مبارک کلمات جاری ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس نام مبارک کے صدقے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

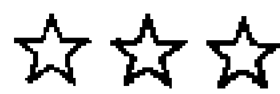
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد

جنگ یرموک میں پانچ لاکھ کافروں کے مقابلے میں ستائیس ہزار مسلمان برسر پیکار تھے۔ ان میں ایک سو بدری صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ فتح مشکل دکھائی دیتی تھی۔ آخر حضرت خالد بن ولید اور ابوسفیان نے زوردار حملہ کیا اور سب کی زبان پر جاری تھی یا محمد یا منصور امتک ترجمہ:

اے محمد! اے منصور آپ کی امت (تاریخ ناسخ التواریخ جنگ یرموک)
غلاموں نے پکارا تو آقا نے امداد فرمائی، سبحان اللہ۔

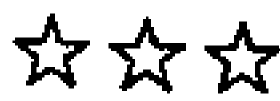
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

(امام احمد رضا)



حضرت کعب بن ضمرہ کا عقیدہ

جنگ حلب میں حضرت کعب بن ضمرہ ایک ہزار مجاہد لے کر کفار پر حملہ آور ہوئے۔ اور دونوں طرف سے گھیرے میں آ گئے، اس مشکل ترین گھڑی میں اپنے چارہ ساز کو پکارا یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ نزل اے محمد، اے محمد اے اللہ کی امداد نزول فرمائیے، تمام مسلمانوں نے جم کر کفار کا مقابلہ کیا (فتوح الشام جلد ا ص ۱۹۶)

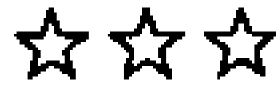


حضرت عائشہ صدیقہ کا عقیدہ

حضرت اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا، اہل مدینہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں عرض کی، انھوں نے فرمایا۔

"انظر و قبر النبی علیہ السلام نبی مکرم ﷺ کے مزار قدس کو دیکھو! آسمان کی طرف اس کا روشن دان کھول دو۔ کہ آسمان اور اس کے درمیان

پردہ نہ رہے۔ لوگوں نے ایسے ہی کیا، اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ پیدا ہوا، اونٹ فربہ ہوئے کہ چربی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹے جاتے تھے، اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا'' (سنن دارمی جلد ۱ ص ۴۳)



حضرت نابغہ جعدی کا عقیدہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عثمان غنی کے افسر تھے، انھوں نے بنو عامر کا احتساب کیا تو بنو عامر نے اپنی قوم کو بلایا۔ حضرت نابغہ جعدی ان کی فریاد پر نکلے تو حضرت ابوموسیٰ نے پوچھا آپ کیوں آئے ہیں، انھوں نے فرمایا مجھے میری قوم نے بلایا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں سزا دی، اس موقعہ پر انھوں نے یہ اشعار کہے۔

فان تک لا بن عفان امینا
فلم یبعث بک البر الأمینا
ویا قبر النبی وصاحبیه
الا یا غوثنا لو تسمعونا

یعنی اگر آپ ابن عفان کے امین ہیں تو انھوں نے آپ کو احسان کرنے والا امین نہیں بنایا اے نبی اور ان کے دو صاحبوں کی قبر مبارک! اے ہمارے غوث، آہ آپ ہماری فریاد سن لیں۔ (استیعاب جلد ۳ ص ۵۸۶)

ذرا سوچئے، خدارا غور کیجئے، صحابہ کرام کا یہ معمول زندگی تھا کہ جب بھی انہیں کسی قسم کی مصیبت آتی وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو پکارتے تھے۔ اس

میں حضور کی حیات ظاہری اور حیات باطنی کی کوئی قید نہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور اپنی قبر انور میں بھی حیات ابدی کے ساتھ جلوہ فرما ہیں۔ وہ سنتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں، وہ مدد کرتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ملت اسلامیہ کے مسائل کا حل

آج ملت اسلامیہ گوناں گوں مسائل اور نو بہ نو مصائب کا شکار ہے، انتشار ہے، اغیار کی غلامی کے گھمبیر اندھیرے ہیں۔ محتاجی کا دور دورہ ہے۔ کوئی بھی اسلامی ملک ایسا نظر نہیں آتا جو مکمل طور پر خود کفیل ہو، ہمارے حکمران دوسروں کے افکار و نظریات کو آئیڈیل سمجھتے ہیں، عوام بے یقینی کی کیفیات سے دوچار ہیں۔ جس کا جی چاہے ہمیں آنکھیں دکھا کر اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کروا سکتا ہے۔ کوئی استقامت نہیں، آخر مسلمان کیوں اتنے پریشان ہیں، ہمیں تو ایک ہی وجہ نظر آتی ہے کہ مسلمانوں نے صحابہ کرام کے اس راستے کو چھوڑ دیا ہے۔ یعنی مشکلوں میں اپنے مشکل کشا کو پکارنا، اس کی رحمت بے پایاں میں پناہ لینا، اس کی نصرت پر بھروسہ کرنا، فراموش کر دیا ہے، ہمیں امریکہ جیسے بے وفا پر اعتبار ہے۔ اپنے رسول، اپنے غمگسار پر اعتبار کیوں نہیں، اگر ہے تو کیجئے مدینہ منورہ کی طرف چہرہ، بلایئے اپنے مہربان نبی کو، خدا کی قسم وہ ایک لمحے میں سارے غم دور کرنے والے ہیں، اک آن میں ساری بگڑیاں بنانے والے ہیں۔ میرے استاد گرامی حضرت آسی نے کیا خوب دعوت دی ہے۔

اے امن پسندو آجاؤ سرکار کے دامن رحمت میں
اس چارہ گر ہستی کے سوا انساں کا کوئی بھی چارہ نہیں

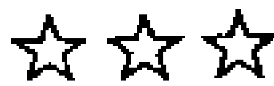
مراجع

☆ قرآن پاک
☆ صحیح بخاری شریف
☆ صحیح مسلم شریف
☆ جامع ترمذی شریف
☆ سنن نسائی شریف
☆ سنن ابن ماجہ شریف
☆ سنن ابوداؤد شریف
☆ سنن دارمی شریف
☆ سنن بیہقی شریف
☆ مشکوٰۃ المصابیح
☆ الکفایہ
☆ نخبۃ الکفر
☆ الاحکام فی اصول الاحکام
☆ شرح السنہ
☆ فضائل الصحابہ
☆ دلائل الخیرات
☆ تاریخ الخمیس
☆ رحمۃ للعالمین
☆ تاریخ الخلفاء
☆ مسند احمد شریف
☆ موطا امام مالک
☆ شمائل ترمذی شریف
☆ شرح الشمائل مناوی
☆ صورۃ من عظمۃ الاسلام
☆ سیرت ابن اسحاق
☆ سیرت ابن ہشام
☆ سیرت المصطفیٰ
☆ الروض الانف
☆ سیرت رسول عربی
☆ انوار محمدیہ
☆ تفسیر خازن
☆ تفسیر جلالین
☆ تفسیر درمنثور
☆ تفسیر کبیر
☆ تفسیر مدراک
☆ تفسیر معالم التنزیل
☆ الادب المفرد للبخاری
☆ وفا الوفاء

☆ فتوح الشام بلاذری
☆ تاریخ ابن عساکر
☆ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
☆ ترجمان السنہ
☆ مواہب لدنیہ
☆ کتاب الشفا
☆ زرقانی علی المواہب
☆ تفسیر روح المعانی
☆ الخصائص الکبریٰ
☆ جمع الوسائل للقاری
☆ حجۃ اللہ علی العالمین
☆ دیوان حسان بن ثابت
☆ البدایہ والنھایہ
☆ مستدرک للحاکم
☆ سیرت حلبیہ
☆ ضیاء النبی
☆ طبقات ابن سعد
☆ قصیدہ بردہ شریف
☆ السیرۃ النبویہ زینی دحلان
☆ ذخائر العقبیٰ
☆ محمد رسول اللہ
☆ مدراج النبوۃ
☆ دلائل النبوۃ
☆ شواہد النبوۃ
☆ سبل الھدیٰ
☆ تفسیر الصاوی
☆ الریاض النضرہ
☆ سیرت الرسول
☆ الدولۃ الملکیہ
☆ تاریخ الکامل ابن اثیر
☆ سیرت ابن کثیر
☆ تاریخ الامم والملوک طبری
☆ طبرانی شریف
☆ قصیدۃ النعمان
☆ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
☆ مسند الفردوس
☆ الترغیب والترہیب
☆ میزان الشریعۃ الکبریٰ
☆ مصنف ابن شیبہ
☆ طحاوی شریف

☆ بہجۃ الاسرار
☆ اخبار الاخیار
☆ کنز العمال
☆ تحقیق الفتویٰ
☆ کشف الغمہ
☆ فتح الباری شرح البخاری
☆ ردالمختار
☆ مثنوی مولوی معنوی
☆ الفاروق شبلی
☆ حلیۃ الاولیاء
☆ مجالس المومنین
☆ صواعق محرقہ
☆ اصول کافی
☆ الامالی طوسی
☆ ناسخ التواریخ
☆ نیرنگ فصاحت
☆ انوار النعمانیہ
☆ تفسیر حسن عسکری
☆ تفسیر قرطبی
☆ زاد المعاد
☆ جلا العیون
☆ احتجاج طبرسی
☆ تخلیص الشافی
☆ رجال کشی
☆ احقاق حق
☆ شرح نہج البلاغۃ
☆ منتہی الامالی
☆ حق الیقین
☆ الاستیعاب
☆ ہدایۃ الحیاری لابن القیم
☆ مناقب آل ابی طالب
☆ اظہار السعادت
☆ تفسیر صافی وقمی
☆ جامع الاخبار للصدوق
☆ بحار الانوار

..................☆☆☆..................



فہرست کتب

قادری رضوی کتب خانہ - گنج بخش روڈ لاہور

Ph:0333-4331922

نام کتب	قیمت
کیا آپ جانتے ہیں؟	180 روپے
بزرگ	180 روپے
خطبات الہیہ	120 روپے
سیرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	90 روپے
رازوں کے راز ترجمہ سر الاسرار	66 روپے
تفریح الخاطر (فی مناقب الشیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ)	60 روپے
فتوح الغیب	60 روپے
سیرت وخطبات سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	60 روپے
نزہۃ الخاطر (فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ)	50 روپے
معجزات رسول کریم ﷺ	90 روپے
قرآن حکیم کا تصور نبوت وولایت	75 روپے
شان حبیب الباری من روایات البخاری	120 روپے
رسائلِ مجدد الف ثانی	120 روپے
تذکرہ مجددین اسلام	135 روپے
زبان میری ہے بات اُن کی	105 روپے
ختمِ نبوت زندہ باد	90 روپے
جہان انبیاء علیہم السلام	105 روپے



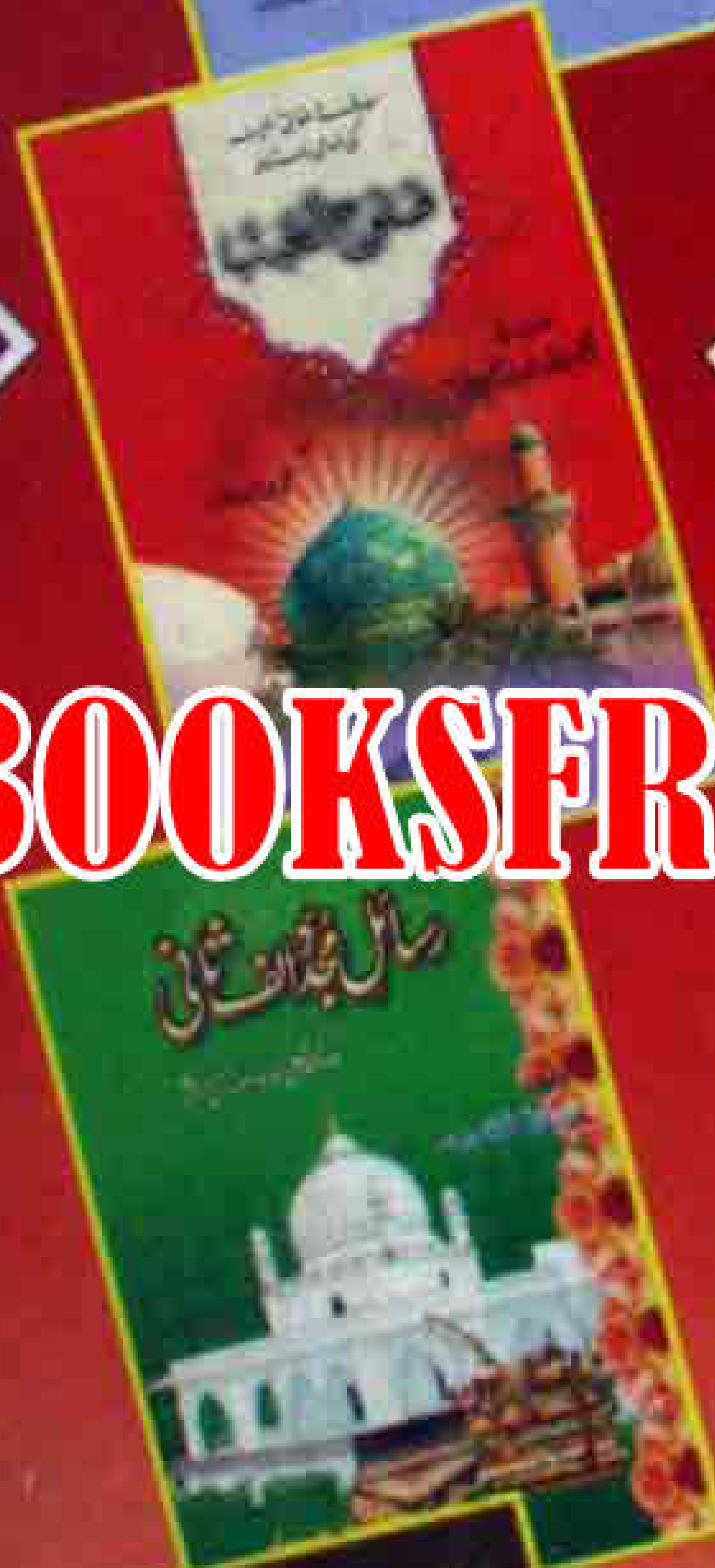
شبیر حسن چشتی نظامی













نواز رومانی



نواز رومانی







علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور